احکامِ عالمگیری

۴۵۱

تصنیفِ بلند پایہ

۷۳۴

از

حمید الدین خان

۸۰۸ : ۱۹۹۳

لاجواب ترجمہ از

۶۹۹

مولوی خالد حسن قادری لندن

۱۹۹۳

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ

۲۔ کلب روڈ، لاہور

TooBaa-Research-Library

جُملہ حُقوق محفُوظ

طبعِ اوّل	۱۹۹۳
ناشر	ڈاکٹر رشید احمد جالندھری ناظمِ اِدارۂ ثقافتِ اِسلامیہ، ۲۔ کلب روڈ ، لاہور
مطبع	طیبّہ پرنٹرز۔ لاھور
قیمت	-/۱۰۰ روپے

اِس کِتاب کی طباعَت و اِشاعَت
اِکادمی ادبیات پاکستان، اِسلام آباد
کی مالی مُعاوَنت کی بدولت مُمکن
ہُوئی ہے۔ شکریہ!

TooBaa-Research-Library

پیش لفظ

اورنگ زیب عالمگیر (وفات ۱۷۰۷ء) خاندانِ تیموریہ کا آخری اولو العزم حکمران ہے، جس کی بیدار مغزی، جفاکشی اور درویشانہ زندگی مغل تاریخ میں ایک ضرب المثل بن چکی ہے۔ وہ اپنے مورثِ اعلیٰ ظہیر الدین بابر کی طرح تلوار اور قلم دونوں کا دھنی تھا۔ ان امور کا اعتراف ان لوگوں نے بھی کیا ہے جو نہ صرف اورنگزیب کے بعض سیاسی فیصلوں سے اتفاق نہیں کرتے بلکہ انہیں مغل سلطنت کے انحطاط و زوال کا سبب بھی گردانتے ہیں۔ یہ اورنگ زیب ہی کی فولادی شخصیت تھی، جس نے انحطاط و زوال اور معاندانہ طاقتوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا تھا، جونہی اورنگزیب کی آنکھیں بند ہوئیں، تو اس کے نالائق، ناعاقبت اندیش اور عیش پسند جانشینوں نے ان طاقتوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور ذلت و رسوائی کے ہر تلخ گھونٹ کو پینے پر تیار ہو گئے۔ اس وقت لوگوں کو احساس ہوا کہ ایک مضبوط مرکز اور سیاسی استحکام کے بغیر امن و آشتی کی زندگی بسر کرنا کس قدر دشوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اورنگ زیب کی غیر معمولی شخصیت، اہلِ علم اور عوام الناس دونوں کی نگاہ کا برابر مرکز بنی رہی۔ اورنگ زیب کی شخصیت کا ایک پہلو وہ ہے جسے ہم رقعاتِ عالمگیری میں دیکھتے ہیں جہاں وہ ایک معلّم اور فرض شناس باپ کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں اور سلیقے سے بیٹوں کو نصیحت کرتے نظر آتے ہیں۔ اسی شخصیت کو ہم موجودہ کتاب "احکامِ عالم گیری" میں ایک مدبّر اور بیدار مغز حکمران کی صورت میں دیکھتے ہیں۔

TooBaa-Research-Library

رقعاتِ عالمگیری میں وہ اپنے بیٹے کو ایک خط میں بندے کے گناہوں اور خدائے بزرگ و برتر کے عفو و کرم کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "ناکردہ گناہ درجہاں کیست بگو"۔ (کون ہے جس نے دنیا میں گناہ نہیں کیا) یہ عمر خیام کی رباعی کا ایک مصرعہ ہے۔ لیکن اورنگ زیب نے یہاں دوسرے مصرعہ کو ("آں کس کہ گناہ نہ کرد چوں زیست بگو") کو نہیں لکھا، کیونکہ شاعرانہ شوخی کی یہ ترنگ کہ "گناہ کئے بغیر زندگی کیونکر بسر کی جاسکتی ہے"؟ مقام کی سنجیدگی سے ہم آہنگ نہیں تھی۔ اورنگزیب کے اخلاقی اور ادبی شعور نے اس مصرعہ کو حذف کر کے بتا دیا کہ شعر کے استعمال میں سلیقہ چاہیے۔ ورنہ ہم نے "پڑھے لکھے" لوگوں کو شعروں کے انتخاب اور استعمال میں "رسوا" ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ اسی خط میں مزید لکھتے ہیں: "میاں عبداللطیف۔ قدس سرہ الشریف کی زبان (مبارک) سے ایک نادر بات ہم نے یاد کر رکھی ہے، وہ ہے کہ خدا ناترس کو مزاج میں راہ دینا اور اہلِ حق کو دروازے سے دھتکار دینا بدترین گناہ ہے"۔ (مکتوب نمبر ۱۷۹)

ایک دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں: "مکہ مکرمہ کے شریف (حاکم) نے ہندوستان کی دولت و ثروت کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے، چنانچہ وہ ہر سال جلبِ منفعت کے لیے اپنا ایلچی بھیجتے ہیں۔ یہ "نذرانہ" جو ہم حاجت مندوں کیلئے بھیجتے ہیں، اس کے بارے میں خیال رہنا چاہیے کہ وہ اسی جماعت (حاجتمندوں) تک پہنچ گیا ہے۔ ... اگر کسی وجہ سے یہ صورت ممکن نہ ہو تو پھر یہ رقم اس ملک (ہندوستان) کے حاجتمندوں کو کیوں نہ بہم پہنچائی جائے کیونکہ تمام مقامات میں اسی پاک ذات کی جلوہ گری ہے"۔ (رقعہ ۱۷۴)

ان خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ اورنگ زیب کو فارسی اور عربی ادب پر کس قدر عبور حاصل ہے۔ ان خطوط میں وہ موقع کی مناسبت سے سعدی، رومی اور دوسرے

TooBaa-Research-Library

بلند پایہ فارسی شعراء کے اشعار کو نقل کرتے ہیں اور بعض مقامات پر قرآنِ مجید کی آیاتِ کریمہ اور احادیثِ نبوی۔ فنِ حدیث میں احادیث کے مقام کا بھی ذکر کرتے ہیں مثلاً ایک خط میں انہوں نے مشہور حدیث "انما الاعمال بالنیات" (اعمال کا دار و مدار نیت اور ارادے سے وابستہ ہے) درج کی ہے، اس حدیث پر اورنگ زیب لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے بلکہ درجہ تواتر کے قریب جا پہنچی ہے۔

حمیدالدین خاں کی کتاب احکام عالمگیری میں ہم اورنگ زیب کو ایک دوسری ہی دنیا میں دیکھتے ہیں جہاں وہ ایک مدبر اور بلند پایہ منتظم کے روپ میں سامنے آتے ہیں امورِ سلطنت میں رونما ہونے والی بدنظمی کا۔ خواہ اس کا مرتکب کوئی شہزادہ ہو یا کوئی سرکاری افسر، سختی سے محاسبہ کرتے ہیں۔ وہ اس محاسبہ کو مذہبی، اخلاقی اور سیاسی طور پر ضروری گردانتے ہیں۔ انتظامی امور اور اخلاقی اقدار کے باہمی رشتے کو ناگزیر جانتے ہیں اور اس رشتے کے ٹوٹ جانے کو سلطنت کی بربادی تصور کرتے ہیں اورنگزیب سرکاری ملازمین کے ذاتی عقائد کو اپنے فیصلوں پر اثر انداز ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ مثلاً احکام نمبر ۳۹ میں آیا ہے کہ ایک دفعہ ایک سرکاری اہل کار نے اورنگزیب کی خدمت میں درخواست پیش کی "بخشی گری کی (بخشی گری محکمہ مالیات کا ایک بڑا منصب تھا) دونو کریاں ہیں اور ان دونوں پر بدمذہب اور دیو صفت ایرانی مقرر ہیں۔ (یعنی دونوں جگہ شیعہ حضرات فائز ہیں) اگر ایک بخشی گری کی ملازمت اس پرانے خادم کو مرحمت فرمائی جائے تو دین کی تقویت (یعنی سنی مسلک) کا باعث بھی ہوگا اور ملعون کافروں سے کام کو چھینا بھی جا سکے گا"۔

اس عرضی پر اورنگ زیب نے لکھا: "جو کچھ اس نے (درخواست گزار) اپنی قدیم خدمات کے سلسلہ میں بیان کیا ہے، وہ سچ ہے اور حسبِ توفیق قدردانی بھی عمل میں آتی ہے جو کچھ بدمذہب ایرانیوں (شیعوں) کے متعلق لکھتا ہے (اس سلسلہ میں خیال

TooBaa-Research-Library

دکھنا چاہیے کہ) دُنیا کے کاموں میں مذہب کا واسطہ کیا معنی رکھتا ہے اور امورِ انتظامی میں تعصب کا کیا دخل ہے؟ "لکم دینکم ولی الدین" (قرآن کی آیت کریمہ) اگر یہی قاعدہ مقرر ہوتا تو پھر تمام راجاؤں اور ان کے متعلقین کو ہم موقوف کر دیتے۔ لائق لوگوں کی تبدیلی عقلمندوں کے نزدیک مذموم بات ہے۔" (ص ۷۸، ۷۹)

احکام عالم گیری حکم نمبر ۸ میں ایک وصیت میں اورنگ زیب لکھتے ہیں:

"اس عاصی غرقِ معاصی کو پاک و مقدس تربت حسین علیہ السلام کی چادر میں لپیٹا اور دفنایا جائے۔ کیونکہ گناہوں کے سمندر میں غرق شدہ لوگوں کے لیے سوائے اس درگاہ سے التجا کئے رحمت اور مغفرت نہیں ہے۔ اس سعادتِ عظمیٰ کا سامان (چادر تربت امام حسینؓ) فرزند ارجمند بادشاہ علی زادہ عالی جاہ کے پاس ہے۔"

اسی وصیت میں مزید لکھتے ہیں: "قرآن شریف کی کتابت سے (جمع کیے ہوئے) تین سو پانچ روپے میرے صرفِ خاص میں ہیں۔ وفات کے دن فقرا کو دے دیے جائیں۔ وجہ یہ ہے کہ فرقہ شیعہ کے نزدیک کتابت قرآن کی اجرت میں ناجائز ہونے کا شبہ ہے (اس رقم کو) کفن دفن کی ضروریات میں صرف نہ کریں (ص ۳۲، ۳۳)

کسبِ رزق میں یہ احتیاط اور کسبِ معاش میں یہ چھان بین بے شبہ خدا ترس لوگوں کا شیوہ ہے۔ ان واقعات سے امورِ ریاست میں اہلیت اور صرف اہلیت کا لحاظ نیز کسبِ رزق میں انتہائی احتیاط اورنگ زیب کی وسعتِ نظر، روحِ شریعت سے مکمل وفاداری اور فقہی تعصب سے دوری کا پتہ چلتا ہے۔

احکامِ عالم گیری میں جہاں حمید الدین خان نے، جسے اورنگ زیب سے قریب رہنے کا موقع ملا ہے، اورنگ زیب کے پختہ انتظامی اور مذہبی افکار کا تذکرہ کیا ہے، وہاں اس نے اورنگ زیب کے معاشقہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ اورنگ زیب جب حیدر آباد دکن میں صوبے دار تھے، اس وقت وہ ایک صنفِ نازک کی، جو زین آبادی کے نام سے

معروف تھی، شوخیوں کا شکار ہو گئے اور اس کے عشق میں اس قدر بے قابو ہو گئے کہ "اپنے ہاتھ سے شراب کا پیمانہ بھر بھر کر پیش کرتا اور عالمِ نشہ و سرور کی رعنائیاں دیکھتا کہتے ہیں ایک دن زین آبادی نے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کر کے اورنگ زیب کو دیا اور اصرار کیا کہ لبوں سے لگائے۔ شہزادہ نے ہر چند عجز و نیاز کے ساتھ التجائیں کیں کہ میرے عشق و دل باختگی کا امتحان اس جام کے پینے پر موقوف نہ رکھو..... لیکن اس عیار کو رحم نہ آیا..... لیکن جونہی اس فسوں ساز نے دیکھا کہ شہزادہ بے بس ہو کر پینے کے لیے آمادہ ہو گیا ہے، فوراً پیالہ اس کے لبوں سے کھینچ لیا اور کہا "غرض امتحان عشق بود نہ کہ تلخ کامی شما۔" (مقصد تمہارے حلق کو تلخ کرنا نہیں بلکہ عشق کا امتحان تھا)۔

اس داستان کو احکامِ عالمگیری کے علاوہ شاہ نواز خان نے مآثر الامرا میں بھی لکھا ہے، بلکہ بہ قول جادو ناتھ سرکار بہتر طور پر لکھا ہے۔ اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں: "اس سے (داستانِ معاشقہ سے) معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ اولوالعزمیوں کی طلب نے اُسے لوہے اور پتھر کا بنا دیا تھا لیکن ایک زمانہ میں گوشت پوست کا آدمی بھی رہ چکا تھا۔"[۲]

زین آبادی کی داستانِ عشق نے جہاں اورنگ زیب کے دل درد آشنا کی خبر دی ہے وہاں اس نے بعض معاشرتی خرابیوں کا بھی پردہ چاک کر دیا ہے مثلاً اورنگ زیب نے زین آبادی کو اس کے آقا سیف خان سے حاصل کیا۔ سیف خان نے زین آبادی کے عوض میں چتر بائی کا مطالبہ کیا جو اورنگ زیب کے حرمِ خاص میں تھی اور جسے قبول کر لیا گیا۔ "ہر چند وہ (چتر بائی) انکار کرتی رہی کہ میں (سیف خان کے پاس) نہیں جاتی، لیکن اس نے کہا کہ اگر اپنی جان کی خیر چاہتی ہو تو فوراً چلی جاؤ؛ چنانچہ مجبور ہو کر وہ گئیں۔" (ص ۲۵)

اس قسم کے معاشرتی واقعات بے شبہ ذوقِ سلیم پر گراں گزرتے ہیں،

---

[۲] غبارِ خاطر، دہلی ۱۹۸۳ء، ص ۲۷۵ - ۲۷۹ (مرتبہ مالک رام)

TooBaa-Research-Library

لیکن حمید الدین خان نے انہیں پوری دیانت سے سپردِ قلم کر دیا ہے، جس سے اس عہد کی اجتماعی زندگی کی بُرائیوں کا پتہ چلتا ہے۔ لطف کی بات یہ کہ خود اورنگ زیب کو ان خرابیوں کا علم تھا اور شدت سے احساس تھا کہ اس کے بعد (اورنگ زیب) الحکومت اجتماعی برائیوں پر قابو نہیں پا سکے گی۔ اس امر کی پیش گوئی اصحابِ نجوم نے کر دی تھی جو اورنگ زیب کے علم میں تھی۔

القصہ احکام عالمگیری اپنی غیر معمولی اہمیت کی وجہ سے ان تحریروں میں شامل ہے، جن کا پڑھنا اورنگ زیب کی شخصیت کو سمجھنے کے لیے نہایت ضروری ہے اس کتاب سے اورنگ زیب کے بارے میں پھیلی ہوئی بہت سی غلط فہمیاں دُور ہو جاتی ہیں بے شبہ فطرت نے انہیں غیر معمولی صلاحیتوں اور توانائیوں سے نوازا تھا جن کی وجہ سے وہ پوری نصف صدی تک پورے وقار، دبدبہ اور شکوہ سے زوال و انحطاط کی طاقتوں کی راہ روک کر کھڑے رہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ صحت مند اخلاقی اور سیاسی بنیادوں پر کوئی ادارہ قائم نہ کر سکے جو ان کی موت کے بعد قومی مشکلات پر قابو پانے کے لیے حکمرانوں کی مدد کرتا۔ ایسی شخصیت سے اہلِ علم اور اہلِ سیاست دونوں بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

احکامِ عالمگیری کو ۱۹۱۵ء میں جادو ناتھ سرکار نے انگریزی ترجمے کے ساتھ شائع کیا تھا۔ کیا اس کا کوئی اردو ترجمہ بھی کبھی شائع ہوا؟ اس بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں۔ کئی سال پہلے اس کا اردو ترجمہ ملک کے ممتاز دانشمند ڈاکٹر مولوی خالد حسن قادری نے کیا تھا، ڈاکٹر موصوف اس ترجمہ پر ایک مفصل مقدمہ بھی رقم کرنا چاہتے تھے لیکن بہ وجوہ نہ وہ مقدمہ لکھ سکے نہ ہی اس قیمتی ترجمے کی اشاعت پہلے ممکن ہو سکی۔

ہمیں انتہائی مسرت ہے کہ ادارہ ثقافت اسلامیہ بتوفیق ایزدی اس کتاب کے فارسی متن اور ترجمے کو شائع کر رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی علمی

شخصیت محتاجِ تعارف نہیں، وہ ان چند بلند پایہ اہلِ علم میں سے ہیں جنہیں خدا نے علم و عرفان اور سوزِ دروں کی دولت اور اردو و فارسی زبانوں میں استادانہ مہارت سے نوازا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اہلِ علم ڈاکٹر صاحب کے خوبصورت ترجمے سے لطف اندوز ہوں گے۔

رشید احمد جالندھری

لاہور۔ جون ۱۹۹۳ء

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

حصّہ اُردو ترجمہ "احکامِ عالمگیری"

۱۴۱۳

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

فہرست مضامین (اردو)

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	پیش لفظ	۵
	مختصر حالات حمید الدین خان بہادر	۱۷
	باب اول:	
	اورنگ زیب کے متعلق	۲۵
۱۔	شہزادہ اورنگ زیب کی جرأت	۲۷
۲۔	دور اندیشی	۲۹
۳۔	حسن سلوک	۳۱
۴۔	شہزادوں کے متعلق شاہجہان کا خیال	۳۳
۵۔	..... چناں کہ افتد دانی	۳۳
۶۔	حفظ ماتقدم	۳۷
۷۔	جرأت و دلیری	۴۱
۸۔	بارہ وصیتیں	۴۲
۹۔	بہادر شاہ کی نظر بندی	۴۵
۱۰۔	بہادر شاہ کو نصائح	۴۶
۱۱۔	حکمرانی کے چند اصول	۴۸
۱۲۔	ضابطہ شاہی	۵۱
۱۳۔	اولاد کی نگرانی	۵۱
۱۴۔	شاہانہ اشغال	۵۲
۱۵۔	وقائع صوبہ کابل	۵۳
۱۶۔	عرضی حمیدہ بانو	
	باب دوم:	
	شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے متعلق	۵۵
۱۷۔	قلعہ برلی کا محاصرہ	۵۷
۱۸۔	عدل شاہی	۵۹
۱۹۔	حزم و احتیاط	۶۰
۲۰۔	بدسلوکی کی سزا	۶۱
۲۱۔	نقصان کا معاوضہ	۶۲
۲۲۔	گستاخی کی سزا	۶۳
۲۳۔	اورنگ زیب کا طنز	۶۴
۲۴۔	حفظ دل	۶۴
	باب سوم:	
	شہزادہ محمد کام بخش، بیدار بخت کے متعلق	۶۷
۲۵۔	حراست شہزادہ کام بخش	۶۹
۲۶۔	بیدار بخت کو سزا	۷۱
۲۷۔	کاروبار دلداری	۷۲
	باب چہارم:	
	افسران کے متعلق	۷۵
۲۸۔	نصرت جنگ	۷۷
۲۹۔	پابندی احکام	۷۸
۳۰۔	تشہیر	۷۹
۳۱۔	دکنی سردار سے سلوک	۸۰
۳۲۔	اہل سادات	۸۰
۳۳۔	میر شہاب الدین	۸۲
۳۴۔	حکم قتل	۸۳
۳۵۔	کرامت بنیاد	۸۴
۳۶۔	سوانح نگار کو تنبیہ	۸۵
۳۷۔	جابر گورنر پر عتاب	۸۵
۳۸۔	اصول حکومت	۸۶

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

۳۹۔ امور انتظامی میں بے تعصبی ۸۸
۴۰۔ بردباری و کم آمیزی ۹۰
۴۱۔ شاہنواز خان ۹۱
۴۲۔ میرزا معز فطرت موسوی ۹۱
۴۳۔ اجرت بلا خدمت ۹۳
۴۴۔ نیکی عافر ذنوب ۹۴
۴۵۔ اثنا عشر ۹۵
۴۶۔ ..... راہ زندگی ہموار نیست ۹۶
۴۷۔ کوچ در ایام علالت ۹۷
۴۸۔ سزائے اوباشی ۹۸
۴۹۔ گورنر کو سرزنش ۱۰۰
۵۰۔ از فکر دشمن بغفلت مباش ۱۰۰
۵۱۔ مرد خدا بمشرق و مغرب غریب نیست ۱۰۲
۵۲۔ ایرانیوں و ہندوستانیوں کا فرق ۱۰۳
۵۳۔ افسران زیر دست کی پشت پناہی ۱۰۴
۵۴۔ افسروں کا محاسبہ ۱۰۵
۵۵۔ معمار خود مشو ۱۰۶
۵۶۔ سرکش سرداروں کی سرکوبی ۱۰۷
۵۷۔ اتحاد قول و فعل ۱۰۸
۵۸۔ روز نو، روزی نو ۱۰۹
۵۹۔ نعمت خان حاجی ۱۱۰
۶۰۔ چغل خور و بد گو ۱۱۲
۶۱۔ غصہ جنون ہے ۱۱۳
۶۲۔ احتساب و سزا ۱۱۴
۶۳۔ پابندی ضوابط ۱۱۴
۶۴۔ اہل کاروں کی نگرانی ۱۱۵
۶۵۔ ضابطہ کی پابندی ۱۱۶
۶۶۔ تھانہ دار کی خود سری ۱۱۶
۶۷۔ فتح اللہ خان کے جواب میں ۱۱۷
۶۸۔ تقیہ ۱۱۷
۶۹۔ مذہب سے بے تعصبی ۱۱۸
۷۰۔ چہار مذاہب بر حق است ۱۲۱
۷۱۔ عنقا را بلند است آشیانہ ۱۲۲
۷۲۔ احکام

مختصر حالات

حمید الدین خان بہادر

مؤلف

احکام عالمگیری

(مشتمل بر مآثر الامراء)

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمید الدین خان بہادر عالمگیر شاہی سردار خاں کوتوال کا بیٹا اور باقی خان چیلہ قلماق شاہجہانی کا نبیرہ ہے۔ قسمت کی یاوری اور زمانہ کی مساعدت سے اورنگ زیب کے آخری عہد میں سلطنتِ ہندوستان کا مدار بن گیا۔ دولت خانۂ بادشاہی اور اعلیٰ درجہ کے امورات کا نظم و نسق اور ربط و ضبط اس کے سُپرد ہو گیا تھا۔

بادشاہ کی طرف سے مفسدوں کی سرکوبی قلعہ جات کی فتوحات اور مہماتِ اُمور کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ جہاں کہیں جاتا مخالف کو ضرباتِ شدید سے بے دست و پا اور مغلوب کر کے خود صحیح سلامت مع مالِ غنیمت کے واپس آتا۔ اور ان خدمات کے عوض طرح طرح کے اعزازات سے سرفراز ہوتا۔ اس لئے عوام میں نیمچۂ عالمگیری کے لقب سے معروف تھا۔

ابتدائے حال میں چونکہ اس کا باپ عنایت خسروی سے بہرہ یاب تھا۔ اس لئے یہ بھی حاضر باشی اور دوامِ خدمت و روشناسی کی بدولت سعادت و عزت سے بہرہ ور ہوا۔ جلوس عالمگیری کے ۲۸ ویں سال خانہ زاد نوازی کے اقتضاء سے اپنے باپ کی جگہ پر داروغگیِ خاتم بند خانہ سے سرفراز کیا گیا۔ اور جلوس کے ۳۲ ویں سال اپنے باپ کے بعد فیل خانے کی داروغگی پر سرفراز ہوا۔ اور چونکہ بارگاہ شاہی میں منظور نظر قرار پا چکا تھا۔ اس لئے متواتر اضافہ منصب ہوتا رہا۔

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

ایکلوج میں وہ تبہ کار سنبھا کے لانے پر مامور کیا گیا تھا جسے خانِ زماں حیدرآبادی کے حسنِ سعی سے بازن و فرزند اسیر کر لیا گیا تھا، اس نے اس محبوسِ زندانِ ناکامی (سنبھا) کو شاہی حکم کے مطابق لشکرگاہ بہادر گڑھ سے چار میل سے تختہ بند کر کے اس کے ساتھیوں کو مضحکہ لباس پہناکر اونٹوں پر بٹھا کر ڈھول اور نفیری کے شور و غُل کے ساتھ تمام لشکر میں تشہیر کرایا اور شاہی حضور میں پیش کیا۔

جلوس کے ۳۲ ویں سال خان کے خطاب سے شادکام ہوا۔ چونکہ اس کے والد کا انتقال ہو گیا اس لئے اس کے بعد کوتوال کے عہدہ اور دوسری خدمات پر بھی مامور کیا گیا۔

جلوس کے ۳۷ ویں سال معز الدین کے ملازموں میں چند اشخاص نے فضل علی خاں دیوان سے بدسلوکی کی۔ بدمعاشی کے سبب فتنہ و فساد تک نوبت پہنچادی تو حکم ہوا کہ حمید الدین جاکر اس گروہ کی بداعمالیوں کی سزا دے۔ جب خان مذکور اس گروہ کے سر پر جا پہنچا تو اتفاق ایسا ہوا کہ ہجوم اور شور و غوغا کے سبب خان کی سواری کا ہاتھی بھڑک اٹھا اور بھاگ نکلا۔ اور معرکہ سے دور شاہی رسدگاہ تک ایک میل دور نکل آیا اتفاقاً خان کی نظر ان بڑے بڑے بوروں پر پڑی جو غلہ بھرنے کے لئے رسدگاہ میں غلہ کے بیچ میں رکھے جاتے ہیں جب ہاتھی ان کے برابر آیا تو خان سنبھل کر ہودہ سے نکل آیا اور ان پر بیٹھ گیا۔ پھر ایک اور سواری مہیا کر کے معرکۂ کارزار میں موجود ہو گیا اور ان مفسدوں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا۔

جلوس کے ۳۹ ویں سال اسلام پوری میں اصل و اضافہ سے دو ہزاری تک ترقی ہوئی۔ اسی سال تبہ کار سنتا نے قاسم خاں خانہ زاد خاں اور دوسرے شاہی امراء کو غارت کر کے گڈھی دھند بیری میں محصور کر دیا تھا۔ حمید الدین خاں نے بڑی فوج لیکر کمک پہنچائی تاراج زدہ امراء کو ضروری امداد دی۔

جلوس کے ۴۴ ویں سال داروغگی غسل خانہ کے مرتبۂ خاص سے اختصاص پایا داروغگی جواہر خانہ بھی پہلے مل چکی تھی۔

اس کے بعد بھی برابر حمید الدین کی خدمات اور اعزازات میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ بالآخر خطاب خان بہادر اور منصب سہ ہزار و پانصدی دو ہزار سوار تک پہنچ گیا اور نقارہ بھی عطا ہوا۔

خلاصہ یہ کہ اواخر زمان عالمگیری میں عبدالحمید خاں دربار شاہی میں رایتِ انا ولاغیری بلند کئے ہوئے تھا اور اپنے قرب و اعتبار کے سبب کسی دوسرے کے لئے کوئی وقعت نہ چھوڑی تھی۔ اگرچہ امیر خاں بھی منزلت و قرب میں پایہ کم نہ رکھتا تھا مگر اس کے بعد تھا۔ اور عنایت اللہ خاں دوام حضور شاہی کے باوجود اس مرتبہ کو نہ پہنچا۔

حضرت عالمگیر نے احمد نگر میں جمعہ کے دن ۲۸ ذیقعدہ ایک ہزار ایک سو اٹھارہ ہجری کہ فرمانروائی کو پچاس سال دو ماہ اور ۲۸ دن ہوئے تھے اور عمر کے نوّے سال اور سترہ دن پورے ہوئے تھے عالمِ بقاء کی راہ اختیار کی۔ تجہیز و نماز کے بعد ان کی میت کو ان کی خواب گاہ میں رکھا گیا دوسرے دن محمد اعظم شاہ کہ جو مالوہ کے لئے رخصت ہو چکا تھا۔ یہ خبر سُن کر لشکر سے پچاس میل لوٹ آیا۔ اور مراسم عزا بجالایا۔ دوسرے روز نعش کو کندھا دے کر دیوانِ عدالت سے باہر لاکر مزارِ متبرکہ جو روضہ کے نام سے حیدرآباد سے سولہ میل اور دولت آباد سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے لے گئے۔ عبدالحمید خاں نے جزع و فزع میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ بال بکھیرے ہوئے پاپیادہ نعش کے ساتھ گیا اور اس مسافر ملک بقاء کی وصیت کے مطابق اسوۂ ارباب یقین شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کے صحن میں دفن کیا گیا۔

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

آیۂ کریمہ : روح و ریحان و جنّۃ نعیم (۱۱۱۸ھ) سے تاریخ وفات اورنگ زیب برآمد ہوتی ہے اور ان کا لقب خلد مکاں قرار پایا۔ اور وہ موضع خلد آباد کہلایا۔ خانِ موصوف نے لباسِ درویشی پہنا اور اپنے پیر و مُرشد اور ولی نعمت کے مرقد کی جاروب کشی اختیار کی اور وہاں اپنے رہنے کے لئے ایک حویلی کی بنیاد ڈالی کہ اب تک اسی کے نام سے مشہور ہے۔

جب محمد اعظم شاہ احمد نگر سے اورنگ آباد پہنچا تو اپنے پدر گرامی قدر کی قبر پر جاکر مراتب فاتحہ بجالایا اور حمید الدین خاں کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے آیا۔ اور اس کی دلجوئیاں کر کے سابقہ اختصاص عطا فرمایا۔ اور ہندوستان کے سفر میں جو بہادر شاہ کے ساتھ جنگ کے سبب ناگزیر ہو گیا تھا ساتھ لے گیا۔

کہتے ہیں کہ راستے میں جب یہ خبر پہنچی کہ محمد عظیم مشرق کی سمت سے اکبر آباد پہنچ گیا ہے تو محمد اعظم شاہ کی زبان سے نکلا " کہ بلائے عظیم باگرہ نازل شُد"۔

عبد الحمید خاں نے عرض کیا " ببرکت اسمِ اعظم دفع خواہد شد"۔

جنگ کے روز کافی سخت لڑائی کے بعد شکست کے آثار نظر آنے لگے اور اس کے بعد کہ ذوالفقار خاں نے معرکہ سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لیا تھا۔ اس نے بھی کنارہ کشی اختیار کی اور تیر کا زخم بھی اسی دوران لگ گیا تھا۔ بعد میں گوالیار سے آکر بہادر شاہ کی مرحمت سے پھر رنگ و روپ حاصل کر لیا اور عصائے مرصع بھی عطا ہوا۔ میرِ توزکی اول کی خدمت اور گرز برداران کی داروغگی سے مفتخر ہوا۔ اور بہادر عالمگیر ہی خطاب پایا۔ اور خلد منزل کے عہد آخیر تک انتہائی اعزاز و اکرام کے ساتھ زندگی گذاری!

فلک نیرنگ ساز نے زمانے کی لوح کو جہاں دار شاہ کی حکمرانی سے آراستہ کیا اور ذوالفقار خاں عہدۂ وزارت پر بازی لے گیا تو پرانے کینہ کے سبب جو بظاہر

TooBaa-Research-Library

جو بظاہر معلوم نہ ہوتا تھا اس نے عبد الحمید خاں کے ستانے پر کمر باندھی اور طرح طرح کی ذلّت و رسوائی اور قید و بند کی مصیبت میں گرفتار رکھا۔ یہاں تک کہ ذوالفقار خاں بھی اپنے عمل کی پاداش کو پہنچا۔ اگرچہ عبد الحمید خاں قید و بند کی مصیبت سے تو چھوٹ گیا لیکن فرخ سیرَ کے دربار تک نہ پہنچا۔

سیف الدولہ عبد الصمد خاں نے جو پنجاب کی گورنری پر مامور کیا گیا تھا اپنے پرانے تعلقات کی وجہ سے لاہور جاتے وقت اسکو اپنے ساتھ لے لیا۔ جب وہ نہایت شان و شوکت کیساتھ لاہور میں داخل ہوا تو راقم السطور بھی تماشائیوں میں شامل تھا سواری کے بالکل آخیر میں عبد الحمید خاں کی ایک پالکی کے ساتھ گنتی کے چند آدمی ساتھ جاتے تھے اور پژمردگی اور فلک زدگی اس کے حال سے ظاہر تھی۔ اس کے بعد تقربِ شاہی پھر نصیب ہوا۔ عہد عالمگیری میں جو تقرب حاصل تھا اُسی وسیلے سے پھر اعزازات حاصل ہوئے۔ گرز برداروں کی داروغگی پر مامور ہوا اور مدت تک رہا یہاں تک کہ وقت موعود پہنچ گیا۔ اس کے ایک لڑکا بھی تھا جو صاحبِ منصب و دستگاہ تھا مگر ہمیں حال اسکا زیادہ معلوم نہ ہوا۔

(مآثر الامراء : ص : ۶۱۱ - ۶۰۵ کلکتہ ۱۸۸۸ء)

TooBaa-Research-Library

احکامِ عالمگیری

○

باب اوّل

○

اورنگ زیب کے متعلق

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

① شاہزادہ اورنگزیب کی جرأت

جس زمانہ میں اعلیٰ حضرت شاہجہان لاہور میں قیام پذیر تھے ان ایام میں اکثراوقات شالامار باغ میں ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشا دیکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بنگال کے ضلع دار نے چالیس جنگی تربیت یافتہ ہاتھی خدمت شاہی میں بھیجے اور ان کی بہت زیادہ تعریف و توصیف بھی کی۔ اعلیٰ حضرت دریچہ سے ہاتھیوں کے کھیل ملاحظہ فرما رہے تھے اور چاروں شہزادے گھوڑوں پر سوار تھے اور ہاتھیوں کا تماشا دیکھ رہے تھے اچانک ایک ہاتھی اپنے مدمقابل کے سامنے سے بھاگا اور شہزادوں کی طرف رُخ کیا۔ تینوں شہزادے گھبرا کر ادھر ادھر بھاگنے لگے مگر محمد اورنگ زیب جن کی عمر صرف چودہ سال کی تھی نہایت اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑے رہے اور ذرا بھی جنبش نہ کی یہاں تک کہ ہاتھی ان کے پاس سے گذر گیا۔ دوسرا ہاتھی جو اس کے تعاقب میں تھا اپنے حریف کو چھوڑ کر خود شاہزادہ کی طرف متوجہ ہوا۔ شاہزادے کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ انہوں نے اس نیزہ سے ہاتھی پر حملہ کر دیا۔ ہاتھی نے اپنی سونڈ کی ضرب سے

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

شاہزادے کے گھوڑے کو زمین پر گرادیا۔ انہوں نے ایک جست لگا کر نیزہ پھر اُٹھالیا اور اس ہاتھی کے سر پر مارنا ہی چاہتے تھے کہ اسی اثنا میں اور لوگ بھی وہاں پہنچ گئے۔ اعلیٰحضرت انتہائی بے چینی اور پریشانی کی حالت میں دریچہ سے نیچے تشریف لائے شاہزادے آہستہ آہستہ اطمینان سے اعلیٰحضرت کے پاس آرہے تھے۔ اعتماد خاں ناظر شہزادے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ یہ اعتماد خاں شہزادے کے نانا آصف خاں کے خاندان سے ہونے کی وجہ سے ان کا رشتہ دار بھی تھا۔ اِس لئے پریشان تھا۔

شہزادے نے نہایت اطمینان سے جواب دیا "اگر ہاتھی یہاں ہوتا تو میں جلدی بھی کرتا۔ اب پریشانی کی کیا بات ہے"۔ جب وہ اعلیٰحضرت کے پاس پہنچے تو انہوں نے ایک لاکھ روپیہ شہزادے پر نچھاور کیا اور ان سے فرمایا "بابا خدا کا شکر ہے کہ خیریت سے معاملہ گذر گیا۔ اگر خدانخواستہ کچھ اور ہوجاتا تو کیسی رسوائی کی بات ہوتی"۔ شہزادے نے تسلیمات بجا کر عرض کیا "اگر کچھ اور پیش آتا تو اس میں رسوائی کی کوئی بات نہ تھی۔ رسوائی تو اس میں ہے جو دوسرے بھائیوں نے کیا۔

ع۔ پردہ پوشِ بادشاہاں مرگ است

"موت بادشاہوں کی پردہ پوشی کرتی ہے"۔

اس میں کیا رسوائی ہے"۔

لہ یہ واقعہ قدرے تفصیل اور اختلاف کے ساتھ بادشاہ نامہ مصنفہ عبدالحمید لاہوری میں اس طرح درج ہے : "شاہجہان قلعہ آگرہ کے ایک دریچہ سے ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشا دیکھ رہے تھے (۲۸ مئی ۱۶۳۳ء) تینوں بڑے شہزادے گھوڑوں پر سوار میدان میں کھڑے ہوئے لڑائی دیکھ رہے تھے۔ دو ہاتھی سدھاکر اور صورت سندر لڑائے جانے کا حکم دیا۔ سدھاکر نے اپنے

TooBaa-Research-Library

(۲) دور اندیشی

اکبر آباد میں دارا شکوہ کے واسطے ایک نیا محل تعمیر ہوا۔ انہوں نے اعلیٰحضرت کی مع تینوں بھائیوں کے دعوت کی۔ چونکہ گرمی کا موسم تھا اس لئے دریا کے متصل ایک تہہ خانہ بنایا تھا جس میں قدِ آدم حلبی آئینہ دریا کی جانب لگائے تھے۔ اعلیٰحضرت کو مع تینوں بھائیوں کے اس تہہ خانہ کو ملاحظہ کرنے کے لئے لے گئے محمد اورنگزیب تہہ خانہ کے دروازے کے قریب ہی بیٹھ گئے جس سے برابر آمد و رفت جاری تھی دارا شکوہ نے یہ دیکھ کر اعلیٰحضرت کو آنکھ کے اشارہ سے اسطرف متوجہ کیا کہ آپ کی نشست ملاحظہ ہو۔ بادشاہ نے فرمایا : "بابا ہمیں معلوم ہے کہ تم عالم اور درویش صفت

حریف کو بھاگتا دیکھ کر اورنگ زیب پر حملہ کیا جو وہاں گھوڑے پر موجود تھا اور جس نے اپنے نیزہ سے ہاتھی کے سر پر زخم لگا دیئے تھے۔ نوکروں نے ہاتھی کو ڈرانے کے لئے آتشبازی چرخی وغیرہ چھوڑی مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے شاہزادے کے گھوڑے کو اپنے دانتوں سے گرادیا اورنگ زیب بروقت رکاب سے کود پڑا۔ شجاع نے دھویں اور بھیڑ میں بمشکل اپنا راستہ بنا کر ہاتھی پر نیزہ سے حملہ کیا۔ لیکن اس کا گھوڑا چمکا اور اس کو نیچے گرادیا۔ جے سنگھ کا گھوڑا بھی بھڑک گیا۔ اسی اثناء میں صورت سندر لڑنے کے لئے پھر لوٹ آیا اور سدھاکر میدان کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اورنگ زیب کی عمر اسوقت صرف چودہ سال کی تھی۔ شہنشاہ نے اس کو پانچ ہزار سکہ طلائی مع سدھاکر ہاتھی اور بہت سے دوسرے تحائف جن کی مجموعی قیمت دولاکھ روپیہ ہوتی ہے تحفۃً دیئے۔

اعتماد خاں برادر یمین الدولہ آصف خاں و نور جہاں بیگم کو غلطی سے اعتماد خاں سمجھ لیا گیا ہے وہ ابتدائے مارچ ۱۶۳۳ء میں دہلی کا صوبہ دار بنا کر بھیجا گیا تھا۔ (ج۔ ن۔ س)

TooBaa-Research-Library

ہو. لیکن پھر بھی حفظ مراتب ضروری ہے۔

ع گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

"کیا ضرورت ہے کہ عام لوگوں کے راستہ میں بیٹھو اور اپنے چھوٹے بھائیوں کی بھی پشت پر رہو۔"

انہوں نے عرض کیا: "اس جگہ بیٹھنے کی وجہ بعد میں عرض کروں گا!"

کچھ دیر بعد جماعت سے نماز ظہر پڑھنے کے لئے اُٹھے اور پھر وہاں سے بغیر اجازت لئے ہوئے اپنے محل چلے گئے۔ بعد میں جب اس کی اطلاع اعلیٰ حضرت کو ہوئی تو حکم دیا کہ دربار میں نہ آئیں۔ چنانچہ آئندہ سات ماہ تک حاضری اور مجرا بند رہا۔ سات ماہ کے بعد اعلیٰ حضرت نے بیگم صاحب (شہزادی جہاں آرا بیگم) کو حکم دیا کہ ان کے محل جاکر اس روز ہماری بلا اجازت چلے آنے اور اس بے موقع جگہ پر بیٹھنے کی وجہ دریافت کریں۔

بیگم صاحب کے دریافت حال کرنے پر انہوں نے جواب دیا:

"جس روز داراشکوہ نے دعوت کی تھی اس دن خواہ انہوں نے قصداً ایسا کیا ہو کہ باپ اور بھائیوں کو ایک ایسے تہہ خانہ میں جس کا محض ایک دروازہ تھا تنہا چھوڑ کر خود دعوت کے انتظام کے لئے برابر آتے جاتے رہے۔ اب اگر دروازہ بند کر دیتے تو ہم سب کا کام تمام تھا۔ یا سہواً ان سے ایسا ہوا ہو۔ بہر حال میرے دل میں برابر یہ خیال آرہا تھا کہ جب تک وہ سب اندر ہیں میں اس خدمت (محافظت) کو بجالاؤں۔ لیکن اعلیٰ حضرت کا دبدبہ اس خدمت کی بجا آوری میں مانع تھا۔ اس لئے میں استغفار پڑھتا ہوا چلا آیا۔"

یہ سُن کر اعلیٰ حضرت نے فوراً ان کو طلب فرمایا اور بہت عنایات کیں۔

شہزادہ نے سعد اللہ خاں (وزیر اعظم) سے فرمایا کہ "کسی صورت مجھے دربار سے

TooBaa-Research-Library

باہر بھیج دو۔ یہاں آرام و اطمینان مجھے نصیب نہیں۔ (اعلیٰ حضرت نے) انکو لاہور[1] سے دکن کی صوبہ داری پر روانہ کر دیا۔

(۳) حُسنِ سلوک

داراشکوہ بعض امراء کے ساتھ معاندانہ اور بعض کے ساتھ متکبرانہ سلوک کرتے تھے حالانکہ یہ سب پانچ ہزاری مرتبہ رکھتے تھے اور اعلیٰ حضرت کے خاص مصاحبین بھی تھے۔ مثلاً علی مردان خاں، سعد اللہ خاں اور سید میران بارھہ اور حضرت عالمگیر کو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ خاص تعلق تھا۔ چنانچہ علی مردان خاں کو ہمیشہ "مشفق نیکو کردار" لکھتے تھے۔ جنہیں حضور (شاہجہان) نے "یار وفادار" کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔ اور چونکہ سعد اللہ خاں سے جنہیں "عصائے پیری" اور "وزیر باتدبیر" کا خطاب ملا ہوا تھا درس حاصل کیا تھا اور اپنے آپ کو ان کا شاگرد خیال کرتے تھے۔ اس لئے ان کو ہمیشہ "وزیر باتدبیر" اور "سر تلامذۂ صغیر" کے القاب لکھتے تھے۔ اور سید میران بارہہ کو جنہیں حضور (شاہجہان) "سید السادات" کے خطاب سے یاد کرتے تھے "خلاصۂ اولاد حضرت سید کائنات" لکھتے تھے۔ ان تینوں میں سے ہر ایک امیر اور ان کے علاوہ بھی دوسرے امراء مثلاً افضل خاں مُلا علاء الملک (جو خانساماں کے درجہ سے وزارت کے عہدہ تک پہنچ گیا) کمال محبت سے ان کی رازداری میں حقِ دوستی ادا کرتے تھے۔ [اور یہ بات] اعلیٰ حضرت آشیاں (شاہجہاں) کو بہت گراں گذرتی تھی۔ شاہ بلند اقبال

---

[1] یہاں پر لاہور کی جگہ ملتان ہونا چاہئیے۔ اورنگ زیب کبھی بھی لاہور پنجاب کی صوبہ داری پر مامور نہیں رہے۔ البتہ ۱۴ر جولائی ۱۶۵۲ء میں ان کو ملتان سے دکن کا صوبہ دار بنا کر بھیجا گیا تھا۔ (ج۔ ن۔ س)

TooBaa-Research-Library

(داراشکوہ) کی پیشانی سے آثار ادبار دیکھ کر اور شاہزادہ اورنگ زیب کی قسمت کی بلندی کے آثار دیکھ کر آپ نے داراشکوہ کو افعال قبیحہ اور اقوال نازیبا سے بچنے کی نصیحت فرمائی۔ لیکن جب دیکھا کہ ان نصیحتوں نے داراشکوہ پر کچھ اثر نہ کیا جیساکہ کہا ہے

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ
بہ آبِ زم زم و کوثر سفید نتوان کرد

ترجمہ: "جس کسی کی قسمت کا کمبل سیاہ بُن دیا گیا ہے پھر اسے زم زم اور کوثر کے پانی سے بھی سفید نہیں کیا جاسکتا"

تو پھر انھوں نے چاہا کہ محمد اورنگ زیب امراء کے ساتھ اپنے سلوک میں تبدیلی کریں تاکہ وہ ان کی رازداری سے دست بردار ہوجائیں۔ [اورنگ زیب کو ایک خط میں خود دستِ مبارک سے لکھ کر بھیجا کہ "بابا سلطان اور ان کے فرزندوں کو بلند ہمت ہونا چاہیئے اور عالی فطری کو کام میں لانا چاہیئے۔ سُنا ہے کہ تم ہر ایک ملازم سے ایسا سلوک کرتے ہو کہ جس سے تم اپنے آپ کو انتہائی پست بنا دیتے ہو۔ اگر یہ عاقبت بینی پر مبنی ہے تو (سمجھ لو کہ) تمام کام تقدیر سے وابستہ ہیں۔ اس پست فطری سے سوائے ذلّت کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا"۔

انھوں نے لکھ کر عرض کیا "جو کچھ (حضور نے) اس غلام کے متعلق ازراہ فضل و کرم تجویز فرمایا ہے وہ (میرے لئے) وحیٔ آسمانی کی طرح ہے۔ پیر و مرشدِ برحق سلامت رہیں۔ "وتُعِزُّ من تشاءُ وتذلّ من تشاءُ" (عزت بھی اللہ کی طرف سے ہے اور ذلت بھی اللہ کی طرف سے ہے) اور عزت و ذلت دونوں قادرِ مطلق اور خالقِ ارض و بلاد کی مرضی پر ہیں۔ یہ غلام تو من اذل نفسہ اعزاللہ (جس نے اپنے نفس کو ذلیل کیا اسکو اللہ نے عزت دی) کی حدیثِ صحیح پر عمل کرتا ہے جس کے راوی انس بن مالک رضؓ ہیں۔ اور دلشکنی کو تمام عیوب سے زیادہ بُرا اور تمام بُرائیوں سے زیادہ قبیح جانتا ہے۔ جو

TooBaa-Research-Library

کچھ اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا ہے اس سے انکار نہیں کرتا لیکن اسکا بھی یقین ہے کہ "وسواس الخناس الّذی یوسوس فی صدور النّاس من الجنۃِ والنّاس"۔ "وسوسہ انداز کی برائی سے جو پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے جنّات میں سے ہو یا انسانوں سے"۔ کے مطابق عرض کرنے پر تحریر فرمایا ہے۔

زبان عرض ندارم بغیر عذر گناہ
بہ بخش جرم من روسیاہ و نامہ سیاہ

④ شہزادوں کے متعلق شاہجہان کا خیال

اعلیٰ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں بعض اوقات خیال آتا ہے کہ داراشکوہ نیک لوگوں کا دشمن واقع ہوا ہے۔ مُراد بخش کو مشروب مے نوشی سے فرصت نہیں اور محمد شجاع میں سیرچشمی کے سوا کوئی اور صفت نہیں۔ مگر اورنگ زیب کے عزم و شعور کا تقاضہ ہے کہ وہ سلطنت کے اس بارگراں کو اٹھالے گا۔ لیکن اس کی فطرت میں زبردست خامیاں بھی ہیں۔

تا دوست کرا باشد و میلش بکہ باشد

وہ دوست کس کا ہوگا اور اس کا رجحان کس طرف ہوگا۔

⑤ ....چناں کہ افتد دانی

زین آبادی کا واقعہ اسطرح ہوا کہ جب حضرت اورنگ زیب دکن کی صوبہ داری پر مقرر کئے گئے اور (اورنگ آباد) جارہے تھے تو بُرہان پور پہنچے۔ وہاں کا صوبہ دار سیف خان تھا جس کی شادی ان کی خالہ یعنی صالحہ بانو دختر آصف خاں سے ہوئی تھی۔ حضرت

TooBaa-Research-Library

ان سے ملنے کے لئے گئے۔ اور انہوں نے بھی حضرت کی دعوت کی۔ چونکہ خالہ کا مکان تھا اس لئے محل کی عورتوں نے پردہ کا کچھ زیادہ اہتمام نہیں کیا۔ آپ بھی بغیر کسی اطلاع کے اندر چلے گئے۔ زین آبادی جس کا اصلی نام ہیرا بائی تھا ایک درخت کے نیچے کھڑی تھی داہنے ہاتھ سے درخت کی شاخ پکڑے ہوئے دھیمے دھیمے سُروں میں گا رہی تھی اسکو دیکھتے ہی آپ بے اختیار زمین پر بیٹھ گئے، وہیں زمین پر لیٹ گئے اس کے بعد غش آگیا۔ یہ خبر ان کی خالہ کو پہنچی۔ وہ ننگے پاؤں دوڑتی ہوئی آئیں اور ان کو سینہ سے لگا کر گریہ زاری کرنے لگیں۔ تین چار گھڑی بعد ان کو کچھ ہوش ہوا۔ ہر چند وہ حال پوچھتیں رہیں کہ کیا بات ہے لیکن انہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور بالکل خاموش رہے۔ دعوت اور مہمانداری کی تمام خوشی خاک میں مل گئی اور (تمام محل میں ایک) ماتم اور سوگواری کی کیفیت چھاگئی۔

آدھی رات کے قریب وہ گفتگو کرنے کے قابل ہو سکے اور کہا "اگر میں اپنا مرض بتاؤں تو کیا آپ علاج کر سکیں گی"؟ خالہ نے جو یہ کلمے سُنے انتہائی خوشی میں واری صدقہ گئیں اور بولیں "علاج کیا چیز ہے۔ میری جان بھی تم پر نثار ہے"۔ اس پر انہوں نے تمام قصہ بیان کیا۔ یہ بات سنتے ہی خالہ کے ہوش اُڑ گئے۔ زبان گویا بند ہو کر رہ گئی کہ کیا جواب دیں۔

کچھ دیر کے انتظار کے بعد اورنگ زیب نے فرمایا:

"آپ نے خوامخواہ میرا حال دریافت کرنے میں اتنی شفقت کا اظہار کیا۔ میری بات کا جواب تک تو دیتی نہیں۔ آپ علاج کیا کریں گی!"

خالہ نے کہا: "صدقے جاؤں! اس بدبخت سیف خاں کو تم جانتے ہی ہو کیسا سفاک ہے۔ وہ بادشاہ شاہجہان یا تمہاری کسی کی بھی ذرا پرواہ نہیں کرتا۔ وہ اِس بات کو سنتے ہی پہلے اس (زین آبادی) اور پھر مجھے قتل کر دے گا۔ (اس کے متعلق) اس سے کہنے کا فائدہ اِس سے زیادہ کچھ نہ ہوگا کہ میں تم پر اپنی جان فدا کر دوں۔ لیکن وہ بے گناہ بیچاری بلا قصور ماری جائے گی"۔

TooBaa-Research-Library

اورنگ زیب نے فرمایا: "سچ ہے میں کوئی دوسری ترکیب نکالتا ہوں"۔ سورج نکلنے کے بعد اپنے محل چلے آئے اور مطلق کھانا نوش نہ فرمایا۔

مرشد قلی خان کو جوان کے ساتھ تھا اور دکن کا دیوان تھا بلایا۔ وہ ان کا خاص راز دار تھا۔ اس سے تمام واقعہ بتفصیل بیان کیا۔ اس نے عرض کیا کہ پہلے میں اس (سیف خاں) کا کام تمام کئے دیتا ہوں۔ اب اگر اس کے بعد کوئی مجھے قتل بھی کر ڈالے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ میرے خون کے بدلہ میں پیر و مرشد کا مقصد تو پورا ہو ہی جائیگا۔

انہوں نے فرمایا: "واقعی ہمیں تمہاری جانفشانی کا ایسا ہی یقین تھا۔ لیکن ہمارا دل نہیں مانتا کہ (اتنے سے کام کے لئے) خالہ کو بیوہ کیا جائے۔ پھر جو شرع اور فقہ سے واقف ہو اس کے لئے شریعت میں کسی کے صریحاً قتل کا اقدام کرنا ممکن نہیں البتہ اللہ پر بھروسہ کر کے (سیف خاں سے) کہو"۔

مرشد قلی خاں بلا کسی عذر کے فوراً چلا گیا اور سیف خان کو کل حال کہہ سُنایا۔

سیف خاں نے عرض کیا: ان سے میرا آداب کہو اور اس بات کا جواب میں اُن کی خالہ کو دے دوں گا"۔ یہ کہہ کر وہ اسی وقت زنان خانہ میں گیا اور اپنی بیوی سے کہا: "اس میں کیا مضائقہ ہے۔ مجھے اورنگ زیب کی بیگم شاہنواز خاں کی لڑکی کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں وہ اپنی حرم خاص چتر بائی کو بھیجدیں تاکہ اس کا عوض و بدلہ ہو جائے۔ اُسی وقت خالہ کو سوار کرا کے بھیجا۔ ہر چند وہ انکار کرتی رہیں کہ میں نہیں جاتی لیکن اس نے کہا کہ اگر اپنی جان کی خیر چاہتی ہو تو فوراً چلی جاؤ۔ چنانچہ مجبور ہو کر وہ گئیں اور مفصل تمام باتیں کہیں۔ وہ یہ سن کر بہت زیادہ خوش ہوئے اور فرمایا:

"ایک کا کیا ہے جس پالکی میں آپ آئی ہیں اسی میں (میرے حرم میں سے) دونوں کو اسی وقت لے جائیں۔ مجھے کوئی عذر نہیں ہے"۔

خالہ نے ایک خواجہ سرا کے ہاتھ ساری بات (سیف خاں سے) کہلوا دی۔

TooBaa-Research-Library

اُس نے کہا "اب کوئی صورت باقی نہیں ہے" اور ہیرا بائی کو فوراً سوار کر کے ان کے پاس روانہ کر دیا۔[1]

---

[1] مآثر الامراء میں اس واقعہ کی تفصیلات "خان زماں" کے حالات کے تحت اس طرح بیان کی گئی ہیں: میر خلیل خاں، اعظم خاں جہانگیری کا دوسرا لڑکا اور آصف خاں کا داماد تھا اپنے باپ کی ہمراہی میں بڑے کارنامے اور معرکے سرانجام دیئے تھے۔ اپنے عظیم کارناموں کے سبب مفتخر خاں اور سپہدار خاں اور خانِ زماں کے خطاب پائے۔ شائستہ خان ناظمِ دکن کی التماس پر اسے کُل دکن کی خدمتِ داروغگیِ توپ خانہ بھی تفویض کی گئی۔ (مآثر الامراء ج ۲ ص ۷۸۶) اورنگ زیب کے زمانہ میں خاندیش کا گورنر مقرر ہوا۔ ۱۰۹۵ ہجری میں وفات پائی۔ (مآثر الامراء ج ۲ ص ۷۸۹) ہر علم سے بہرہ ور تھا، خطاطی میں شہرت رکھتا تھا، سلیقہ مند انشاء پرداز، دانشور اور معاملہ فہم تھا فنِ موسیقی میں مہارت تمام رکھتا تھا۔ کاروبار سلطنت میں ہمیشہ منہمک رہنے کے ساتھ شیفتۂ راگ و رنگ بھی تھا۔ پری چہرہ گانِ خوش آواز اور مغنیات عشوہ ساز مجلسرا میں رہتی تھیں۔ مشہور "زین آبادی" جو [اورنگ زیب] خُلد مکاں کی ایامِ شاہزادگی سے محبوبہ و مرغوبہ تھی اسی زمرہ میں شامل ہے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ [خان زماں کی] خالہ ہے۔

ایک روز شاہزادہ اورنگ زیب زین آباد برہان پور کے باغ میں جس کو آہو خانہ کہتے تھے اپنا اہل کے ساتھ تشریف فرما تھے اور مخصوصانِ بزمِ اُلفت کے ساتھ چہل قدمی فرما تھے زین آبادی نغمہ سنجی میں ہوش رُبا اور شیوۂ دلبری میں یکتا تھی۔ خانِ زماں کی اہلیہ محترمہ کیساتھ جو شاہزادہ کی خالہ ہوتی تھیں آئی اور سیر کرنے کے دوران آموں سے لدے ہوئے درخت کو دیکھ کر بغیر شاہزادہ کا پاسِ ادب کئے نہایت شوخی و دلرُبائی سے اُچھل کر ایک آم توڑ لیا اس انداز نے کہ جو سراپا اندازِ دلبری و دلرُبائی تھا شاہزادہ پر خود فراموشی طاری کر دی اور ہوش و پارسائی کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ باقی اگلے صفحہ پر حاشیہ ملاحظہ ہو!

TooBaa-Research-Library

۶ حفظِ ماتقدّم

جس وقت داراشکوہ سے مقابلہ کے واسطے اورنگ آباد سے کوچ کر کے شہر سے چار میل دُور فاصلے پر خیمہ نصب کئے گئے تو حکم ہوا کہ یہاں پر دس روز قیام ہوگا۔ تاکہ لوگ اپنی ضروریات کا سامان مہیا کرلیں۔ کسی کو اس کے خلاف عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ~ عجب گبر ندہ دامے بود در عاشق ربائیہا
نگاہے آشنائے یار بیش از آشنائیہا

اپنی خالہ مکرمہ سے نہایت اصرار اور سماجت کر کے اسکو حاصل کیا اور اس تمام زہد و ورعِ خشک اور تفقّہ و تقشّف کے باوجود اس کے دلدادہ اور شیفتہ ہوگئے اور شراب کا پیالہ خود اپنے ہاتھ سے بھر بھر کر اسکو دیتے تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک روز اس نے بھی قدحِ شراب بھر کر شہزادہ کے ہاتھ میں دیا اور اصرار کیا ہر چند انھوں نے عجز و نیاز سے کام لیا لیکن [اس ظالم نے] ایک نہ سُنی۔ ناچار شاہزادے نے چاہا کہ پی جائے تو اس جادو طراز عیارہ نے خود پیالہ چھین لیا اور کہا کہ فرض تو امتحانِ محبت تھی نہ یہ کہ اس آبِ پر شر و شور سے آپ کی تلخ کامی اور بد مزگی۔ اس عشق بازی نے یہاں تک سر اُٹھایا کہ اعلیٰ حضرت شاہجہان تک اطلاع پہنچی۔ داراشکوہ کو تو دلی عناد تھا ہی۔ اس حکایت کو چغلخوری او شماتت کی بنیاد بنا کر اعلیٰ حضرت سے کہا اس مکار و ریاکار کو صلاح و تقویٰ سے کیا کام۔ خود کو اپنی خالہ کی ایک کنیز کے پیچھے برباد کر دیا۔

قضائے الٰہی کہ عین شباب میں بہارِ زندگی پر خزاں چھا گئی اور شاہزادہ کو اپنے ابدی ہجر کے داغ میں مبتلا کر دیا۔ اس کا مقبرہ اورنگ آباد میں تالاب کلاں کے متصل ہے۔ اس کی وفات کے دن شاہزادہ کا رنج سے بُرا حال تھا۔ (مآثر الامراء ج ۲ ص ۷۹۰، ۷۹۱ قادری) باقی اگلے صفحہ پر

TooBaa-Research-Library

مگر نجابت خاں نے جو بہت ہی مخلص عقیدت مند اور باہمت تھا عرض کیا:

"کوچ کا حکم صادر فرمانے کے بعد اتنی مدت تک اس مقام پر اسطرح قیام کرنا دشمنوں کے واسطے جرأت کا باعث ہوگا"

آپ نے مسکرا کر فرمایا: "جرأت کی تفصیل بیان کرو تو پھر جواب دیں"

اس نے عرض کیا: "جب ہمارے یہاں اتنے عرصہ تک ٹھہرنے کی اطلاع دشمن کو ہو جائیگی تو وہ ایک عمدہ سی فوج ہمارا راستہ روکنے کے واسطے روانہ کر دے گا"

اورنگ زیب نے فرمایا: "اصل مصلحت تو یہی ہے۔ اگر ہم جلدی بڑھے چلیں تو تمام فوج سے مقابلہ کرنا ہوگا اور یہاں ٹھہرے رہنے کی صورت میں فوج کے صرف ایک حصّہ سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ ایک حصّہ کو شکست دینا تمام فوج کو شکست دینے سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ اور اگر [داراشکوہ] خود آنے کی جرأت کریں اور نربدا کو پار کر جائیں تو ان کی حالت ان اشعار کے مصداق ہوگی۔

آں کس کہ زما من و وطن دُور شود
بیچارہ و مستمند و مہجور شود
در آب ہزبر صید ماہی گردد
در خاک نہنگ طعمہ مور شود

یہاں پر قیام کرنا اسی مصلحت کی بناء پر ہے محض دفع الوقتی نہیں ہے بلکہ اس

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: جادوناتھ سرکار کا خیال ہے کہ حمیدالدین خاں کے بیان کردہ قصہ میں متعدد اغلاط ہیں۔ سیف خاں نے ممتاز محل کی بڑی بہن سے شادی کی تھی جس کا نام ملکہ بانو تھا صالحہ بانو نہیں تھا۔ وہ شاہجہان کی تخت نشینی ۱۶۲۸ء کے وقت خاندیش کے گورنری سے برطرف کر دیا گیا تھا اور پھر کبھی مامور نہیں ہوا۔ ملکہ بانو کا انتقال ۲۵ اگست ۱۶۴۱ء کو ہوا۔

TooBaa-Research-Library

(ٹھہرنے) میں جو بات ابھی بیان کی اس کے علاوہ ایک دوسری مصلحت بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمارے ساتھ جو امراء اور غرباء ہیں ان (سب) کی کیفیت اچھی طرح معلوم کی جائے۔ جو شخص باوجود خوشحال ہونے کے ہمراہ جانے میں ہچکچاتا ہے اسکو یہیں سے (ساتھ) نہ لیجانا بہتر ہے۔ کیونکہ آئندہ (پھر) یہ بات زیادہ پریشانی کا باعث ہوگی۔ پھر (اس کے علاوہ) جلدی کوچ کرنے کی صورت میں بعض امراء (جن کی نیتیں مشکوک ہیں) اور جن سے نفاق و فساد کا اندیشہ ہے وہ (عمداً) تغافل و تساہل سے کام لیں گے۔ اور چونکہ ہمارا فاصلہ ان سے زیادہ ہو جائیگا (اس چیز کا) تدارک بھی مشکل ہو جائے گا۔ (اور صرف یہ صورت باقی رہ جائے گی کہ) یا تو ان کو مجبوراً اسی حالت میں چھوڑ دیا جائے اور یا پھر دوبارہ لوٹ کر ان سے باز پرس کی جائے"

جب نجابت خاں نے یہ بات سُنی تو (قدموں میں گر پڑا) قدم بوسی کی، اور عرض کیا "اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ" (اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنے پیغام کو کہاں بھیجے)۔

اور اس کرامت آمیز گفتگو کی صداقت (فوراً) یوں معلوم ہوگئی کہ شاہنواز خاں جو دکن کے افسران میں سے تھا پہلے کوچ میں ساتھ نہ آیا اور دوسرے کوچ پر عرض کیا "چونکہ میں اعلیٰ حضرت (شاہجہان) کا نوکر ہوں اس لئے مجبوراً (میرے واسطے اور کوئی چارہ کار نہیں سوائے اس کے کہ) فقراء کی طرح (بے تعلق ہو کر یہاں ٹھہرا رہوں مجھے داراشکوہ سے کوئی (خاص) تعلق نہیں ہے۔ میری ایک لڑکی حضور کے نکاح میں ہے اور دوسری مُراد بخش کے نکاح میں ہے۔ داراشکوہ سے مجھے کوئی (ایسا خاص) تعلق نہیں ہے جس کی پاسداری (مجھے) منظور ہو۔ اور حضرت خوب واقف ہیں کہ میں نے کسی قیام یا جنگ میں کوئی کمی یا کوتاہی نہیں کی ہے جس کی وجہ سے مجھ پر بد دلی یا بزدلی کا شک کیا جا سکے"

(اورنگ زیب نے) فرمایا: "واقعتاً حقِ نمک ادا کرنا شرفاء کے لئے کوئی عجیب

TooBaa-Research-Library

بات نہیں ہے۔ لیکن یہاں پر ہمارا (آج کل) قیام ہے۔ چند روز تک ہم تم سے ملاقات رکھیں گے اور اس کے بعد کوچ کے وقت تمہیں اجازت دے دیں گے۔ اور فقراء کی طرح ٹھہرے رہنا کیا ضروری ہے؟"

(اس نے) عرض کیا "یہ صورت بھی بندگی کے خلاف ہے (چونکہ میں شاہجہان کا نوکر ہوں اس لئے) غلام کی عزت افزائی کرنا بھی اعلیٰ حضرت ہی کا کام ہے۔"

اس کے بعد مشہور کیا گیا کہ (اورنگ زیب کو) اسہال کا مرض ہو گیا ہے جو امراء عیادت کے واسطے آتے تھے ان کے لئے حکم تھا کہ ایک ایک کر کے آئیں اور نوکروں کو باہر ہی چھوڑ کر (تنہا) آئیں۔ چنانچہ دوسرے روز جب مرزا شاہنواز خاں آیا تو شیخ میر نے فوراً اس کو گرفتار کر کے اس کے ہاتھ اور گردن باندھ لی۔ ہتکڑیاں اور زنجیریں پہنا کر ہاتھی پر ایک ہودے میں بٹھا دیا اور اُسی وقت کوچ کا حکم دے دیا۔ بُرہان پور پہنچ کر اس کو قید کر دیا گیا۔ دارا شکوہ پر فتح پانے کے بعد زیب النساء بیگم کی سفارش پر جنہوں نے تین روز سے بھوک ہڑتال کر رکھی تھی کہ جب تک میرے نانا کو رہا نہ کر دیا جائے گا میں کھانا نہ کھاؤں گی۔ انتہائی غصہ اور غضب کے ساتھ (اورنگ زیب) نے (اس کی) رہائی کا حکم دیا اور چونکہ مراد بخش کے احمد آباد سے چلے آنے کے بعد وہ صوبہ بالکل خالی تھا (اس کو) وہاں کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ لیکن (اورنگ زیب) فرماتے تھے کہ "مجھے اطمینان نہیں ہے۔ میں نے مجبوراً (رہائی) کا حکم دیا ہے۔ (خیر) آئندہ دیکھا جائے گا۔ چونکہ (وہ) سید ہے اس لئے قتل کا حکم بھی نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن مثل مشہور ہے کہ "سر بریدہ سخن نہ گوید" (مرا ہوا انسان بات نہیں کہتا ہے) چنانچہ جو کچھ (اورنگ زیب نے) فرمایا تھا وہ ظاہر ہو کر رہا۔ دارا شکوہ کے بھاگ جانے کے بعد اجمیر کی لڑائی میں وہ اس سے مل گیا اور عین لڑائی میں مارا گیا۔[1]

حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو:

TooBaa-Research-Library

⑦ جرأت و دلیری

جس روز شجاع سے جنگ ہونیوالی تھی اس سے پہلی رات کو جب تین گھڑی رات گزر چکی تو (اورنگ زیب کے پاس) اطلاع پہنچی کہ جسونت سنگھ جس کے سپرد ہراول کی حفاظت تھی مع اپنی چودہ ہزار پیادہ و سوار فوج کے شجاع سے مل گیا اور چلتے چلتے شاہی فوج کے جانوروں اور آدمیوں پر بھی سخت دست درازی کرتا گیا۔ چنانچہ تمام لشکر کا انتظام درہم برہم ہو گیا اور اکثر آدمی انتہائی پریشان ہو کر اس بدبخت (جسونت رائے) کی فوج میں مل کر ساتھ چلے گئے۔ حضرت اسوقت نماز تہجد اور اوراد و وظائف میں مشغول تھے۔ یہ سُن کر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ "اگر جاتا ہے تو جانے دو۔" اور کوئی دوسری بات ارشاد نہ فرمائی۔ اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر میر جملہ کو بلا کر فرمایا: "کہ اس صورت میں یہ بھی خدا کی مہربانی ہی تھی۔ اگر یہ منافق جنگ کے دوران میں ایسا کرتا تو تدارک بڑا مشکل ہو جاتا۔" اس کے بعد سواری کے تیار کرنے اور نقارہ کے بجانے کا حکم دیا اور (خود بنفس نفیس) سوار ہو کر باقی رات ہاتھی کی سواری میں بسر کی۔ پَو پھٹنے پر معلوم ہوا کہ

حاشیہ صفحہ گذشتہ: [1] ۵ رفروری ۱۶۵۸ء کو اورنگ زیب تخت و تاج کی جنگ کیلئے اورنگ آباد سے چلا۔ شہر سے چار میل شمال مشرق کی جانب بمقام ہرسول ایک دن قیام کیا۔ لیکن برہان پور میں ایک مہینہ ۱۸ رفروری تا ۲۰ رمارچ قیام کیا۔ شاہنواز خاں صفوی نے اورنگ زیب کے ساتھ کوچ نہیں کیا بلکہ مختلف بہانوں سے برہان پور ہی مقیم رہا۔ اسلئے اورنگ زیب نے ۲۵ رمارچ کو منڈوہ پہنچنے پر محمد سلطان اور شیخ میر کو واپس بُرہان پور بھیجا تاکہ شاہنواز خاں کو گرفتار کر کے برہان پور کے قلعہ میں قید کر دیا جائے۔ شاہنواز خاں سید النسب تھا اور اورنگ زیب کا خسر تھا۔ ستمبر کے آخر میں اورنگ زیب نے ملتان سے اسکی رہائی کا حکم دیا اور گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اجمیر کی لڑائی میں ۱۴ رمارچ ۱۶۵۹ء کو مارا گیا۔ (ح۔ن۔س)

TooBaa-Research-Library

شجاع کی فوج بائیں جانب سے توپ خانہ[لے] سے فائر کرتی ہوئی چلی آرہی ہے۔ جن لوگوں کی قضا آگئی تھی وہ مارے گئے۔ اپنے فیل بان کو حکم دیا کہ "ہمارا ہاتھی کسی نہ کسی طرح شجاع کے ہاتھی کے پاس پہنچا دو۔" اسوقت مرشد قلی خاں نے جو ساتھ ہی تھا عرض کیا؛

"اس طرح کی جرأت بادشاہوں کے قاعدہ کے خلاف ہے۔"

(آپ نے) فرمایا: "ہم ابھی تو بادشاہ نہیں ہوئے ہیں، لوگ اسی طرح کی جُرأت کے بعد بادشاہ بن جاتے ہیں۔ اور بادشاہ بن جانے کے بعد اگر جرأت میں فرق پیدا ہو جائے تو سلطنت باقی نہیں رہتی۔

؎ عروسِ ملک کسے در بغل بگیرد تنگ
کہ بوسہ برلبِ شمشیر آب دار زند

⑧ بارہ وصیتیں

الحمد للہ الصلوٰۃ علی عبادی الذین اصطفٰی و رضا۔

(میری) چند وصیتیں ہیں:

پہلی یہ کہ اس عاصی غرق معاصی کو پاک و مقدس تربتِ حسین علیہ السلام کی چادر میں لپیٹا اور کفنایا جائے۔ کیونکہ گناہوں کے سمندر میں غرق شدہ لوگوں کے لئے سوائے اس درگاہ سے التجا کے رحمت اور مغفرت نہیں ہے اور اس سعادتِ عظمٰی کا سامان (یعنی چادر تربتِ مقدسہ و مطہرہ) فرزندِ ارجمند بادشاہ زادہ عالی جاہ کے پاس ہے۔ اس سے

لے انڈیا آفس لائبریری کے نسخہ (نمبر ۳۳۸۸) میں یہ عبارت اسطرح درج ہے۔
"یہ معلوم ہوا کہ اورنگ زیب کی فوج داراشکوہ کی فوج سے چوتھائی بھی نہ تھی۔ تھوڑی دیر توپخانہ سے لڑائی ہوئی۔ وہ (شجاع یا اورنگ زیب) بائیں جانب سے مع اپنے ہراول کے آگیا۔"

TooBaa-Research-Library

لے لیا جائے۔

دوسری یہ کہ ٹوپیاں سینے کی (جو) مزدوری (میں نے جمع کی ہے) چار روپے دو آنے وہ آیہ بیگم، محل دار کے پاس ہیں؛ (اس سے) لے لیں اور اس بے چارہ (اورنگ زیب) کے کفن پر خرچ کریں اور قرآن (شریف) کی کتابت (سے جمع کئے ہوئے) تین سو پانچ روپے میرے صرفِ خاص میں ہیں وفات کے دن فقراء کو دیدیئے جائیں۔ وجہ یہ ہے کہ فرقۂ شیعہ کے نزدیک کتابتِ قرآن کی اُجرت میں ناجائز ہونے کا شُبہ ہے (اس رقم کو) کفن دفن کی ضروریات میں صرف نہ کریں۔

تیسری یہ کہ باقی جو ضرورت (اخراجات کی) ہو وہ بادشاہ زادہ عالی جاہ کے وکیل سے لے لیں۔ کہ اولاد میں وہی قریبی وارث ہیں۔ اور حلّت و حُرمت ان ہی کے ذمہ ہے اس بے چارہ سے باز پرس نہیں کہ مردہ بدستِ زندہ۔

چوتھی یہ کہ وادیِ گمراہی کے اس سرگشتہ کو برہنہ سر دفن کریں۔ کہ جس تبہ روزگار گنہگار کو بادشاہِ عظیم الشان (خدائے تعالٰی) کے سامنے لے جائیں گے تو البتہ وہ رحم کا مستحق ہوگا۔

پانچویں یہ کہ تابوت کے صندوق کے اوپر معمولی کھُردرا سفید کپڑا جسے گزی کہتے ہیں ڈالیں اور شامیانہ (کی) مغنیّوں (کی)، یا مولود کی بدعت سے احتراز کریں۔

چھٹی یہ کہ والیِ ملک پر واجب ہے کہ ان بے کس خانہ زادوں کی مدارات کرے جو اس بے شرم گنہگار (اورنگ زیب) کے ساتھ دشت و صحرا میں مارے مارے پھرتے رہے ہیں۔ اور اگر ان سے واضح طور پر بھی کوئی قصور سرزد ہو تو حُسنِ عفو اور درگذر سے کام لے۔

ساتویں یہ کہ ایرانیوں سے بہتر دفتری کام (متصدی گری) کے لئے کوئی اور نہیں ہے اور جنگ میں بھی حضرت جنت آشیانی (شاہجہان) کے عہد سے لیکر اب تک اس فرقہ

TooBaa-Research-Library

میں سے کسی ایک نے معرکہ سے روگردانی نہیں کی، نہ ان کے پائے استقامت کو لغزش ہوئی۔ اس کے علاوہ انہوں نے کبھی خودسری اور نمک حرامی نہیں کی لیکن چونکہ عزت کے بہت زیادہ طالب ہیں اس لئے ان کے ساتھ نبھانا بہت مشکل ہے لیکن بہر حال نبھانا چاہیئے اور ناممکن کو ممکن کرنا چاہیئے!

آٹھویں یہ کہ تورانی فرقہ کے لوگ سپاہی مقرر رہیں۔ وہ تاخت و تاراج کرنے، شبخون مارنے اور قید و گرفتار کرنے میں بہت اچھے ہیں اور عین جنگ کی حالت میں پسپائی سے کہ جس کا ترجمہ "تیر کو روک لینا ہے" انہیں کوئی وسواس و ہراس یا خجالت و شرمندگی نہیں ہوتی۔ اور ہندوستان کے جہل مرکب سے کہ سر جائے مگر قدم نہ ہٹیں۔ بصد مرحلہ دُور ہیں۔ بہر حال اس جماعت پر رعایت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اکثر جگہ جہاں یہ لوگ کام آتے ہیں دوسرے کام نہیں آتے۔

نویں یہ کہ لازم السعادات، سادات بارہ کے ساتھ احترام و رعایت میں کوئی فروگذاشت نہیں کرنی چاہیئے اور "قریب والوں کو انکا حق دو" کی آیۃ شریفہ کے بموجب عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آیۃ کریمہ "کہہ دیجئے کہ میں تم سے اسپر کوئی اجر طلب نہیں کرتا بجز اس کے کہ میرے عزیزوں سے محبّت کرو" کے بموجب یہ جماعت اجرِ نبوّت ہے۔ اس میں ہرگز کوتاہی نہ کرنی چاہیئے کہ دنیا و آخرت میں خیر و فلاح کا باعث ہے۔ لیکن سادات بارہ کے ساتھ احتیاط کرنی چاہیئے۔ محبّتِ باطنی میں (تو) کوئی کمی نہیں کرنی چاہیئے لیکن بحسب ظاہر ان کے مرتبہ کو بڑھانا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ ملک کا شریکِ غالب، ملک کا طالب بن جاتا ہے۔ اگر باگ ڈور ذرا بھی ڈھیلی پڑی تو ندامت ہوگی۔

دسویں یہ کہ جہاں تک مقدور ہو والی ملک اپنے آپ کو نقل و حرکت سے معاف نہ رکھے اور ایک جگہ بیٹھے رہنے سے احتراز کرے کہ جو بظاہر تو آرام کی صورت ہے لیکن حقیقت میں ہزار مصیبت و آلام پیدا کرتی ہے۔

TooBaa-Research-Library

گیارھویں یہ کہ لڑکوں (اولاد) پر ہرگز اعتماد نہ کریں اور اپنی زندگی میں (قریبی) مصاحبت نہ دیں۔ کیونکہ اگر اعلیٰ حضرت (شاہجہان) داراشکوہ کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتے تو یہ نوبت تک نہ پہنچتی۔ اور اسکو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ "بادشاہ کا قول ہمیشہ بانجھ ہوتا ہے"۔

بارھویں یہ کہ سلطنت کا عمدہ رکن ملک کی خبریں اور اطلاعات ہیں اور لحظہ بھر کی غفلت سالہا دراز کی ندامت کا باعث بن جاتی ہے۔ مقہور شیوا (جی) کا فرار (ہماری) غفلت سے ہوا۔ اور (نتیجۃً) آخر عمر تک سرگردانی و پریشانی باقی رہی۔ بارہ (کا عدد) مبارک ہے اور وصیّت کا اختتام بھی بارہ پر کیا جاتا ہے۔

ے اگر دریافتی دانشت بوس
وگر غافل شدی افسوس افسوس

(۹) بہادر شاہ کی نظر بندی

جب محمد معظم بہادر شاہ کو قید کرنے کے واسطے طلب کیا تو وہ تسبیح خانہ میں آکر حاضر ہوئے (اورنگ زیب نے) بختاور خاں داروغہ خوشبو کو حکم دیا کہ "جو عطر بابا (بہادر شاہ) پسند کریں وہ پیش کیا جائے۔

بہادر شاہ نے عرض کیا: "غلام کی کیا مجال ہے کہ خود کچھ پسند کرے جو کچھ بھی (حضور) ازراہِ کرم عنایت فرمائیں گے بہتر ہی ہوگا"۔

(اورنگ زیب نے) فرمایا: "یہ حکم بھی ازراہِ کرم ہی دیا گیا ہے"۔

بہادر شاہ نے بختاور خاں سے کہا "عطرِ فتنہ (و فساد) کے علاوہ جو عطر بھی ہو اچھا ہے"۔

(اورنگ زیب نے) فرمایا "ہاں — ہم نے بھی اسی احتیاط کی بناء پر تمہیں یہاں تکلیف

TooBaa-Research-Library

دی ہے"۔

جب عطر پیش کیا گیا تو حکم دیا کہ ہتھیار جسم سے اُتار کر ہمارے پاس آؤ تاکہ ہم خود اپنے ہاتھوں سے عطر ملیں۔ عطر لگانے کے بعد (بہادر شاہ نے) سلام کیا (اسکے بعد) خود (اورنگ زیب) اٹھ کھڑے ہوئے اور محرم خاں کو حکم دیا کہ حمید الدین خاں کی مدد سے (بہادر شاہ) کے چاروں لڑکوں کے (بھی) ہتھیار اُتار لئے جائیں۔ اور ان پانچوں کو (وہیں پر) بٹھائیں۔ چنانچہ جب (ہتھیار اتارنے کی نیت سے) محمد معز الدین کی طرف بڑھے تو اس نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا (یہ دیکھ کر) بہادر شاہ کو انتہائی غصہ آیا اور کہا "بد بخت اپنے قبلۂ وکعبہ کی حکم عدولی کرتا ہے چنانچہ (پھر) اپنے ہاتھ سے اس کے ہتھیار اتار کر محرم خاں کے حوالہ کر دیئے دوسرے لڑکوں نے بھی اپنے آپ (ہی) ہتھیار اتار دیئے۔ جب (اس بات کی) اطلاع حضرت (اورنگ زیب) کو پہنچی تو فرمایا کہ "تسبیح خانہ (ان کے لئے) چاہِ یوسف بن گیا ہے تو اب وہ یوسف کا (مرتبہ و) جاہ (بھی) حاصل کرلیں گے۔

(۱۰) بہادر شاہ کو نصائح

جس روز بہادر شاہ کو رہا کیا گیا اس دن (اسکو) اپنے پاس بُلا کر فرمایا چونکہ مجھ جیسا باپ تم پر خوش ہے اس لئے سلطنت تمہی کو نصیب ہوگی۔ مجھے البتہ اعلیٰ حضرت (شاہجہان) کی رضامندی درکار نہ تھی کیونکہ وہ داراشکوہ کو چاہتے تھے اور داراشکوہ اُس وقت اہلِ ہنود اور جوگیوں کی صحبت میں رہنے سے بے ایمان ہوگیا تھا۔ (ہماری) فتح و نصرت کا سبب صرف سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی امداد تھا۔ تمہیں کچھ نصیحتیں کی جاتی ہیں ان کو یاد رکھنا۔ اگرچہ (ہمیں) یقین ہے کہ ان پر عمل کرنا تمہاری طبیعت سے بعید ہے لیکن شفقتِ پدری کی وجہ سے اور تمہاری محنت واطاعت پر (خوش ہو کر ہم

TooBaa-Research-Library

تمہیں) نصیحتیں کرتے ہیں۔

پہلی یہ کہ بادشاہ کو لطف وقہر کے معاملہ میں جادۂ اعتدال پر رہنا چاہیئے۔ ان (لطف وقہر) میں سے جو بھی زیادہ ہو جائیگا (وہی) سلطنت کی تباہی کا سبب ہوگا۔ کیونکہ زیادہ لطف (ومہربانی) سے لوگوں کی جرأتیں بڑھ جاتی ہیں۔ اور (اسیطرح) زیادہ قہر سے بھی لوگوں کے دلوں میں نفرت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ اس عاجز (اورنگ زیب) کے عم (محترم) سلطان الغ بیگ باوجود اپنے فضل وکمال کے خونریزی میں ذرا نہ جھجکتے تھے۔ اور ذرا ذرا سے جرم پر (بے دریغ) قتل کا حکم دیدیتے تھے۔ ان کے لڑکے عبداللطیف نے ان کو قید کر کے نہاوند کے قلعہ بھیجدیا۔ راستہ میں انہوں نے ایک شخص سے پوچھا "ہماری حکومت کے زوال کا سبب تمہارے نزدیک کیا ہے؟" (اس نے) جواب دیا "آپ کی خونریزی کہ اس کی وجہ سے لوگوں (کے دلوں) میں (آپ کی طرف سے) نفرت پیدا ہوگئی۔

(اور وہ یہی نہ کرنا چاہیئے) جو ہمارے جدِ امجد ہمایوں بادشاہ نے کیا۔ تساہل عفو بیجا اور تغافل کہ باوجود اس کے کہ بنگال میں شیر خاں کی دست درازیوں کی اطلاع برابر ان تک پہنچتی رہی۔ لیکن وہ تغافل برتتے رہے اور (شیر خاں کے) باپ حسن صور کو سرزنش کرتے رہے کہ تم اپنے بیٹے کی حرکتیں دیکھتے ہو اور اس کو تہدید نہیں کرتے۔ وہ جواب دیتا کہ اب اس کا کام لکھنے کی حد سے گذر گیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ حضرت کی غفلت کیا رنگ لائے گی۔

دوسرے یہ کہ بادشاہ کو ہرگز فراغت شعاری اور آرام طلبی نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ عادت ملک وسلطنت کی تباہی وبربادی کی سب سے بڑی وجہ (ہوتی) ہے۔ اور جہاں تک ہو سکے ہمیشہ حرکت کرتے رہنا چاہیئے۔

؎ بادشاہ و آب را در یک مکاں بودن بداست ۔۔۔ آب می گندد ز بودن شہ رود کارش ز دست

TooBaa-Research-Library

اور ؎ درسفر باشد شہان را حرمت و عیش و وقار
فکر آرام و تنعم من کند بے اعتبار

تیسرے یہ کہ نوکروں کے تقرر میں غور و فکر سے کام لینا چاہیئے اور جس شخص کو جس کام کے لائق دیکھو اسی پر (اسے) مقرر کردو۔ (کیونکہ) لوہار سے بڑھئی کا کام لینا عقل مندی کے خلاف ہے۔ بڑے کام پر چھوٹے آدمی (بھی) مقرر نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بڑے آدمیوں کے لئے ادنیٰ کام کرنا باعثِ ننگ ہے۔ اور چھوٹے آدمی کو (کسی) بڑے کام کرنے کا سلیقہ نہیں آتا۔ (اور اسطرح پر) تمام نظامِ حکومت میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

(۱۱) احکام

جس محمد معظم بادشاہ کو قید سے آزاد کیا بڑے فضل اور عنایت فرما کر رخصت کے روز ارشاد فرمایا کہ اگرچہ ضرورت کی بناء پر اور کوئی چارۂ کار نہ ہونے کی بناء پر تمہارے تمام تباہ کن افعال کی سزا کے طور پر چند سال تمہیں قید میں رکھا لیکن سلطنت کی قوی علامت بھی یہی ہے کہ سلطنت و جاہِ حضرت یوسفؑ بھی مشروط بہ حبس تھی۔ انشاءاللہ تعالیٰ تمہارے واسطے بھی ایسا ہی ہوگا۔ اسی اُمید پر خود اپنی زندگی میں ہندوستانِ بہشت نشان کو تمہارے حوالے کر دیا ہے۔ ہمارے زائچہ کے احکام جو فاضل خاں علاء الملک نے ہمارے روزِ ولادت کے بعد وفات تک کے لکھ دیئے ہیں۔ تجربہ مطابق تمام کے تمام اسی طرح ظہور میں آئے ہیں۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ اس سلطنت

؎ تیمور کا بیٹا مرزا الغ بیگ جو فلکیات کا عالم و ماہر تھا۔ ۱۴۴۹ء تک سمرقند کا بادشاہ تھا۔ اس کے بیٹے عبداللطیف نے اسکو تخت سے اُتار کر قتل کر دیا۔

TooBaa-Research-Library

(یعنی حکومتِ عالمگیری) کے بعد جو سماک رامح اور سماک اعزل کو جُدا کرنیوالی اور درجۂ طالع کے اعلیٰ مقام میں واقع ہے ایک ایسا بادشاہ عمل میں آئے گا کہ جو بے خبر، تنگ نفس، معدوم العذر ہو گا۔ اور اس کی تمام باتیں ناتمام اور تمام تدابیر خام ہوں گی بعض اشخاص کے لئے اسقدر شاداب (فیاض) کہ غرق کر دینے کے قریب اور دوسروں کے لئے اسقدر خشک کہ زوال کا خوف ہو۔ یہ تمام صفاتِ حمیدہ اور حالاتِ پسندیدہ تمہاری ذات میں موجود ہیں۔ اگرچہ ایک لائق وزیر جس کا ہمیں تجربہ ہے اور ہم نے مہیا کر دیا ہے اسے تمہارے بعد بھیجیں گے۔ لیکن اس کا کیا فائدہ ہے۔ سلطنت کے چاروں رُکن یعنی چاروں اولادیں ہرگز اس بیچارہ کو اس کے حال پر نہ چھوڑیں گی کہ وہ کوئی کام کر سکے۔ ان حالات کے باوجود بھی وہ ہاتھ پاؤں مارے گا کہ کاروبار و انتظام کو رونق ہو۔ لیکن وہی علمِ طب والا قاعدہ ہے کہ جب تک مادہ (فاسد) اعلیٰ بدن سے خارج نہ ہو اسافلِ بدن میں خواہ کتنی ہی قوت ہو بالآخر کام ضعف و کمزوری بلکہ فساد و زوال کو پہنچ جاتا ہے۔

یہاں بھی یہی صورت ہے۔ اگرچہ ہماری صحرا گردی اور بیاباں پیمائی سے ہمارے آرام طلب اور مادر پدر بیزار خانہ زاد (ملازمین و حکام) ہماری حیاتِ مستعار کے ختم

لہ مُلا علاء الملک تونی مخاطب بہ فاضل خاں فنون حکمت طبعی و ریاضی میں یکتائے روزگار تھا۔ علم ہیئت اور نجوم میں دوسروں سے بدرجہا ممتاز تھا۔ جلوس شاہجہانی کے سال ہشتم میں ایران سے ہندوستان آیا اور نواب آصف جاہی سے توسط پیدا کیا اور اس کا مصاحب ہو گیا نواب آصف جاہی کے ارتحال کے بعد جلوس شاہجہانی کے پندرھویں سال شاہی ملازمت میں داخل ہوا اور پانچ صدی بنجاہ سوار کا منصب پایا۔ لاہور کی نہر جو کئی لاکھ روپے کے صرف کے باوجود حسبِ دلخواہ نہ بن سکی تھی اور اس کا پانی شہر تک پہنچ سکا تھا (باقی اگلے صفحہ پر)

TooBaa-Research-Library

ہونے کی آرزو رکھتے ہیں لیکن ہمارے بعد ہمارے اس نا قدر دان فرزند کی بے تمیزی اور ناشناسی کے سبب جس بات کی آرزو ہمارے واسطے اب کرتے ہیں خود اپنے واسطے خدا سے اسی بات کی آرزو کریں گے۔

بہر حال محبتِ پدری کے باعث کہا جاتا ہے کہ اسقدر تلخ مت بن کہ منہ سے تھوک دیں اور نہ اسقدر شیریں کہ نگل ہی جائیں۔ لیکن یہ نصیحت بھی بے جا ہی تھی کیونکہ تلخی تو اس فرزند میں ہٹی نہیں اس کے برادرِ عزیز کے حصے میں آئی ہے۔ اور اس زیادہ تمیزدار فرزند کے حصہ میں تو بے نمکی ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں بھائیوں کو کمال اعتدال پر رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:) فاضل خاں نے اپنے اہتمام سے اعلیٰ درجہ کی مکمل کرادی اور صاف و شفاف پانی دار السلطنت لاہور تک پہنچنے لگا۔ وہ ریاضی کے تمام فنون کی طرح حضریات نہر کا بھی ماہر تھا۔

وہ دیوانِ تن۔ دارونگی عرض اور پھر خانِ ساماں کے عہدہ پر فائز ہوا اور برابر ترقی کرتا رہا۔

بلخ و بدخشاں کی تسخیر سے پہلے فاضل خاں نے علمِ نجوم کے ذریعے ان ملکوں کی فتح استخراج کر کے شاہجہان سے عرض کر دی تھی۔ ان ممالک کی فتح کے بعد اس کے اصل منصب میں مزید اضافہ ہوا۔ جلوس شاہجہانی کے ۲۳ ویں سال اسے فاضل خاں کا خطاب اور سہ ہزاری منصب عطا ہوا۔

خان مذکور باوصفِ جامعیتِ علوم معقول و منقول، سنجیدہ روش، معاملہ فہم اور صائب الرائے بھی تھا اور وزارت کے جلیل القدر منصب کا استحقاق رکھتا تھا۔ چنانچہ ۱۱/۱۵ ذیقعدہ ۱۰۷۳ھ کو یہ منصب وزارت بھی اسے حاصل ہوا۔ کہتے ہیں کہ وزارت حاصل ہونے سے چند روز پہلے اس نے کہدیا تھا کہ میں وزارت کو پہنچتا ہوں مگر عمر وفا نہیں کرتی۔ چنانچہ اسی ماہ کی ۲۷ ویں کو کہ وزارت کا پندرھواں دن تھا داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

کہا جاتا ہے کہ علم نجوم سے جو احکام اس نے شاہجہان اور (باقی اگلے صفحہ پر)

TooBaa-Research-Library

⑫ ضابطہ شاہی

کابل کے واقعہ نگار نے لکھا "شاہزادہ محمد معظم نے عدالت کے وقت حکم دیا کہ چار طبل بجائے جائیں۔" (اورنگ زیب) نے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا کہ "جمدۃ الملک مدار المہام حسب الحکم تحریر کریں کہ چار طبلوں کی جگہ چار ڈھول بجائے جائیں۔ عدالت میں نقارہ بجوانا بادشاہوں کا قاعدہ۔ اگر خدا (تمہیں) دے گا تو (اسوقت) ہو جائے گا۔ (ابھی سے) بے قراری کی کیا بات ہے۔"

⑬ اولاد کی نگرانی

صوبہ کابل کے تذکار کی تحریر سے معلوم ہوا کہ شہزادہ محمد معظم بہادر نے جامع مسجد میں قنات لگوا کر نماز کی سنتیں ادا کیں۔

اس اطلاع نامہ پر (خود اپنے دست مبارک سے) تحریر فرمایا حقیقتاً خود بزدلی سے جو اس فطرت میں داخل ہے۔ یہ بات کچھ بعید نہیں ہے۔ لیکن اس بزدلی کے ساتھ تھوڑا سا ہمارا خوف بھی ہونا چاہیے۔ اس کام کی جرأت کہ جو صرف سلطنت کے ساتھ مخصوص ہے کس طرح ہو سکی۔ اعلیحضرت غفران مرتبت (شاہجہان) نے اپنی اولاد کے ساتھ اس درجہ سے بے پروائی سے کام لیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:) اورنگ زیب کے متعلق لگائے تھے حرف بحرف صحیح ثابت ہوئے چنانچہ خواص پور میں (احکام ۴۷) اورنگ زیب کے زانوں کو جو چوٹ لگی تھی اُس کا ذکر بھی اس نے زائچہ اور احکام میں لکھدیا تھا۔ (مآثر الامراء جلد ۳ ص ۵۲۴)

فائدہ ایک دوسرے نسخہ میں وزارت کی تاریخ یازدھم بتائی گئی ہے اور پانزدھم کی نسبت یہی صحیح معلوم ہوتی ہے (قادری)

TooBaa-Research-Library

کہ حالات اس قدر بگڑ گئے۔

حاشیہ پر اپنے دست مبارک سے تحریر کیا" ناظر کو (اس سزا میں کہ اس نے) اس بات کے متعلق کچھ نہیں لکھا برخاست کیا جاتا ہے۔ اور اس کے مرتبہ میں ایک صدی کی کمی جاتی ہے۔ محرم خان دوسرے ناظر مقرر کریں۔ واقع نگار اور سوانح نگار کی جاگیریں (بحق سرکار) ضبط کر لی جائیں۔ منصب کی کمی اس لئے نہیں ہے کہ وہ (پھر) دوبارہ کام آئیں گے۔ ہرکارہ بہت جلد تحقیق (حالات) کر کے حقیقت حال لکھے۔ اگر صحیح ہے تو صوبہ داری سے برخاست کر کے ہم اپنے حضور میں طلب کریں۔

(۱۴) شاہانہ اشغال

محمد معظم بہادر شاہ کے ناظر نے لکھا" سرہند کے چکلہ سے روانگی کے وقت (محمد معظم بہادر شاہ نے) فیل خانہ کے داروغہ کے کان میں کچھ آہستہ سے کہا جس کو یہ فدوی (ناظر) نہ سن سکا۔ (سرہند) سے آٹھ میل نکلنے کے بعد ایک میدان میں دو مست ہاتھیوں کی لڑائی کرائی گئی خود (محمد معظم بہادر) مع تمام ہمراہیوں اور سپاہیوں کے (ہاتھیوں کی) جنگ کا تماشا دیکھتے رہے۔ اس کے بعد فیل بانوں نے ان دونوں ہاتھیوں کو الگ کر دیا (اور پھر) کوچ شروع ہو گیا۔ لیکن ان ہاتھیوں کی لڑائی میں جانی اور مالی کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا۔

عرض پر اپنے دست مبارک سے تحریر کیا (اس اطلاع کی) پہلی شق جان کے خوف کی وجہ سے تھی۔ کیوں کہ (اس بات کا اخفا ممکن نہ تھا۔ اور دوسری شق یعنی (کسی کا) جانی اور مالی نقصان نہیں ہوا۔ لالچ کی وجہ

TooBaa-Research-Library

سے ہے جو انسان کو اندھا اور گونگا بنا دیتی ہے۔ میر بخش ناظر کے منصب میں سے دو صدی کم کریں۔ اس کمی کی مناسبت سے جاگیر میں سے بھی کم کر دیا جائے۔ اور عمدۃ الملک مدار المہام فرمان شاہی کی جگہ پر حسب الحکم شاہ نادان (معظم بہادر) کو تحریر کریں کہ ہاتھیوں کی جنگ شاہانہ اشغال ہیں۔ اور ان بے کار و بے حاصل آرزوؤں کے سبب (تم) بادشاہی تک جلد نہ پہنچ سکو گے۔ جب بھی اس کا وقت آئے گا اور وہ تمہارے نصیب میں ہو گی تمہیں مل جائے گی۔ جو چیز انسان کو خراب کرتی ہے وہ مقدر سے زیادہ اور وقت سے پہلے طلب کرتا ہے۔ ہم کو کیوں ناراض اور خود کو کیوں پریشان کرتے ہو۔"

(۱۵) وقائع صوبہ کابل

کابل کے خبر رساں سے معلوم ہوا کہ جب محمد معظم بہادر شاہ دربار منعقد کرتے ہیں تو دربار میں ایک مسند جو زمین سے ایک گز بلند ہے آراستہ کی جاتی ہے۔ اور اس پر بیٹھ کر وہ دربار منعقد کرتے ہیں۔

عرض پر تحریر فرمایا:"

بہوس کار بر نمی آید — در ہمہ کار لطف حق باید

ترجمہ (محض ہوس سے کوئی مقصد نہیں پورا ہوتا۔ تمام کاموں میں لطف الٰہی شامل حال ہونا چاہیئے۔

تکیہ بر جائے بزرگان نتواں زد بگزاف — مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی

ترجمہ (صرف لاف وگزاف سے بزرگوں کی جگہ حاصل نہیں ہو سکتی جب تک تم بزرگی کی علامتیں اور اسباب بھی نہ پیدا کر لو)

تعجب ہے کہ چند سال کی قید بھی اس احمق و مغرور (محمد معظم بہادر) کے دماغ کی اصلاح نہ کر سکی۔ دو طاقت ور گرز بردار جائیں اور اس کو

TooBaa-Research-Library

احکامِ عالمگیری

○

باب دوم

○

شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے متعلق

TooBaa-Research-Library

سر دربار مسند سے اٹھا کر مسند کو توڑ ڈالیں اور اگر گرز بردار ایسے وقت پہنچیں کہ مسند پر نہ ہو تو انتظار کریں اور جس وقت وہ دربار منعقد کرے اس وقت حکم کی تعمیل کریں۔ "جزاً بما کانوا یعملون" (جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں اس کے بدلے کے طور پر) اعلیٰ حضرت فردوس مکان (شاہجہان) نے اپنی اولاد کے ساتھ اس قدر تساہل اور تغافل سے کام لیا کہ تابعدار رئیس ہی معکوس ہو گیا۔

صوبہ ملتان سے محمد معظم بہادر شاہ کے محل کی محلدار حمیدہ بانو نے اطلاع دی اکثر اوقات کہ رات کے وقت اپنی خلوت خاص میں تشریف لے جاتے ہیں تو بیبیاں اور قلم دان بھی ہمراہ ہوتا ہے۔ اور یہ قاعدہ کے خلاف ہو گا کہ اس وقت محلدار اس کی نائب موجود ہو (حالانکہ) رخصت کے وقت حضور نے اس بوڑھی کنیز (حمیدہ تو محلدار) سے بالمشافہ فرمایا تھا اور بعد میں بھی ایک حکم نامہ میں درج فرمایا تھا کہ جب بھی وہ (محمد معظم) قلم دان طلب کریں اس جگہ پر یہ بوڑھی کنیز یا اس کی نائب شرف النساء موجود ہوں حقیقت حال تو یہ ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم صادر ہوتا ہے۔

اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا اگر خلوت خاص میں جانا ادب کے خلاف ہے تو (ایسی حالت میں) قلم دان کو (طلب کرنے پر) روک لینے میں کیا امر مانع ہے۔ بہر حال آئندہ کبھی بھی خلوت خاص میں قلم دان نہ بھیجا جائے اور ناظر کو حکم دیا گیا کہ (خلوت خاص سے) باہر جب بھی قلم دان کی ضرورت ہو تو حاضر کیا جائے اور جب اور جب تک ضروری دستخط کئے جائیں قلم دان سامنے رہے۔ اس کے بعد ناظر اس کو مہر بمہر اپنی نگرانی میں رکھے۔ اور اس احمق فرزند (محمد معظم) سے ناظر کہے کہ چند سال کی قید سے (ابھی) عقل نہیں آئی۔ جو اس قسم کی جرأتیں کی جاتی ہیں لیکن اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ دوری مانع تنبیہ نہیں ہے۔

اے نافہم ہیچمداں [illegible]یدان

TooBaa-Research-Library

(۱۷) قلعہ برلی کا محاصرہ

قلعہ برلی کے محاصرہ کو (تقریباً) چار ماہ گذر گئے تھے اور اس کے بعد برسات قریب آگئی۔ اس مقام (برلی) کا یہ خاصہ تھا کہ بارش بغیر ژالہ باری کے نہ ہوتی تھی، اسوجہ سے لشکر میں (کافی) تشویش پھیلی ہوئی تھی۔ شیخ سعد اللہ خاں نے محرم خاں کی معرفت عرض کیا: "اگر بادشاہ زادہ (محمد اعظم شاہ) ناراض نہ ہوں تو ایک دن میں صلح ہوسکتی ہے"۔

(اس پر) فرمایا: "آج صبر کرو کل جواب دے دیا جائے گا"۔

جھٹپٹے کے وقت معلوم ہوا کہ شاہزادہ (محمد اعظم شاہ) کو صلح کے بارے میں کچھ خاص پریشانی ہے۔ اور شیخ مذکور (سعد اللہ خاں) نے صلح کی شرط یہ رکھی ہے کہ قلعہ کے تمام آدمی بغیر کسی مال (و متاع) کے (بالکل نہتے) قلعہ سے نکل جائیں۔ (یہ معلوم ہونے کے بعد حکم صادر فرمایا کہ تمام کام (خوب) پختہ کرلو۔ تاکہ (ہمارا) حکم ملتے ہی بلا کسی تاخیر کے فوراً قلعہ پر شاہی جھنڈا نصب کر دیا جائے۔ چنانچہ فرمان کے مطابق تمام کاروائی پختہ ہوگئی۔

پہلے دن شاہ عالی جاہ (محمد اعظم شاہ) سے فرمایا "ہم کو صرف تمہاری خاطر منظور ہے

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

ورنہ صلح کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ اور دوسرا آدمی بھی یہ کام کر سکتا ہے۔ (انہوں نے عرض کیا "جو کام بھی حضور فرمائیں گے غلام کو اس سے اختلاف نہ ہو گا۔" (اس پر اورنگ زیب نے) فرمایا "پھر بعد میں تم ملول ہو گے۔" انہوں نے عرض کیا "خادموں کی کیا مجال ہے کہ اپنے پیر و مُرشد کے (کسی) کام سے ملول ہوں۔ (کچھ توقف کے بعد) عرض کیا "جو شخص صلح کے واسطے بیچ میں پڑ رہا ہے وہ کون ہے؟" فرمایا "شیخ سعد اللہ خاں" (شاہزادہ محمد اعظم نے) عرض کیا "تو بیشک حکم دے دیا جائے۔" (اس وقت) شیخ سعد اللہ خاں حاضر نہ تھے۔ محرم خاں سے فرمایا کہ شیخ مذکور کو حکم پہنچا دیں کہ فوراً قلعہ پر شاہی جھنڈا لہرا دیا جائے۔ دو گھڑی بعد جھنڈا نصب کر دیا گیا۔ اور فتح کی نوبت بجنے لگی۔ اعظم شاہ نے انتہائی بے دماغی اور تندی سے عرض کیا "ہم غلاموں کو (اب) زہر کھا کر مر جانا چاہیئے کیونکہ یہ پاجی مصاحب بن گئے ہیں۔" بادشاہ نے فرمایا: "بے شک ہم سے پاجی پرستی واقع ہوئی ہے۔ (اب) ہم دونوں پاجیوں کو لشکر سے نکالے دیتے ہیں شیخ سعد اللہ بنگاہ جائیں اور تم کو صوبہ احمد آباد میں مقرر کیا جاتا ہے۔ (اور پھر حکم دیا) کہ سیادت خاں گرز برداروں کا داروغہ مع تمام گرز برداروں کے (اعظم شاہ کے) ہمراہ جائے اور (شاہی) لشکر کے تین کوس کے فاصلے پر سانپ گانوں کے مقام پر (اس کو قیام کرائے اور (اعظم شاہ کو) اس کے موجودہ مستقر پر نہ جانے دے اور خود دربار برخاست کر کے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اعظم شاہ نے حیران و پریشان ہو کر جمدۃ الملک اسد اللہ خاں کا وسیلہ ڈھونڈا۔ اسد اللہ خاں نے عرض کیا کہ (شاہزادے کو) دو دن کی مہلت دیجائے تاکہ بارش ذرا رک جائے۔" (اورنگ زیب نے) حکم دیا "ہمارے فرزندوں کے معاملہ میں دخل اندازی کرنے کا ملازموں کو کیا حق ہے؟" اسد اللہ خاں اپنی درخواست پر (خود) پشیمان ہوئے۔

بہرحال گرز برداروں کے داروغہ کے ساتھ جا کر شاہزادے نے سانپ گانوں

TooBaa-Research-Library

کے مقام پر قیام کیا اور وہاں سے عرضی بھیجی کہ موم جامہ کے واسطے موم دستیاب نہیں ہوتا۔ (اورنگ زیب نے) حکم دیا "قیمت ادا کر کے شاہی گودام سے لے لیا جائے۔" انہوں نے دوبارہ درخواست دی کہ (اس کی قیمت) غلام کے مقررہ وظیفے میں سے وضع کر لیجائے۔ اسپر اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا۔ "کوئی عقلمند نقد کو ادھار پر نہیں چھوڑتا کیونکہ وظیفہ میں سے وضع کرنے کے وقت تک (کون جانتا ہے کہ) کون زندہ ہے اور کون مرجائے۔ نقد قیمت دی جائے اور (موم) لے لیا جائے۔" چنانچہ حکم کے مطابق عمل کیا گیا اور ایک ہزار دو سو روپیہ بھیج کر موم لے لیا۔

(۱۸) عدل شاہی

بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ نے عنایت اللہ خاں کو لکھا کہ ان (شہزادہ) کی عرضداشت اور شکایت شہنشاہ (عالمگیر) تک پہنچا دی جائے کہ "سید لعل شاہی ملازمت میں پنشی منصب رکھتا ہے اور غلام (محمد اعظم شاہ) کی جاگیر واقع مندسور میں شراب نوشی اور جملہ بدعات کا مرتکب ہوتا ہے۔ (اس کے بارے میں شاہی حکم جاری) کیا جائے۔ اس کی جاگیر ضبط کر کے اس غلام (محمد اعظم شاہ) کو دے دی جائے تاکہ اس فتنہ کا سدّباب ہو سکے۔"

(اس) عرض پر دستِ مبارک سے تحریر فرمایا:

"محتسب کا کام خود (اپنے آپ) کر لینا اور پھر جاگیر کی ضبطی کی درخواست (بھی

لے انڈیا آفس لائبریری فارسی نسخہ نمبر ۳۳۸۸ میں یہ عبارت اسی طرح درج ہے: "یہ نہیں ہوسکتا یہ ادھار ہے ہم نے نقد (کے بارے میں)، لکھا ہے کہ نقد ملنے کے وقت کون زندہ رہے اور کون نہ رہے۔ اب خود اپنی جیب سے ادا کرنا چاہیئے اور (موم) لے لیا جائے۔

TooBaa-Research-Library

کرنا پُرلطف بات ہے۔ ایک پشتی جاگیر ضبط کرنا محال ہے چہ جائیکہ سہ پشتی۔ کسی کی جاگیر (اس طرح کسی کے کہنے سے ضبط نہیں ہوتی۔ ملازمت میں وہ بابا (محمد اعظم اور سید لعل مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ اور دوسری طرف (سید لعل کی) سیادت ہزار درجہ زیادہ (قابلِ احترام) ہے۔ صدر الصدور اس جگہ کے محتسب کو لکھیں کہ تحقیق کر کے حقیقت حال سے مطلع کیا جائے۔ الحمد للہ اعلیٰ حضرت (شاہجہان) کی طرح میں نے اولاد کو سر نہیں چڑھایا ہے کہ (بعد) میں ندامت ہو۔

(۱۹) حزم و احتیاط

محمد اعظم شاہ کے خبر رساں سے اطلاع ملی کہ (اعظم شاہ) بغیر کسی حفاظت اور اطلاع کے برنالہ کے قلعہ کا ملاحظہ کرنے کے لئے خندقوں کی طرف چلے جاتے ہیں۔ ہر چند محل دار اور ناظر منع کرتے ہیں لیکن ان کے کہنے سے وہ نہیں مانتے اور ناظر اور محل دار کی تحریروں سے بھی اسی قسم کی اطلاع ملی۔ (اس اطلاع نامہ) پر دستِ خاص سے تحریر فرمایا:

"تعجب ہے کہ اس لڑکے (محمد اعظم شاہ) پر ہماری صحبت کا ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔ اور (وہ) احتیاط و دور بینی سے کوسوں دُور ہے۔ اس کے ذہن میں الحزم سوءالظن (گمانِ بد بھی حزم و احتیاط میں داخل ہے) نہیں ہے اور نہ آیۂ: "ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ" (اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو) کا اس کو خیال ہے۔"

ے مرغیکہ زیرک است دریں بوستاں سرا
گل را خیال چنگلِ شہباز می کند
خوں من چکد ز زخم نمایاں ز خندہ اش
گلگے کہ بے ملاحظہ پرواز می کند

TooBaa-Research-Library

از صحبتِ نیکاں نشود طینت بد نیک
بادام ہماں تلخ بروں با شکر آید

ترجمہ: "اس باغ میں وہی پرندہ عقلمند کہا جا سکتا ہے جو پھول کو بھی شہباز کا پنجہ خیال کرتا ہے جو چکور بے احتیاطی سے اڑتی پھرتی ہے اس کے قہقہوں کے بدلہ میں اس کے زخموں سے خون ٹپکتا ہے۔ بد طینت انسان نیکوں کی صحبت سے نیک نہیں ہو سکتا جس طرح بادام کی تلخی شکر کے اندر بھی باقی رہتی ہے۔"

(اصل) مردانگی شجاعت اور بے باکی میں نہیں ہے بلکہ خودشکنی میں ہے۔

ے کمال مردی و مردانگی است خودشکنی
ببوس دست کسے راکہ ایں کماں شکند

ترجمہ: "کمال مردی و مردانگی خودشکنی میں ہے اسکے ہاتھوں کو بوسہ دے جس نے یہ کمان توڑ ڈالی۔"

(۲۰) بدسلوکی کی سزا

محمد اعظم شاہ کی ڈیوڑھی کے ناظر بہروز خاں نے اطلاع کی کہ "شاہزادہ نے نور النساء محلدار کے ساتھ بدسلوکی کی اور اس کو احمد آباد کے شاہی باغوں کے معائنہ کے وقت ہمراہ نہیں لے گئے۔ محلدار (نور النساء) نے باہر (میرے پاس) چھوٹی بیبی اور شاہزادی کی سواری کو) منع کیا چنانچہ غلام (بہروز خاں) آیا اور کسی (شاہی) حکم (کے آنے تک) شاہزادے کی) سواری کو منع کر دیا۔ انہوں نے محلدار کو اپنی مجلس سے باہر نکال دیا۔"

(اس اطلاع نامہ پر) تحریر فرمایا کہ "خواجہ قلی خاں مع اپنی فوج کے اور اس جگہ کے (تمام) منصب دار اور راجہ زور متفق ہو کر ہمارے حکم ثانی تک اس (شہزادہ) کی

TooBaa-Research-Library

سواری اور دربار کو بند رکھیں"۔

دوسرے دن جب یہ خبر بادشاہزادہ کو پہنچی۔ انہوں نے اپنی بہن بادشاہ بیگم (زینت النساء) کی معرفت درخواست بھیجی اور اپنے قصور کی معافی چاہی (اور ایک) راضی نامہ مع ناظر اور محل دار کی مہر کے بھیجا (ان کی اس) درخواست پر دستِ مبارک سے تحریر فرمایا کہ "جاگیر کی تبدیلی موقوف کی جاتی ہے۔ لیکن اگر (کوئی) مالی سزا (بھی) نہ دی گئی تو (آئندہ) اس قسم کی حرکتوں کی جرأت پھر باقی رہے گی۔ پچاس ہزار روپیہ اس جرم کی سزا کے طور پر اس ناعاقبت بین احمق و بے وقوف لڑکے کے وظیفہ میں سے وضع کر کے خزانہ عامرہ میں داخل کر دیئے جائیں۔

(۲۱) نقصان کا معاوضہ

احمد آباد سے جو محمد اعظم شاہ کی صوبہ داری میں تھا۔ سوانح نگار نے اطلاع دی :

"دشمنوں (مرہٹہ) کی فوج کے سردار جاناجی دالیہ نے احمد آباد سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر سورت کی شاہراہ عام پر سوداگروں کو لوٹ لیا۔ جب یہ اطلاع شاہ عالی جاہ (محمد اعظم) کو پہنچی تو فرمایا کہ "یہ (واقعہ) سورت کے کلکٹر امانت خاں کی فوجداری میں ہوا ہے۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں"۔ اطلاع نامہ پر تحریر فرمایا "(شاہزادہ کے) اصل منصب میں سے پانچ ہزار کم (کئے جائیں) اور سوداگروں کے بیان کے مطابق (ان کے نقصان کا) روپیہ (شاہزادے کے) وکیل سے لے لیا جائے (اگر یہ واقعہ) کسی اور شخص سے (علاوہ شہزادے کے) سرزد ہوتا تو تحقیقات کے بعد حکم جاری کیا جاتا۔ لیکن شہزادے کے واسطے بطور سزا کے بغیر تحقیقات کے حکم جاری کیا جاتا ہے۔ کیا کہنا ہے تمہاری شہزادگی کا کہ اپنے آپ کو امانت خاں سے بھی کم سمجھتے ہو جبکہ ہماری زندگی ہی میں (تم سلطنت کی وراثت کا دعویٰ رکھتے ہو تو پھر ہماری زندگی ہی میں کیوں تم امانت خاں کو اپنی میراث کا

TooBaa-Research-Library

شریک نہیں بنا لیتے ؟

در دے کہ بادوا نشد آنراں علاج نیست
آں راکہ عقل نیست ہیچ احتیاج نیست

ترجمہ: "جو درد دوا سے اچھا نہ ہو پھر اس کا کوئی علاج نہیں۔ جس شخص میں عقل نہیں اس کی کسی چیز کی ضرورت بھی نہیں"۔

(۲۲) گستاخی کی سزا

(ایک مرتبہ) محمد اعظم شاہ دربار میں کچھ عرض کرتے تھے۔ (لیکن) جب اپنے حسبِ منشا جواب نہ پایا تو (کسی قدر) ملول ہو کر آگے قدم بڑھایا (یہاں تک کہ مسند شاہی پر (پاؤں) رکھ دیا۔ اورنگ زیب نے اس بات پر مکدر ہو کر پردۂ عدالت گرا دیا اور دربار برخاست کر دیا۔ اور (ساتھ ہی) شاہزادہ کا مجرا بند کر دیا۔ کسی کو (اس معاملے میں) سفارش کی ہمت نہ (ہوتی) تھی۔ شاہ سلیم اللہ نے عرض کیا شاہزادے کا آگے قدم بڑھانا جرأت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ از راہِ غفلت ایسا ہوا۔ "من عفا و اصلح فاجرہٗ علی اللہ"۔ (جو معاف کر دیتے ہیں اور صلح کرتے ہیں ان کو اللہ اجر دیتا ہے) اس آیت کے نیچے بادشاہ نے تحریر فرمایا۔

از ساحل نجات بہ بحر فنا فتاد
از حد خود کسی کہ قدم بیشتر گذاشت

"سلامتی کے کنارہ سے موت کے سمندر میں وہ شخص گر پڑتا ہے جو اپنی حد سے باہر قدم رکھتا ہے"۔

TooBaa-Research-Library

(۲۳) اورنگ زیب کا طنز

محمد اعظم شاہ نے چونکہ (خود) بدتمیز اور بدزبان واقع ہوئے تھے جناب مقدس (عالمگیرؒ) کو جمعہ خاکروب سے تشبیہ دی جو دیوانِ خاص کی صفائی کے لئے مقرر تھا اس بات کی اطلاع اورنگ زیب کو ہوگئی ایک دن جبکہ (جمعہ خاکروب) دیوانِ خاص کا صحن صاف کر رہا تھا (اورنگ زیب نے) اعظم شاہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "بابا اس خاکروب کے چار لڑکے ہیں"۔ (اعظم شاہ نے) عرض کیا (اس کے تو) ایک لڑکا ہے اور وہ بھی (ابھی) بچہ ہے"۔ (اس پر) ارشاد فرمایا "غلط کہتے ہو۔ مجھے تو یہ بھی اطلاع ہے کہ ان لڑکوں میں سے ایک ولایت[1] بھی گیا ہے"۔ یہ بات سنتے ہی اعظم شاہ مطلب سمجھ گئے اور نہایت شرمندہ ہوئے اور اپنی ہمشیرہ زینت النساء بیگم سے گلہ کیا۔ کہ حضرت نے ذرا بھی میری والدہ صاحبہ کی رعایت و حرمت نہ کی اور جمعہ خاکروب کو میرا باپ بتایا"۔ (اس پر) فرمایا "ہاں بابا تم نے بھی حضرت (شاہجہان) کی ذرا بھی رعایت و حرمت نہ کی اور ان کے لڑکے کو جمعہ خاکروب قرار دیا"۔

(۲۴) حفظِ دل

محمد اعظم شاہ کے ہمراہیوں کے واقعات سے معلوم ہوا ہے اور انہوں نے جس زمانہ میں احمد آباد کے گورنر تھے خود بھی عرضی دی تھی کہ طویل بیماری کی وجہ سے (جس میں

---

[1] ولایت سے مراد "ایران" ہے۔ شاہزادہ محمد اکبر نے بغاوت کی تھی اور شاہی افواج سے شکست کھا کر شاہ ایران کی پناہ میں چلا گیا تھا۔ اس وقت اورنگ زیب کے صرف چار لڑکے زندہ تھے۔ (ج۔ن۔س)

TooBaa-Research-Library

باری کا جاڑا بھی شامل تھا) اسقدر نقاہت ہوگئی ہے کہ گفتگو کرنی بھی محال ہے۔ اگرچہ (ادھر) دو ماہ سے کوئی شکایت باقی نہیں ہے۔ میں متمنی ہوں کہ اس صوبہ سے مجھے اپنے حضور میں طلب فرمایا جائے تاکہ قدم بوسی کی سعادت کے بعد (اپنی) جانِ ناتواں (آپ کے قدموں پر) نثار کر دوں"۔ اس پر اورنگ زیب نے تحریر فرمایا "حافظِ حقیقی ہمارے لختِ جگر کی نگہبانی فرمائے۔ ایسی نقاہت کی حالت میں سفر کرنے کی اجازت دینا بیدردی سے خالی نہیں ہے۔

بالاتر از وصال شمارد خیال را
شکر خدا کہ دیدۂ ما ناسپاس نیست

ترجمہ: "وہ خیال کو وصال سے بہتر سمجھتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری نگاہیں ناشکر گذار نہیں ہیں"۔

یہ پیر ضعیف اور یہ بے چارہ (خود) علاوہ دردِ سر کے صدہا امراض میں مبتلا لیکن (میں نے) تحمل کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔

در مشربِ جمع کہ مہمانِ رحیل اند
ہر رنجشِ بے جا فلک لطفِ بجائیست
ما حوصلہ درد نداریم وگرنہ
ہر درد کہ روزی شود از غیب دوائیست

"جو لوگ کوچ کرنے کے لئے تیار ہیں ان کے نزدیک آسمان کا ہر بے محل ستم بھی لطف کا درجہ رکھتا ہے۔ ہمیں درد کا حوصلہ نہیں ہے ورنہ غیب سے جو بھی درد ہمیں دیا جاتا ہے وہ دوا ہی ہے"۔

جب اپنے بدبخت نفس کے ساتھ گفتگو ہوتی ہے تو کہتا ہوں "کہ دل کے علاوہ جو فی الحقیقت ایک عزیز اور قابلِ حفاظت شے ہے دنیا اور جو کچھ دنیا کے اندر ہے

TooBaa-Research-Library

وہ سب چھوڑ دینے کے لائق ہے۔ اس زمین و زماں سے دل کیوں لگا رکھا ہے دل ساتھ جانیوالا ہے اور یہ زمین و زماں چھوٹ جانے والے ہیں۔

؎ ترا بخاک زند ہر چہ را برافرازی
بغیر سرایت اشکے کہ بر فراشتی ست

"سوائے اشک ریزی کے کہ جو بلندی دینے والی ہے ہر چیز جو تُو بناتا ہے تجھے خاک میں ملا دیتی ہے۔"

؎ اپریل 1663ء شاہزادہ اعظم مدراس کے علاقہ میں شدید بیمار پڑ گیا تھا لیکن اسوقت وہ گجرات کا گورنر نہیں تھا۔ خافی خاں نے شاہزادہ مذکور کی ایک درخواست کا ذکر کیا ہے جو ۶-۱۷۰۵ء اس نے گجرات سے دی تھی اور اپنے والد کے حضور میں آنے کی اجازت طلب کی تھی۔ خافی خاں کا بیان ہے:

"شہزادہ محمد اعظم نے گجرات سے اپنے والد کی علالت کی خبر سُن کر دربار میں حاضری کی اجازت چاہی اور بہانہ کیا کہ گجرات کی آب و ہوا ناموافق ہے۔ شہنشاہ اس بات سے بہت ناخوش ہوئے لکھا کہ میں نے بھی اپنے والد شاہجہان کی (آخری) علالت کے دوران اسی طرح کی درخواست بھیجی تھی اور انہوں نے اس کے جواب میں یہ لکھا تھا کہ "ہر جگہ کی آب و ہوا آدمی کو راس آتی ہے سوائے ہوائے ہوس کے"۔ آخرکار اورنگزیب نے شہزادہ اعظم کو دربار واپس آنیکی اجازت دیدی تھی اور وہ ۲۵ مارچ ۱۷۰۶ء ... س)

احکامِ عالمگیری

باب سوم

شاہزادہ محمد کام بخش اور بیدار بخت کے متعلق

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

(۲۵) حراست شہزادہ کام بخش

شہزادہ محمد کام بخش کے وقائع نگار اور ناظر کے خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ قلعہ جنجی کی فتح کے بعد خان نصرت جنگ نے اس خیال سے کہ دشمن کی پانچ ہزار سے زیادہ فوج اطراف میں موجود تھی۔ شہزادہ کو کوچ اور قیام کے بارے میں احتیاط سے کام لینے کا مشورہ دیا۔ تو (شہزادہ کام بخش) درشتی سے پیش آئے اور فرمایا "ہمیں اختیار ہے کہ جب چاہیں کوچ کریں"۔

بات یہاں تک پہنچی کہ آپس میں رنجش ہو گئی اور خان نصرت نے دربار کا مجرا ترک کر دیا اور (صرف) شہزادہ سوار ہو کر نکلتا تو مُجرا کر لیتے۔ یہاں تک کہ چہارشنبہ ۹ ر ذیقعدہ (۱۳ جولائی ۱۶۹۲ء) کو دوپہر کے وقت جب شہزادہ خیمہ میں تھا (تو) ایک آدمی خان نصرت جنگ کے بلانے کے لئے بھیجا۔ اس نے آنے میں دیر کی۔ چار آدمی پے درپے بھیجے۔ اس سلسلہ میں خان مذکور کے ہرکاروں نے خبر دی کہ (شہزادہ نے) اپنے رضاعی بھائی کی مدد سے تمہارے گرفتار کرنے کی تدبیر کی ہے اور ناظر کی تحریر سے بھی معلوم ہوا کہ یہ بات صحیح ہے۔ خان نے ان

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

خبر رسانوں کو بلایا اور بطور گواہ کے ساتھ لے کر (ہاتھی پر) سوار ہو کر (شہزادہ کے) خیمہ میں داخل ہو گیا۔ اور دربار کے خیمہ کو ہاتھی کے سونڈ سے اکھاڑ پھینکا۔ (شہزادے نے) یہ حال دیکھ کر محل سرا میں بھاگ جانا چاہا۔ راؤ دلپت نے آ کر اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور گھسیٹتا ہوا خان نصرت کے ہاتھی کے پاس لایا۔ خان نے اشارہ کیا کہ اپنے ہاتھی پر بٹھا لو۔ چنانچہ اسی طرح چار کوچ کئے گئے۔ رات دن (شہزادہ) راؤ دلپت کے ساتھ رہا اور اسی کے خیمہ میں ٹھہرا۔" اس اطلاع نامہ پر (اورنگ زیب نے) تحریر فرمایا:

؎ پرستار زادہ نیاید بکار
اگرچہ بود زادہ شہریار

حضرت نوح علی نبینا علیہ السلام نے اپنے ناخلف بیٹے کا کیا علاج کیا تھا جو میں کروں۔ خان نصرت جنگ احمق نہیں ہے جو اس کو بُرا کہے۔ وہ خود بُرا ہے اس نابکار اشرار اور فسادیوں کے سردار (کام بخش) کو لانے کے لئے بیجاپور تک خان نصرت جنگ اس کے ساتھ رہیں۔ اس کے بعد جمدۃ الملک (وزیر اعظم) کے ہمراہ کر دیں۔" اور بیجاپور کے گورنر کے نام ایک فرمان بھیجا "ایک ہزار اس کی محافظت کے لئے ساتھ کر دو اور میرے پاس بھیجدو۔ خان نصرت جنگ مفتوح ممالک مثلاً قلعہ جنجی وغیرہ کی حفاظت کے لئے روانہ ہو جائیں اور جب فرمان (شاہی) ان کی طلبی کا پہنچے تو حاضر ہو جائیں۔

اطلاع نامہ کے حاشیہ پر تحریر فرمایا "اس لڑکے کی خاطر جو آیتہ "عدوالکم" کے مصداق ثابت ہو چکا ہے میں کیوں اپنے (ایک ایسے) دوست پر جو اچھا نوکر بھی ہے اور احباکِ ثلاث[1] کے مصداق بھی ہے بے جا غصہ کروں خصوصاً جبکہ وہ

[1] انڈین آفس لائبریری فارسی نسخہ نمبر ۳۳۸۸ میں ذیل کی عبارت (باقی اگلے صفحہ پر)

خالہ زاد بھائی بھی ہے اور انعام واکرام کے لائق بھی ہے۔"

(۲۶) بیدار بخت کو سزا

(شہزادہ) بیدار بخت کے ہمراہی ناظر کی تحریر سے معلوم ہوا کہ (انہوں نے) پہلے راجہ رام جاٹ کے قلعہ سنسی کو فتح کرنے کی بہت کوشش کی اور پھر بعد میں یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے اس (راجہ رام) کی زبانی یہ پیغام بھجوایا کہ اپنی بھتیجی کو حوالہ کر دے اور خود قلعہ سے باہر چلا جائے۔"

اطلاع نامہ پر تحریر فرمایا "کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لڑکی دینا بھی (ایک طرح) مطیع ہونے کی علامت ہے۔ قلعہ سے (تو) باہر جانا ہے لیکن ملک بادشاہی سے کہاں جائے گا۔ لیکن:

؎ چہ مردے بود گز زنے کم شود
مطیع زنان بد تراز زن شود

"وہ کیا مرد ہے جو عورت سے بھی کم ہو۔ زن مرید عورت سے بھی بدتر ہوتا ہے۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:) اور درج ہے "حاشیہ پر تحریر فرمایا: "کلام افلاطون احباک ثلاث من شرک فی ملحکسو فی محنکبو فی سفرک، (ترجمہ) تو تین آدمیوں کو دوست سمجھ جو تیرا شریک نمک ہو یا شریک محنت ہو یا شریکِ سفر ہو۔"

کام بخش اورنگ زیب کا سب سے چھوٹا بیٹا اودے پوری کے بطن سے تھا۔ (ج۔ن۔س) حاشیہ احکام ۲۶۔

محمد بیدار بخت دارا شکوہ کی لڑکی جہاں زیب بانوں بیگم اور شہزادہ محمد اعظم کا بیٹا تھا۔ ۴ر اگست ۱۶۷۰ء کو پیدا ہوا تھا۔ اورنگ زیب ان (باقی اگلے صفحہ پر)

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

اولاد کی تربیت باپ سے متعلق ہے نہ کہ دادا سے۔ شاہ عالیجاہ (محمد اعظم) نے اس (بیدار بخت) کی والدہ مرحومہ کی محبت میں یہ نوبت پہنچادی۔ عقلمندوں کے نزدیک حال کی سختی جو مال کے نقصان سے ہو بڑا وبال اور عذاب ہے۔ ایک سال کے لئے جاگیر میں سے نصف کی کمی اور منصب میں تغیر۔

(۲۷) کاروبار دلداری

شہزادہ بیدار بخت کے ہمراہی ناظر کی تحریر سے معلوم ہوا کہ "شہزادہ ہمیشہ شمس النساء دختر مختار خاں کے ساتھ کمال محبت وعنایت سے پیش آتا تھا۔ لیکن ادھر (کچھ عرصہ سے خلاف معمول اکثر ناراض رہتا ہے۔ چنانچہ ایک روز کہا: پاجی کی لڑکی کو سلاطین کے ساتھ غرور سے نہیں پیش آنا چاہیئے۔ چنانچہ شمس النساء نے جواب میں کہا: "اگر (آپ) چاہے مجھے مار ہی کیوں نہ ڈالیں لیکن اب دوبارہ آپ سے بات نہ کروں گی"۔ لہٰذا اس روز سے شاہزادہ نے بات نہیں کی"۔

اس اطلاع نامہ پر تحریر فرمایا:

؎ صبحدم مرغ چمن باگل نوخاستہ گفت ۔۔۔ ناز کم کن کہ دریں باغ بسے چوں تو شگفت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تینوں سے بہت محبت کرتا تھا۔ اور بیدار بخت تو شہنشاہ کا چہیتا تھا۔ خان جہاں کے ساتھ اس نے سنسنی کے باغی سردار راجہ رام جاٹ کے خلاف لشکر کشی کی جسے شکست دے کر ۴ جولائی ۱۶۸۸ء کو قتل کیا۔ سنسنی پر جنوری ۱۶۹۰ء میں قبضہ کیا۔ اب جبکہ ہاتھرس اور علی گڑھ کے درمیان ایک ریلوے اسٹیشن ہے مندرجہ بالا احکام میں والدہ مرحومہ کا لفظ غلط ہے کیونکہ جہاں زیب بانو کا انتقال بہت بعد میں مارچ ۱۷۰۵ء کو ہوا۔ (ج۔ن۔س)

گل بخندید کہ از راست نرنجیم — و لے ۔۔۔ ہیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نہ گفت

ترجمہ: "صبح کے وقت بلبل نے ایک نوشگفتہ پھول سے کہا کہ ذرا زیادہ نہ اٹھلا تجھ جیسے اس باغ میں بہت کھلے ہیں۔ پھول نے ہنس کر کہا مجھے سچی بات کا افسوس نہیں مگر آج تک کسی عاشق نے اپنے محبوب سے سخت باتیں نہیں کیں"۔

اس نورچشم (بیدار بخت) کو واضح رہے کہ جوانی کے زمانہ میں جیسے تمہارے پاجی مصاحبین کی اصطلاح میں جوانی دیوانی کہتے ہیں۔ ہم کو بھی ایک کے ساتھ (دلی) تعلق تھا جو نہایت (ہی) مغرور تھی لیکن ہم نے تمام زندگی اس کی محبت کو نبھایا اور کبھی اُسے آزردہ خاطر نہ ہونے دیا۔

دوسری یہ بات (بھی واضح ہو) کہ سادات کے ساتھ پاجی کا لفظ استعمال کرنا خود پاجی پن ہے۔ اگر کسی سید کو پاجی کہا جائے تو وہ پاجی نہیں ہوجاتا۔ اگر محلدار اور ناظر کی تحریر ول سے اس سیدہ (شمس النساء) کے راضی ہونیکا حال معلوم نہ ہوا تو عتاب بلکہ عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ "جزاءً بما کانوا یعملون" (جو کچھ کہ وہ کرتے ہیں اسکا بدلہ (اللہ تعالیٰ) دے گا)

حاشیہ احکام ۲۷: بیدار بخت شہزادہ محمد اعظم کا بیٹا اور اورنگ زیب کا لاڈلا پوتا تھا۔ ۱۱ نومبر ۱۶۸۲ء کو اس کی شادی مختار خاں کی بیٹی شمس النساء کیساتھ ہوئی جس کا لقب پوتی بیگم تھا۔ ۲۲ اگست ۱۶۹۵ء کو ان کے ایک بیٹا فیروز بخت بھی پیدا ہوا تھا۔ بیدار بخت کے خسر کا اصلی نام قمرالدین تھا۔ اس کے باپ کا نام شمس الدین تھا شمس الدین کا باپ سید محمد تھا۔ ان سب کے خطاب یکے بعد دیگرے مختار خاں ہی تھے جو سادات بنی مختار سے تھے

اس احکام میں اورنگ زیب نے غالباً اپنی بیوی دل رس بانو بنت شاہنواز خاں صفوی کا ذکر کیا ہے جس کے ساتھ ۸ مئی ۱۶۳۷ء کو شادی ہوئی تھی اور اس کا انتقال ۸ اکتوبر ۱۶۵۷ء کو ہوا۔ (ج۔ن۔س)

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

احکامِ عالم گیری

○

باب چہارم

○

افسران کے متعلق

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

(۲۸) نصرت جنگ

ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ جب جنجی کی فتح سے لوٹ کر شاہی خیمہ گاہ پہنچ گیا تو سربراہ خاں کوتوال نے خدمت (شاہی) میں عرض کیا: "فرمان شاہی مرہٹوں کی سرکوبی کے متعلق جو بنگاہ کی طرف مارے مارے پھر رہے ہیں (ذوالفقار خاں) کو پہنچا دیا گیا تھا۔ (لیکن) خان مذکور (نے اس کی پرواہ نہ کی اور) شاہی خیمہ گاہ کے قریب پہنچ گیا۔

(اورنگ زیب نے) حکم صادر فرمایا کہ "لشکر شاہی میں داخلہ کا پروانہ دیا جائے اور یار علی بیگ جو نصرت جنگ کا وکیل ہے یہ تمام معاملہ اس کو لکھے"۔

دوسرے دن صبح (نصرت جنگ) بغیر ہی داخلہ کے پروانہ کے شاہی لشکر میں آ گیا اور دیوانِ خاص میں حاضری کی اجازت چاہی۔

(اورنگ زیب نے) حکم دیا کہ "ترکش و تھیلہ کمر سے باندھ کر کمان کاندھے پر اور بندوق ہاتھ میں لے کر ہمارے سامنے آئیں۔ اور برخلاف سابق کہ پالکی دیوانِ خاص کی جالی تک آیا کرتی تھی آج جالی کے اندر دیوانِ خاص کی دو راوٹی (مربع مختصر خیمہ) کے پاس

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

پالکی کو چھوڑ دیا جائے "۔

یار علی بیگ نے نصرت جنگ کو اس عتاب نامہ کے متعلق مفصل لکھ دیا چنانچہ (نصرت جنگ) کلال بار (شاہی خیمہ کے چاروں طرف سُرخ کینوس کی دیوار) سے پیدل اتر کر اور تمام ہتھیار اپنے جسم سے کھول کر دیوانِ خاص کے دروازہ کی قریبی اوٹ کے پاس حکم باریابی کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ (اورنگ زیب) نے دو گھڑی سکوت و تغافل فرمایا۔ اس کے بعد حاضری کی اجازت دی۔

(نصرت جنگ) نے قدم بوسی کا ارادہ کیا۔ (اورنگ زیب نے) داہنا پاؤں بڑھا دیا۔ تشویش اور اضطراب کی وجہ سے خان نصرت جنگ کا زانو مسند (شاہی) تک پہنچ گیا۔ یہ بات (اورنگ زیب کو) ناگوار گذری اور انتہائی کرم وعنایت سے نصرت جنگ کی کمر تھپتھپائی اور فرمایا "چونکہ عرصہ دراز تک باہر رہے ہو اس وجہ سے (شاید) آدابِ شاہی بھول گئے۔

ے زاغ دم سوے شہر و سر سوے

وہ۔ دم آں زاغ از سر او بہہ

اس کے بعد بہرہ مند خاں کی طرف رُخ کر کے فرمایا " کیا وجہ ہے کہ ہمارے خانہ دار باہر جا کر آدابِ شاہی بھول جاتے ہیں۔ شاید خان مذکور (نصرت جنگ) کی قوتِ بینائی میں کچھ فرق واقع ہو گیا ہے۔ اور محرم خاں کو حکم دیا کہ ایک عینک لا کر خود اپنے ہاتھوں سے نصرت جنگ کے لگا دے۔ اور یہ تاکید کی کہ (نصرت جنگ) اسی طرح گھر واپس جائیں۔ اور چونکہ یہ (ان پر) خاص عنایت ہے اس لئے جیسا کہ خلعت کا قاعدہ ہے اسے بھی تین روز لگا کر دربار میں آئیں۔

جب خان مذکور نے اپنی یہ رسوائی دیکھی تو رات کو امیر خاں داروغہ خواصاں کی وساطت سے دشمن (مرہٹوں) کی سرکوبی کے واسطے جانے کی اجازت چاہی

TooBaa-Research-Library

اور نماز عشاء کے بعد عینک لگا کر آیا۔ اور تسبیح خانہ میں اجازت حاصل کی۔

(۲۹) پابندی احکام

حکم شاہی کے بموجب ذوالفقار خاں نصرت جنگ ہنوز راہ گمراہ مرہٹوں کے تعاقب میں گیا ہوا تھا۔ اتفاقاً اس کا گذر شاہی خیمہ گاہ سے چار میل حدود کے اندر ہوا۔ اس نے عرض بھیجی کہ اتفاقاً ایسا ہوا ہے کہ شاہی لشکر کے قرب سے گذر ہوا اس لئے بغیر حاضری دیئے گذر جانا خلاف ادب ہو گا۔

عرضی پر تحریر فرمایا " تم سے دو کام خلافِ ادب ہوئے۔ پہلا یہ کہ ایسا اتفاق کیوں ہوا کہ دشمن لشکر شاہی کے اسقدر قریب سے گذرا۔ یہ نہ صرف خلافِ ادب ہے بلکہ اس سے نقصان کا بھی اندیشہ تھا۔ دوسرے یہ کہ جس کام پر مامور کئے گئے ہو اس کو نہ کرنا اور اس کے خلاف عرض کرنا اطاعت کے خلاف ہے۔ "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم" (اللہ کی اطاعت کرو۔ رسول کی اطاعت کرو اور جو تم پر حاکم ہو ان کی اطاعت کرو۔)

(۳۰) تشہیر

ذوالفقار خاں نصرت جنگ کی فوج کے حالات سے معلوم ہوا کہ جنگ جُو خاں دکھنی جو پنج ہزاری منصب رکھتا ہے اس کے نقارے بیلوں پر لاد دیئے گئے ہیں اور وہ از راہِ فساد کہتا ہے کہ نصرت جنگ کی نوبت کے نقاروں کے ہمراہ (اس کے

حاشیہ احکام ۲۸ ذوالفقار خاں ملقب بہ نصرت جنگ بہادر (پیدائش ۱۶۵۷ء) اورنگ زیب کے وزیر اعظم اسد خاں کا لڑکا تھا۔

TooBaa-Research-Library

نقارے بھی) چلیں گے۔

اس پر دستِ مبارک سے تحریر فرمایا کہ "ہمیں کیا مضائقہ ہے اور نصرت جنگ کو اس بارے میں کیا اعتراض ہے۔ اگر اس ملعون و مردود جماعت کا رئیس (جنگجو خان) اپنی تشہیر کو جو عین رسوائی ہے نہیں سمجھتا اور آگے آگے بھی جائے تو بھی (ہمارا کچھ حرج نہیں اور یہی ہمارا) عین مقصد ہے۔ اور برابر چلنے میں بھی کچھ کم فضیحت نہیں ہے۔"

(۳۱) دکنی سردار سے سلوک

نصرت جنگ کے سوانح نگار نے لکھا: "زندان خاں دکنی جو دکن میں چار ہزاری منصب رکھتا ہے شاہی خدمت میں ہمیشہ جان فشانی کرتا ہے۔ اگر اس سے زیادہ کرم و عنایت ہو تو بہتر ہے۔" اور خان نصرت جنگ نے بھی اسی مضمون کی عرضی لکھی۔

اس عرضی پر دستِ مبارک سے تحریر فرمایا "لفظ جانفشانی محض عبارت و انشاء پردازی ہے۔ اگر ہمیشہ جانفشانی کرتا رہا ہے تو پھر اب تک زندہ کیسے ہے۔ اس جماعت (دکن) سے رعایت کرنا بچھو ہتھیلی پر رکھنے اور سانپ بغل میں رکھنے کے مرادف ہے۔ الکوفی لا یوفی (اہلِ کوفہ سے وفا کی امید نہیں)۔

(۳۲) اہلِ سادات

صوبہ خاندیس کے سوانح نگار سے معلوم ہوا ہے کہ حسن علی خان بہادر نے منونت گمراہ مرہٹوں کے سردار کے ساتھ جنگ میں بہت کارہائے نمایاں کئے اور اس کی خیمہ گاہ وغیرہ بالکل برباد کر دی اور اس کے بھتیجہ جاناجی کو زندہ گرفتار کر کے مشرف بہ اسلام کر لیا۔ ذوالفقار خاں نصرت جنگ نے کہ جو مفسد دھنا جادون کی سرکوبی کے لئے یہاں سے گذر رہے تھے دونوں بھائیوں کے اضافہ (منصب) کی تجویز کر کے

TooBaa-Research-Library

سفارشی نامہ بذریعہ ڈاک حضور (عالمگیر) کی خدمت میں بھیجا ہے کہ بڑے بھائی کا اصل منصب آٹھ صدی ہے ایک ہزار ہو جائے اور چھوٹے بھائی کا سات صدی ہے نو صدی ہو جائے۔

اس اطلاع نامہ پر دستِ مبارک سے تحریر فرمایا "آفرین ہے کیوں نہ ہو سادات کہ جو منبع سعادات ہیں انہیں یہی چاہیئے کہ اپنے جدِ امجد حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے دینِ متین کی اعانت میں دل و جان سے کوشش کریں (ہمارے) خاص توشہ خانہ سے دونوں بھائیوں کے لئے دو خلعت مع دو مروارید کے کام کے سادہ خنجر گرز بردار کے ہاتھ بھیجے جائیں۔ اور حمد الملک (وزیر اعظم) حسب الحکم بہت زیادہ تحسین آفرین لکھ کر انہیں بھیجیں۔

عرضی پر تحریر فرمایا "ہمارے مزاج سے واقف اس خانہ زاد (نصرت جنگ) نے اضافہ کی تجویز مناسب موقع پر کی۔ بڑے افسوس کی بات ہو گی اگر سردار اپنے جنرل کی دلجوئی نہ کریں۔ لیکن ایک دم اضافہ منظور کر لینا مشکل ہے۔ بلند مرتبہ سادات کے ساتھ محبت رکھنا جزو ایمان بلکہ عین ایمان ہے۔ اور اس فرقہ کے ساتھ عداوت کا نتیجہ دوزخ کی آگ اور قہرِ الٰہی ہے۔ لیکن کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے جو دنیا کی ملامت اور عقبیٰ کی بدبختی کا باعث ہو۔ سادات بارہ کے ساتھ نرمی برتنا آخر کار تباہی و بدانجامی کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ جماعت ذرا سی ترقی پر انا و لاغیری (ہم جیسا کوئی دوسرا نہیں) کی شیخی مارنے لگتے ہیں اور سیدھے راستہ سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور اپنی نظر بلند کر کے رخنہ اندازی کرتے ہیں۔ اب اگر ان کے ساتھ تغافل برتا

حاشیہ احکام ۳۲ سید حسن علی خاں اور سید حسین علی خاں سادات بارہ میں سے حقیقی بھائی تھے۔ دونوں بھائی اورنگ زیب کے عہد میں منصب فوجداری پر فائز تھے (باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

TooBaa-Research-Library

جائے (اور بلحاظ سید ہونے کے نرمی کی جائے) تو سلطنت کے انتظام میں خلل پڑتا ہے۔ اور اگر (سختی کرکے) ان کا تدارک کیا جائے تو آخرت میں پاؤں کیچڑ میں دھنستے ہیں۔

(۴۲) میر شہابُ الدّین

غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ کا نام میر شہاب الدین تھا۔ یہ پہلے جب ولایت سے آئے تو ان کے والد عابد خاں نے سر بلند خاں بخش کے ذریعے دہلی میں انہیں (حضرت عالمگیر کے) سامنے جبکہ وہ (عالمگیر) حضرت قطب الاقطاب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بعد میں بڑی ترقیاں کیں۔ سید حسن علی نے قطب الملک عبداللہ خاں کا لقب پایا اور فرخ سیر کا وزیر ہوا۔ سید حسین علی نے امیر الامراء کا لقب حاصل کیا۔ ان دونوں بھائیوں نے اسقدر قوت اور اقتدار حاصل کیا کہ بادشاہ گر کہلاتے تھے۔ جس کو چاہتے تخت پر بٹھاتے جس کو چاہتے اتار دیتے تھے۔ اورنگ زیب کی بصیرت کی داد دینی چاہیئے کہ جو اس نے ابتداءِ کار میں کہہ دیا تھا انجام کار وہی پیش آیا اور یہ دونوں بھائی (سادات بارہے) مغل بادشاہوں کو کٹھ پتلیوں کی طرح نچاتے رہے۔ **(قادری)**

حاشیہ احکام ۴۳ ؎ میر شہاب الدین کا لقب غازی الدین خاں فیروز جنگ تھا۔ اسکے والد کا نام عابد خاں تھا جو اورنگ زیب کے عہد صدر کے عہدہ پر فائز تھا۔ میر شہاب الدین کا بیٹا نظام الملک اول جس کا نام میر قمر الدین چین قلیچ خاں، آصف جاہ تھا۔ شہاب الدین اپنے وطن سمرقند سے اکتوبر ۱۶۶۹ء میں دربار دہلی میں قسمت آزمائی کے لئے آیا تھا۔

اس احکام کا بیان کردہ واقعہ شاہزادہ اکبر کی بغاوت سے قبل کا ہے۔ شاہزادہ اکبر نے اپنے والد کے خلاف جنوری ۱۶۸۱ء میں بغاوت کی تھی۔ (ج۔ن۔س)

TooBaa-Research-Library

کی زیارت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے پیش کیا۔ اور تین سو کا منصب عطا ہوا اس کے بعد جب عالمگیر اجمیر تشریف لے گئے تو سپاہیوں میں سے کوئی بھی شہزادہ محمد اکبر کی خبر جو راجپوتوں کی طرف چلے گئے تھے لانے پر رضامند نہ ہوتا تھا میر شہاب الدین نے کہا کہ غلام حاضر ہے۔ اسکو خلعت مرحمت فرما کر اور منصب میں دو صدی کا اضافہ کرکے روانہ کیا۔ چودھویں دن خبر ملی کہ وہ لشکر لے کر چوکیداروں تک آگیا ہے اور اس نے بھی عرضی بھیجی کہ غلام خبر لیکر حاضر ہو گیا ہے۔ جلد لشکر میں داخلہ کی اجازت عطا کی جائے تاکہ عرض کیا جائے۔

اس عرضی پر تحریر فرمایا۔

؎ چوں لعل ہر کہ خون جگر خورد و صبر کرد
زیب کلاہ افسر اقبال می شود

(جو کوئی لعل کی طرح خونِ جگر کھاتا ہے اور صبر کرتا ہے وہ کلاہِ اقبال کی زینت بنتا ہے) کوتوال لشکر میں داخلہ کی اجازت (جلد) دے۔

(۴۴) حکم قتل

خان فیروز جنگ کی فوج کے وقائع نگار سے معلوم ہوا کہ "اس نے بر سر دربار ایک شخص محمد عاقل خاں کو راہزنی کے جرم میں قتل کر دیا"۔

اس پر تحریر فرمایا کہ "جمدۃ الملک (وزیر اعظم) اس بے عقل فیروز جنگ کو تحریر کریں کہ اس نے قتل جو کہ ھدم بنیان الٰہی کے مترادف ہے کیا ہے اور (وہ بھی) بغیر (کسی) دلیل شرعی کے۔ افسوس ہے اس دن پر جب اس کے وارث (ہمارے پاس) آئیں گے اور خون بہا قبول نہ کریں گے۔ اور اس عاجز (اورنگ زیب) کے لئے سوائے حکم قصاص کے اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ (کیونکہ) حدود شرعی کے اندر رحم کرنا

TooBaa-Research-Library

کلام پاک سے منع ہے۔

(۳۵) کرامت بنیاد

غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ کے واقع نگار سے معلوم ہوا کہ "خان فیروز جنگ نے مقرر کرلیا ہے کہ جو احکام اس کی طرف سے جاری ہوتے ہیں ان میں حسب الارشاد کرامت بنیاد[1] کے الفاظ لکھے جاتے ہیں"۔

اس پر تحریر فرمایا " کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ان (خان فیروز جنگ) کے آباؤ اجداد درویش اور خانقاہ نشین لوگ تھے (اس لئے) صرف "حسب الارشاد" لکھنا ہمیں قبول ہے۔ لیکن ہفت صدی کوئی کرامت نہیں رکھتا۔ اس کے بعد سے ہم یہ مقرر کرتے ہیں کہ تحائف و نذرانے جو جشن وجلوس کے موقعوں پر غلاموں (یعنی اورنگ زیب کو) بھیجتے ہیں ہم قبول نہ کریں گے۔

اس کے بعد جب یہ حکم نامہ غازی الدین خاں بہادر تک پہنچا تو انہوں نے عرضی دی " التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ والمعتوب بالتقصیر فقد عفی اللہ عنہ القلیل والکثیر"۔

ترجمہ (توبہ کرنیوالا ایسا ہے جیسے اس نے قصور ہی نہیں کیا اور جو اپنے قصور کا اعتراف کرے تو اللہ تعالیٰ اسکو معاف کر دیتا ہے خواہ کم ہو یا زیادہ)۔

عرضی پر عالمگیر نے تحریر فرمایا " من عفی واصلح فاجرہٗ علی اللہ ومن عاد فینتقم اللہ"۔

---

[1] نظام الملک اوّل کا والد غازی الدین خاں سمرقند کے بزرگ شیخ اور عالم۔ عالم شیخ کا لڑکا تھا جن کا سلسلۂ نسب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے ملتا ہے۔

TooBaa-Research-Library

ترجمہ : جو اپنی غلطی کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جزا دیتا ہے"۔

اور دوسری عبارت کا ترجمہ یہ ہے :

" اور جو کوئی دوبارہ اپنی غلطی کا اعادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لیتا ہے"۔

(۳۶) سوانح نگار کو تنبیہہ

غازی الدین خاں فیروز جنگ کے بھائی حامد خاں بہادر کی فوج کے سوانح نگار سے معلوم ہوا (حامد خان بہادر) بلا اجازت و مرحمت (شاہی) اپنے ساتھ نقارہ و نقار خانہ رکھتا ہے اور ہر روز بطور جشن کے بجواتا ہے"۔ اس عرضی پر تحریر فرمایا "خان فیروز جنگ کا بھائی (احمد خاں) احمق نہیں ہے کہ اس طرح کی حماقت کرے۔ (سوانح نگار کو معلوم ہونا چاہئیے کہ اس کے گھر ہر روز شادی (کی تقریب) ہے اور جبکہ شادی میں نوبت بجوانے کی اجازت کی (ذلیل سے) ذلیل کو ضرورت نہیں ہوتی تو پھر یہاں (اس موقع پر) کیا ضرورت ہے۔ سوانح نگار کو آئندہ اس کی اس طرح کی شکایت بربنائے عداوت نہ لکھنی چاہئیے۔ اس کے صبر پر آفرین ہے کہ باوجود چار ہزاری منصب اور بہادری کے خطاب کے ہم نے (اس کی) قلت عقل کی بناء پر نوبت نہیں عطا کی اور اس نے بھی کبھی (اس کے لئے) عرض نہیں کیا۔

(۳۷) جابر گورنر پر عتاب

خان جہاں بہادر[1] نے جو لاہور کے گورنر تھے (لاہور سے) واپسی کے وقت (وہاں کی)

حاشیہ احکام ۳۔ میر ملک حسین، بہادر خان اعظم خاں کوکہ کا بھائی تھا۔ ۱۶۷۳ء خان جہاں بہادر کوکلتاش اور ۱۶۷۵ء میں ظفر جنگ کے خطاب پائے۔ ۱۱ اپریل ۱۶۹۱ء کو پنجاب کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ ۱۶۹۳ء کے وسط میں برطرف کیا گیا۔ ۲۳ نومبر ۱۶۹۷ء کو فوت ہوا۔

TooBaa-Research-Library

رعایا پر بہت ظلم ڈھائے (جن کی) اطلاع سوانح نگار کی (رپورٹوں) سے عالمگیر تک پہنچی۔ چنانچہ (عالمگیر نے خان جہاں سے دربار میں) حاضر ہونے پر فرمایا "ہمیں تمہارے متعلق یہ گمان نہ تھا اور سب سے بدتر بات یہ ہے کہ تم نے لاہور کی جاگیروں میں کچھ ایسی بدعتیں جاری کر دی ہیں جو ہمیشہ باقی رہیں گی۔

ے ظلم بمرگ حسرت نمی دارد از ستم
آخر پر عقاب تیر می شود

ترجمہ (ظالم مرنے پر بھی ستم سے باز نہیں آتا۔ پر عقاب آخر پر تیر ہی بنتا ہے۔

(۳۸) اصولِ حکومت

سربلند خاں میر بخشی کے والد بخارا کے مشہور خواجہ خاندان سے تھے (اس لئے) حضرت (عالمگیر) اس کی (سربلند خاں) بہت زیادہ خاطر ملحوظ رکھتے تھے۔ اگر کبھی (اس) سربلند خاں سے کوئی گلہ کیا تو وہ یہ تھا کہ —— اس (سربلند خاں) کے اقوال سے بوئے تشیع آتی ہے۔"

حاشیہ احکام ۳۸ سے IRVIN کے نسخہ میں مندرجہ ذیل عبارت کا اضافہ ہے:

...۔ کہ باعث رسوائی و فضیحت نہ ہو کہ بعد میں برسوں تک اس کا تذکرہ رہے۔ اس شخص کا گمان پر زور ہے اور خود اپنے حق میں اس کا گمان انتہائی اعتماد و غرور سے بھرا ہوا ہے۔ افلاطون نے سکندر کو لکھا تھا کہ حکومت کے لئے شدت چاہئے۔ بغیر درشتی کے اور نرمی چاہیئے بغیر کمزوری کے۔ اور اس عزیز القدر کے مزاج میں نہایت سختی اور یک رُخی ہے۔ اور کج دار و مریز کو بالکل نہیں سمجھتا اور اس لئے (مزاج میں) نہایت صداقت و سادگی ہے۔ اور ہرگز مکر و حیلہ سے واقف نہیں۔ اور حکومت بغیر حیلہ کے نہیں ہوتی۔ حدیث شریف

(باقی اگلے صفحہ پر)

TooBaa-Research-Library

سربلند خاں نے ایک دن عرض کیا کہ "بخارا میں اکثر سادات بخاری یہ مذہب رکھتے ہیں یہ اُن کی صحبت کا اثر ہے کہ بندہ ایرانیوں کی رعایت زیادہ ملحوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ کابل کی گورنری کے لئے فلاں امیر کا نام تجویز کرتا ہوں۔"

عرضی پر تحریر فرمایا "ہم نے اس قابلِ اعتماد بندہ (سربلند خاں) کی عرضی قبول کی ہمارے توشہ خانہ سے چھ پارچہ کا خلعت (اسکو) دیا جائے۔ (اور) جواہر و اسپ و فیل بھی قاعدہ کے مطابق عنایت کیا جائے۔ لیکن (سربلند خاں کو) یہ بات یاد رہے کہ اس شخص سے یہ خدمت (گورنری) انجام نہیں دی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ (اس تقرری کا) انجام بخیر کرے۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:) میں صاف واضح ہے کہ "جنگ میں حیلہ و خدع ہے۔ اور علم اصول عدالت کی جزئیات بہت ہیں۔ اغلب یہ ہے کہ ریاست و حکومت کرنیکا فن بھی اسی کُل میں داخل ہے۔ جس زمانہ میں ہم دکن کی گورنری پر جاتے تھے بُرہان پور میں ایک درویش سے ملاقات ہوئی جو علمِ تکسیر کا ماہر تھا اس علم کے بعض نکات استاذ سے حاصل کئے اور خود بھی گاہے گاہے تصرف کیا چنانچہ علمِ تکسیر کے قواعد میں مقرر ہے کہ اگر سطور تکسیر میں سے مکرر حروف کو حذف کر دیں تو (جو حرف باقی بچیں ان کو ملا کر) بامعنی لفظ بن جاتے ہیں چنانچہ اگر حکومت اور حیلت کو دو سطر میں لکھ کر مکرر حروف کو حذف کر دیں تو (باقی ماندہ حروف ک۔ و۔ ی۔ ل۔ م ملانے سے) کل۔ یوم۔ ملیک نکلتے ہیں۔ ان کو بدل کر لکھنے سے ملیک کل یوم ہو جاتا ہے یعنی جو حکومت حیلت سے کی جائے اسے دوام و استقلال ہوتا ہے اور وہ کل وقت کا ایک ہوتا ہے اور عوام جو مثل جانوروں کے ہوتے ہیں انکے نزدیک مکر و حیلہ بہت مذموم چیز ہے حالانکہ حق سبحانہٗ نے کلام مجید میں بار بار خود اپنی پاک ذات سے منسوب کیا ہے کہ "واللہ خیر الماکرین"۔ لہٰذا حیلہ کو مذموم سمجھنا نصِ قرآنی کے خلاف ہے۔ پس کابل کی گورنری میں یہی شیوہ عمدہ جزو ہے۔

جو کچھ کہ کھانے اور کہنے کا حق تھا تجھے کہہ دیا خواہ تو اب میری بات سے خوش یا ناخوش ہو۔

TooBaa-Research-Library

(۳۹) امورِ انتظامی میں بے تعصّبی

محمد امین خاں جس دن ولایت سے (ہندوستان) آیا اُسی دن پانچ صدی کے منصب پر سرفراز کیا گیا (اور یہ اس سبب سے ہوا کہ) اس کا باپ بلخ کی فتح کے وقت حضرت عالمگیر سے بہت عقیدت رکھتا تھا اور (اس نے ان کی) بہت زیادہ خدمت کی تھی۔ تھوڑے عرصہ میں اس کی خدمات کو جو اس نے بدبخت اور بدانجام دشمنوں (مرہٹوں) سے جنگ کے دوران میں جانوروں کے واسطے ستارہ سے چارہ کی فراہمی اور سامانِ رسد کی فراہمی، اطراف وجوانب سے کمک اور (مغلوں) کی مورچہ بندی کے کے دوران میں آمدورفت کے سلسلہ میں جو خدمات انجام دی تھیں ان کو سراہا گیا اور جلد ہی اس کے منصب میں سہ ہزاری (اور دو ہزاری سوار مزید) کا اضافہ کیا گیا اور نوبت بھی عطا کی گئی۔

چونکہ شہنشاہ کی خواہش تھی کہ وہ نوبت کو (جو انہیں عنایت ہوئی تھی) بجائیں۔ (اور اسکے لئے ضروری تھا کہ شاہی قیامگاہ سے) کچھ دن کے لئے دور رہیں (اسلئے انہوں نے حکم دیا کہ) سوانح نگار سے معلوم ہوا کہ بنگالہ کی مال گزاری (کا روپیہ) نربدا کو عبور کر چکا ہے۔ تم جاؤ اور اورنگ آباد میں قیام کرو۔ اور کچھ روز کے لئے فکر و تردد سے آزاد ہو جاؤ۔ اور نوبت جو تمہیں عطا ہوئی ہے اسے دل کھول کر بجواؤ۔ اس کے بعد اپنا قیمتی پوستین اور زرّین کار چوغہ جو پہنے ہوئے تھے مرحمت فرمایا اور رخصت کر دیا۔

(اس سفر سے) واپسی پر جبکہ بے غیرت مرہٹوں سے جنگ کر کے اور انہیں مغلوب کر کے خزانہ کو (بحفاظت تمام) حضور میں پہنچایا تو گھوڑا مع سونے کے ساز اور خنجر مع کلغی اور خلعتِ خاص جو خود (شہنشاہ) پہنے ہوئے تھے (اسے) عنایت کیا

جب اس نے یہ مسلسل عنایات دیکھیں تو محرم خاں کی معرفت عرضی گذاری کہ اس بڑھے غلام نے بلخ میں جو خدمات انجام دی ہیں ان پر نظر کر کے یہ خادم بھی چند عنایات کا امیدوار تھا۔ لیکن چونکہ (دربار میں میرے) دوستوں کی قلت اور دشمنوں کی کثرت ہے اس لئے اب تک اظہار مطلب کی جرأت نہیں کر سکا۔ اب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے یہ عرضی پیش کرتا ہوں۔

نقل عرضی :

پیر و مرشد عالمیان سلامت!

بخشی گری کی دو نوکریاں ہیں اور ان دونوں پر بُد مذہب اور دیو صفت ایرانی مقرر ہیں۔ اگر ایک بخشی گری کی ملازمت اس پُرانے خادم کو مرحمت فرمائی جائے تو دین کی تقویت کا باعث بھی ہوگا اور ملعون کافروں سے کام کو بھی چھینا جا سکے گا۔

اسی عرضی پر تحریر فرمایا: "جو کچھ (اس نے) اپنی قدیم خدمات کے سلسلہ میں بیان کیا ہے وہ سچ ہے اور حسبِ توفیق قدردانی بھی عمل میں آتی ہے۔

جو کچھ بد مذہب ایرانیوں (شیعوں) کے متعلق لکھتا ہے (اس سلسلہ میں خیال رکھنا چاہیئے کہ) دنیا کے کاموں میں مذہب کا واسطہ کیا معنی رکھتا ہے اور امور انتظامی میں تعصب کا کیا دخل۔ "لکم دینکم ولی الدین" اگر یہی قاعدہ مقرر ہوتا تو پھر تمام راجاؤں اور ان کے متعلقین کو ہم موقوف کر دیتے۔ لائق لوگوں کی تبدیلی عقلمندوں کے نزدیک مذموم بات ہے۔ بخشی گری کی تقرری کی جو درخواست کی وہ بروقت اور برمحل ہے کہ (وہ) اس خدمت (کی تقرری) کے لائق منصب رکھتا ہے۔ (لیکن اسوقت) جو بات مانع ہے وہ یہ کہ تورانی لوگ کہ جو ہمارے بزرگوں کے ہم شہر ہیں۔ یعنی جن لوگوں کی طرف (تم نے) اشارہ کیا ہے۔ اس مضمون کے بموجب کہ خود اپنے آپ کو جان بوجھ کر ہلاکت میں نہ ڈالو، عین لڑائی کے وقت بھی واپس لوٹ آنے میں کوئی بُرائی نہیں سمجھتے۔

اگر یہ امر اسوقت رونما ہوتا جب کہ چارہ کی فراہمی جاری تھی تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

لیکن (اسوقت) عین لڑائی کے وقت مشکل ہے۔ اگر خدانخواستہ ہمارے ہمراہیوں میں یہ صورت واقع ہو جائے تو ایک لحظہ میں تمام قصہ ختم ہو جائے گا۔

اگر اس (ہزاروں بارکی) تجربہ کی ہوئی بات سے بھی انکار ہو تو پھر مفصل بیان کریں۔

لیکن ایرانی لوگ خواہ ملکی ہوں یا غیر ملکی اگرچہ اپنے جہل مرکب میں مشہور ہیں لیکن اس قسم کی باتوں سے بہت دُور ہیں۔

"انصاف کرو کہ اس بُرے آدمی کا جہل لومڑی کی طرح مزاج رکھنے والے ہزار عقلوں سے بہتر ہے"۔

صرف ایک عقل سارے لشکر کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ آنکھ میں اولہ بھی اینٹ کی طرح لگتا ہے۔

(۴۰) بردباری و کم آمیزی

یار علی بیگ نے ہرکارہ کی زبانی عرض کرایا کہ حمید الدین خان بہادر نے محمد مُراد کے ساتھ سخت گفتگو کی۔ محمد مراد نے کہا اے مردک تو بھی چیلہ ہے اور میں بھی چیلہ۔ اس بات پر حمید الدین خاں نے نوکری سے استعفےٰ دے دیا اور میر بخشی بہرہ مند خاں کے پاس استعفےٰ کا کاغذ بھیجدیا۔

اس پر تحریر فرمایا: "مردک کوئی گالی نہیں ہے صرف تصغیر کا صیغہ ہے۔ یعنی چھوٹا آدمی۔ دنیا کے سارے آدمی بڑے آدمی نہیں ہیں۔ شاید خان بہادر کو چیلہ کہنے پر غصہ آیا ہو گا۔

"جو شخص اپنے سے کمتر شخص سے دست و گریباں ہوتا ہے وہ اس کمینہ شخص سے بھی پہلے خود اپنا راز فاش کر دیتا ہے"۔

"جس عقلمند شخص نے (کمینہ) شخص سے گفتگو کی اس نے گویا اپنے آب دار موتی کو پتھر پر دے مارا"۔

TooBaa-Research-Library

(۴۱) شاہنواز خاں

۳۲ سنہ مرزا صدر الدین محمد خاں صفوی کہ جس کو آخر میں شاہنواز خاں کے خطاب سے نوازا گیا کسی نامناسب عرض پر منصب سے ہٹا دیا گیا۔ چالیس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا تھا۔ ایک سال کے بعد اس کے باپ سلطان صفوی کے حقوق یاد آئے کہ اس نے دارا شکوہ سے جنگ (کے دوران) میں نہایت استقامت دکھائی تھی۔ اسی کی طلبی کا فرمان خلعت خاص کے ساتھ گرز داروں کے ہاتھ بھیجا۔

خان مذکور نے فرمان لے کر بوسہ دیا اور خلعت کو پہن کر آداب بجا کر عرض کرایا کہ ایک مدت سے بے منصب ہونے کی وجہ سے حال تباہ ہے اور (خدمت میں حاضر ہونے کے سلسلہ میں) ایک پورے لشکر کے خرچ کی استطاعت نہیں ہے اس لئے بنگالہ (سے آنیوالے) قافلہ کا انتظار ہے (کہ وہ آئے تو اس کے ہمراہ خدمت میں حاضر ہوں)، اس پر تحریر فرمایا:

"بوئے گُل اور بادِ سحر راہ میں ہیں اور اگر اپنے آپ سے جانا ہے تو پھر اس سے بہتر قافلہ نہیں ہے"۔

فریاد کہ دل کی گرفتاری کے اسباب حلقۂ زنجیر کی طرح سے فاصلہ نہیں رکھتے بظاہر یہ عذر معقول ہے لیکن درحقیقت یہ (عذر محض) سُستی اور دل تنگی کی بنا پر ہے اللہ تعالیٰ سُست قدم لوگوں کی راہبری فرمائے۔

(۴۲) میرزا مُعز فطرت موسوی

بہرہ مند خاں کو کہ اس زمانے میں بخشی تھا۔ حکم ہوا کہ موسوی خاں عرف میرزا معز فطرت غرور کی وجہ سے ہرگز عرضِ مطلب نہیں کرتا اور نہایت پریشانی میں (زندگی گذار رہا)

TooBaa-Research-Library

ہے۔ جب تک وہ (از خود) عرضِ حال نہیں کرے گا ہم اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کریں گے۔

(بہرہ مند خاں کو) چاہیئے کہ یہ پیغام (موسوی خان کو) پہنچاکر (اسکے) جواب میں اس کی مرضی لاکر (ہمارے) ملاحظہ میں پیش کریں۔

چنانچہ پیغام کے بعد موسوی خان نے عرضی پیش کی۔ تمہارا علم میرے حال کے متعلق۔ میرے بیان کے مقابلہ میں کافی ہے:

شعر۔

۱: ہم بے زبان طلب میں پروانے کی اُمّت ہیں۔ ہمارے لئے عرض مطلب کی نسبت جل مرنا زیادہ آسان ہے۔

۲: غلامی کے غرور کی وجہ سے زبانِ عرض خاموش ہوگئی ہے۔ ان درست باتوں نے مجھے غلط راہ پر ڈال دیا ہے۔

۳: بحر کرم کو خود موج کے سبب قرار نہیں۔ سوال کرنیوالے خواہمخواہ اصرار کرتے ہیں۔

اِس پر تحریر ہوا کہ "حقیقتاً صحیح لکھا ہے"۔

شعر۔

کوئی شخص بھی اپنی عادتوں کی اصلاح نہیں چاہتا۔

جس شخص کو بھی دیکھا وہ اپنی عادتوں کی آزمائش (اور تحسین) میں مصروف نظر آیا۔

اس حدیث کے مطابق کہ سلطان ظل اللہ ہوتا ہے۔ جب کبھی بادشاہِ وقت خود اپنے نوکروں سے ان کا مدعا دریافت کرے اور وہ اس خوبی سے جواب دیں تو اخلاق سے بعید ہے کہ اس (نوکر) پر دوبارہ مہربانی وکرم نہ ہو[1]

---

[1] مآثر عالم گیری جلد سوم صفحہ ۶۳۳ پر میرزا مُعز خاں موسوی فطرت کا حال درج ہے۔
باقی اگلے صفحہ پر

TooBaa-Research-Library

(۴۳) اُجرت بلا خدمت

مخلص خان نے سلطان محمود کے بارے میں جو مشہد مقدس کے نجبائے سادات

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:

خلاصہ یہ ہے:

سیّد السادات میر محمد زماں مشہدی کا نواسہ تھا جو وہاں کے علماء میں ممتاز تھے۔ میرزا مُعز ابتدائے شباب میں اپنے والد میرزا فخرا کے ساتھ اور جو قم کے ساداتِ موسوی میں تھے دار السلطنت اصفہان چلا گیا جو اس وقت علماء و فضلاء کا مرکز تھا۔ وہاں علامہ آقا حسین خوانساری کے سامنے زانوئے تلمذ کیا اور طبع رسا اور ذہانت کی بدولت علوم عقلیہ میں یگانۂ روزگار ہوگیا۔ ۱۰۸۲ھ ہجری میں ہندوستان کو ہجرت کی۔ چونکہ قسمت کا ستارہ اسکے علم کی طرح بلند تھا جلد ہی اورنگ زیب کی عنایت کا مرکز بنا اور اورنگ زیب کی بیوی کی بہن شاہنواز صفوی کی بیٹی سے شادی ہوئی ـــــ کہا جاتا ہے کہ حسن آبدال کے مقام پر ایک روز اس کا شیخ عبد العزیز عزت سے مباحثۂ علمی اور مذاکرۂ حکمی ہوا۔ اور بحث نے کافی طول کھینچا۔ شیخ نے کہا کہ تم جو کہتے ہو اس کی کیا سند تمہارے پاس ہے؟ میرزا نے جواب دیا کہ شیخ بہاؤ الدین محمد سے سند ہے شیخ عبد العزیز عزت نے کہا میں نے شیخ بہاؤ الدین پر بائیس جگہ اعتراض کئے ہیں۔

(بیست و دو جا حرف کردہ ام)

میرزا نے جواب میں کہا ہاں وہ حرفِ ہجی پڑھ دیئے ہوں گے۔ آخر بحث میں اتنی تلخی پیدا ہوگئی کہ شیخ کو غصہ آگیا اور کہنے لگے کہ تم شیعہ لوگ میّت کے غسل کے وقت گزگر تے ہو! سبب کیا ہے؟ میرزا نے قہقہہ مارا اور کہا کہ یہ مسئلہ یا تو لاہور کی کنجنیوں کے بھڑووں نے ایک دفعہ مجھ سے پوچھا تھا یا آج تم نے پوچھا ہے۔

بہر حال ابتدائے ملازمت میں صوبۂ پٹنہ و بہار کی دیوانی پر مامور رہا۔ پھر ۱۰۹۸ھ میں دکن
باقی اگلے صفحہ پر

TooBaa-Research-Library

میں سے تھے اور نہایت پریشان حال تھے، اور خانِ مذکور (مخلص خاں) کو سیدِ مذکور (سلطان محمود) سے بہت زیادہ عقیدت تھی۔ نصف نقدی اور جاگیر میں اضافہ کے متعلق ایک عرضی دی۔

(اس پر) تحریر فرمایا کہ۔ جس نے نیک عمل کیا وہ اس کی ذات کے لئے ہے اور جس نے بُرائی کی وہ بھی اسی کے لئے ہے۔

سیدِ مذکور کے تقویٰ اور نیکی کے متعلق تمام اطلاع ہے لیکن نوکری کی کیا شرط ہے مزدور کو چاہیئے کہ بغیر خدمت کے اُجرت کو جائز نہ رکھے کہ یہی نیکی و برکت ہے۔

شعر

"پاؤں کی انگلی سے اگرچہ گرہ نہیں کھل سکتی لیکن روزی کے عقدے سعیِ قدم سے ہی کھلتے ہیں۔

(۴۴) نیکی غافرِ ذنوب

دیوانِ اعلیٰ کی کچہری کی اطلاعات سے معلوم ہو کہ میر حبیب اللہ جون پوری نے جس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:

کا دیوان بنایا گیا۔ سنہ ۱۱۰۱ھجری (۱۶۹۰عیسوی) میں انتقال ہوا۔ کجا شد موسوی خاں تاریخ وفات ہے۔ فارسی کا اعلا درجہ کا شاعر تھا۔ خوش خیالی و نازک تلاشی اور انشاء پردازی و بلند آفرینی میں ممتاز تھا۔ ابتدائے سخن میں موسوی اور بعد میں فطرت تخلص کرتا تھا۔ یہ شعر اس کا ہے۔

ے ستر راہِ معصیت ہا شد پریشانی مرا
داشت عریانی نگہ زالودہ دامانی مرا

فائدہ: عصمت بی بی ست از بے چادری کے محاورہ سے یہ شعر پیدا کیا ہے۔ ۱۲ قادری

ذمہ جزیہ کی امانت (وصول کرنے اور رکھنے کی) خدمت تھی چالیس ہزار روپیہ بلاشبہ شاہی روپے میں سے خرچ کر دیا۔ (اس کا اسکو خود اقرار ہے۔ عنایت اللہ خان نے کچہری میں بٹھا کر وصول کرنیوالے مقرر کر دیئے ہیں تا کہ اس سے وصول کریں۔

سیدِ مذکور کہتا ہے کہ جان حاضر ہے مالِ دنیا میں سے کچھ پاس نہیں ہے۔

اطلاع نامے پر تحریر فرمایا گیا۔ وصول شدہ مال کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کیوں کی جائے؟ اس سے پہلے برہان پور کے حالات میں بار بار (ہمیں) مطلع کیا گیا ہے کہ سید مذکور جو کچھ بھی پاتا ہے وہ مستحقین میں تقسیم یا کارِ خیر میں صرف کر دیتا ہے۔

چوں کہ اس عاصی غرقِ معاصی (اورنگ زیب) کا مال بھی نیا بنا (اسکی طرف سے) کارِ خیر میں صرف کیا ہوگا۔ اس لئے اس کی واپسی بے کار ہے۔ ہم اللہ سے اپنے نفسِ شر سے پناہ مانگتے ہیں۔

(۴۵) اثنا عشر

اسلام پوری عرف بدھم پوری سے کہ (جہاں سے) سنہ ۴۲ کے ماہ جمادی الثانی میں دکھن کے قلعوں کی فتح کے لئے کوچ فرمایا تھا حکم ہوا۔ کہ ہر روز مخلص خان کی جو بخشی دوم تھا خانہ زادوں وغیرہ میں سے دس آدمی منصبدار دکھنیوں کے علاوہ، نظر مبارک سے گذاریں۔ خان مذکور نے عرض کیا کہ "اگرچہ آیتِ کریمہ "تلک عشرۃ کاملۃ" کے مطابق حکم ہوا ہے کہ دس افراد روز پیش ہوں۔ اگر بارہ بھی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حکم ہوا "تم نے بے دلیل عرض نہیں کیا ہے۔

شعر

"وقت کی گھڑیاں اور فلک کے برجوں کو دیکھو، روز و شب اور آسمان بھی بارہ ہیں۔"

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

محمد امین خاں نے عرض کیا۔ "جی ہاں صحبت کا بھی عجیب اثر ہوتا ہے یہ آج ہی معلوم ہوا بارہ کی جگہ چار کیوں نہ ہوں۔" حکم فرمایا " چار بھی بارہ میں شامل ہیں۔" (پھر) متبسم ہو کر فرمایا۔ "تین کیوں نہ ہوں۔" لیکن بارہ کو تین سے دو گُنے دو گُنے کی نسبت ہے۔ تم کو اختیار ہے جس میں بھی خلقِ خدا کا زیادہ فائدہ ہو اسے عمل میں لاؤ۔

(۴۶) ...راہ زندگی ہموار نیست

حیدر آباد و بیجاپور کی فتح کے بعد جمدۃ الملک مدار المہام نے عرض کیا کہ:

"الحمد للہ قادر متعال اور اقبال بے زوال کے فضل سے دونوں ملک فتح ہو گئے۔ اب حکومت کی بہتری اسی میں ہے کہ شاہی جھنڈے ہندوستان بہشت نشان کی طرف متوجہ ہوں (یعنی افواجِ شاہی دکن سے شمالِ ہند واپس ہوں۔) تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اب کوئی کام باقی نہیں رہا۔"

اس پر تحریر فرمایا۔ "اس ہمہ داں خانہ زاد سے تعجب ہے کہ ایسا لکھا ہے۔ اگر مقصد یہ ہے کہ لوگوں پر یہ ظاہر ہو جائے کہ اب کوئی کام باقی نہیں رہا تو خلافِ واقعہ ہے۔ جب تک کہ فانی عمر کا ایک سانس بھی باقی ہے شغل و کار سے خلاصی ممکن نہیں۔"

شعر

"بسی اُمیدوں کے راستہ پر چلنے والے کو کسی رہبری کی ضرورت نہیں۔ جب
تک سانس باقی ہے زندگی کا راستہ ہموار نہیں ہے۔ مشکل یہ ہے کہ بھاگا ہوا
دل وطن کا آرزو مند ہے شبنم اس طرح گئی کہ چمن کو یاد کرتی ہے۔"

اگر اعلیٰ حضرت (شاہجہان) ہمیشہ دار الخلافت اور مستقر الخلافت میں مقیم نہ رہتے اور ہمیشہ سفر میں رہتے تو کام یہاں تک نہ پہنچتے جہاں تک کہ پہنچے۔ اور اگر ادب کی وجہ سے عرض نہیں کرتے اور قلعوں کو فتح کرنے میں مشقتیں اٹھاتے ہیں (تو) آئندہ قلعوں کے

TooBaa-Research-Library

محاصرہ کے لئے میں خود متوجہ ہوں گا۔

؎ غریقِ عشق کو اندیشۂ خطر کیا ہے
سر گذشتہ کو پروائے در دِسر کیا ہے

الحمد للہ ہم جس جگہ اور جس مقام میں بھی ہیں۔ وہاں سے گذرنے میں دل کو ہم نے تعلقات سے آزاد کر لیا ہے اور مرنے کو اپنے لئے آسان بنا لیا ہے۔

شعر

"دل بستگی کی گرہ کو تو آہستہ آہستہ کھول ورنہ موت اس ڈورے کو ایک دم
غفلت میں کھینچ لے گی۔"

(۴۷) کوچ در ایام علالت

جس وقت کہ برہم پوری سے جس کا نام حضور نے اسلام پوری مقرر کیا تھا قلعوں کی فتح کے لئے کوچ فرمایا تو یہ مقرر کر دیا تھا کہ چاہے بیماری ہو یا صحت سوائے جُمعہ کے اور کسی دن قیام نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ خواص پور پہنچنے تک کہ ان کے زانو میں تکلیف پیدا ہوئی۔ دوبارہ تکلیف سخت ہو گئی۔ ایک بار تپ اور ایک بار اسہال۔ لیکن سوائے جمعہ کے ہرگز قیام نہ کیا۔ بیماری کے ایام میں کھلی چھت کے سرِ رواں پر سواری مقرر کی تھی برخلاف صحت کے کہ (اطراف میں) شیشہ لگے ہوئے سرِ رواں پر سواری مقرر تھی۔ اتفاق سے جب خواص پور میں زانو کو تکلیف پہنچی تو جمعہ کی شب تھی۔ اسی وقت فرمایا کہ کوچ کا نقارہ بجایا جائے۔ حمید الدین خاں نے چونکہ جرأت زیادہ رکھتا تھا عرض کیا اسلام پوری سے آتے وقت جو حکم دیا گیا تھا اس کے خلاف عمل کیا جاتا ہے۔ متبسم فرمایا: اور کہا کہ اگر منطق کا ذرا بھی علم ہوتا تو ایسا عرض نہ کرتے۔ (اس وقت) بات جمعہ کے علاوہ قیام کرنے کے متعلق تھی۔ غرض کوچ کے اہتمام سے ہے نہ یہ کہ جمعہ کے روز

TooBaa-Research-Library

کوچ بھی نہ کیا جائے گا۔ مخالف مفہوم اصلی معنی سے متعارض نہیں ہوتا۔

۴۸ سزائے اوباشی

میرزا تفاخر نے جو جمدۃ الملک مدار المہام کا نواسہ تھا۔ دار الخلافت میں اوباشی کو اپنا شیوہ بنا کر لوگوں کے مال اور عزّت و آبرو پر ظلم کا ہاتھ دراز کیا۔ بار بار اپنے ساتھیوں کے ساتھ بازار میں آکر بقال اور شیرینی فروش وغیرہ کی دوکانیں لوٹتا تھا۔ اور ہندو عورتوں کو جو دریا پر اشنان کو جاتی تھیں اپنے آدمیوں سے پکڑوا کر طرح طرح کی فضیحت اور بے شرمی کرتا تھا۔ وقائع اور سوانح کے ذریعے جتنی مرتبہ اس کی اطلاع (بادشاہ کو) پہنچتی تھی ہر مرتبہ صرف اتنا ہی تحریر ہوتا تھا کہ جمدۃ الملک (اس کے سوا) اور کچھ نہ لکھتے تھے یہاں تک کہ ایک بار اطلاع پہنچی کہ گھنشام نام کا بجسریہ[1] (ملازم توپ خانہ سرکاری) شادی کر کے بیوی کو ڈولی میں سوار کرا کے خود گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں کیساتھ میرزا تفاخر کے دروازے سے گذر تا تھا۔ اوباشوں نے اسے خبر پہنچا دی چنانچہ میرزا تفاخر اُن کے ایک گروہ کو لے کر آیا اور ڈولی کو کھینچ کر اپنے گھر لے گیا۔ دو نفر مارے گئے اور چھ نفر زخمی ہوئے۔ یہ خبر بادشاہی توپ خانہ کے آدمیوں کو پہنچی وہ چاہتے تھے کہ اکٹھے ہو کر میرزا تفاخر کے گھر پر ہجوم کریں۔ عاقل خاں[2] نے کوتوال کو بھیج کر روک دیا اور اپنے خواجہ سرا کو جمدۃ الملک کی بیٹی اور میرزا تفاخر کی ماں قمر النساء بیگم کے پاس بھیج کر بہت ڈانٹ ڈپٹ کی۔ چنانچہ اس بیچاری ہندو عورت کو آبرو ریزی اور بے عزّتی کے بعد خواجہ سرا کے حوالے کر دیا گیا۔ اور توپخانہ کی جمعیت کو تسلی دی گئی کہ (یہ بات) وقائع سوانح میں داخل کر دی جائے گی اور حضور کی طرف سے اس کا تدارک ہوگا۔ اس سبب سے انہوں نے فساد سے ہاتھ اٹھالیا۔

مطالعہ کے بعد کاغذ پر تحریر فرمایا کہ جمدۃ الملک مدار المہام حسب حکم مقدس معلّی

TooBaa-Research-Library

(یعنی اورنگ زیب کے حکم سے) عاقل خاں کو لکھیں کہ اس ابترِ نابکار، ضائع روزگار، رئیس اشرار (میرزا تفاخر) کو قلعہ لے جا کر قید کر دیں۔ اور اگر اس کی والدہ شدّتِ محبت کے سبب جو بیٹے کے ساتھ ہے، اس سے جُدائی اختیار نہ کر سکیں تو ناظر کو حکم دے دیا جائے کہ قمر النساء بیگم کو چنڈول میں نہایت احترام کے ساتھ لیجا کر قلعہ لے جایا جائے اور ان کے بیٹے کیساتھ رکھا جائے۔ اور عاقل خاں قمر النساء کی رہائش کے لائق عمدہ مکان انہیں دیں۔ کیونکہ ان کو خالہ زاد بہن ہونے کا تعلق ہے۔ اور صفاتِ حسنہ سے موصوف ہیں۔ ان کی رعایت ظاہراً او باطناً دونوں طرح کرنی چاہیئے لیکن ناخلف فرزند کے ساتھ، حضرتِ نوح نبی علیٰ نبینا علیہ السلام کیا علاج کر سکے جو دوسرا کوئی کر سکتا ہے۔ ہمارے اوپر خلائق کو ایذا پہنچانے سے روکنا، جو خالق کی امانت ہیں لازم ہے۔ کوتوال کے پچاس پیادے گھر کے چاروں طرف اور صدر دروازہ کے سامنے پاسبانی کریں کہ وہ موذی غار سے نہ نکل بھاگے۔

شعر

"یہ ناخلف شیطان کی خلعت ہیں۔ اور چند نیک ناموں کو بدنام کرنے والے ہیں"

جمدۃ الملک نے اسی وقت حکم کے مطابق لکھا اور بغیر بند کئے ہوئے مع اپنے خط کے جو عاقل خاں کے نام لکھا تھا نظرِ اقدس سے گذارا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا کہ:

"برادر مشفق مہربان میں اس محبت کے پیشِ نظر جو ہمارے درمیان اعلیٰ حضرت (شاہجہان) کے عہد سے ہے۔ مجھے آپ سے یہ توقع ہے کہ تفاخر فاجر سے آپ چچا بھتیجے کی نسبت رکھیں گے۔ اگر خواجہ سرا کو بھیج کر اسے اپنے حضور طلب کر کے پچاس چوبِ خاردار اسے ماریں تو (آپکے) اس بھائی کے محبت بھرے دل کو تسکین و آرام پہنچے گا۔ لکڑی کے کانٹے اس محبت بھرے دل سے کانٹوں کو نکال دیں گے۔

[1] بجسر کے ہنود بکسریہ کہلاتے تھے اب بھوجپوری کہتے ہیں شاہی توپخانے میں انہیں میں سے بھرتی ہوتی تھی۔

[2] عاقل خاں ۱۶۸۰ء سے اپنی وفات ۱۶۹۶ء تک دہلی کا صوبہ دار تھا۔

TooBaa-Research-Library

مطالعہ کے بعد اس خط پر تحریر فرمایا کہ (میری) خالہ زاد بہن کے لڑکے کو دوسرا تنبیہہ نہیں کر سکتا۔ اگر میری زندگی باقی ہے اور موت مہلت دیتی ہے کہ دارالخلافت واپس ہوں تو انشاء اللہ خود اپنے ہاتھ سے تنبیہہ کروں گا۔ وہ ہمارے بیٹے کے برابر ہے۔ لیکن فرزند ابتر کا کیا علاج۔ غلام کو مارنا اس کے آقا کی اہانت ہے۔

(۴۹) گورنر کو سرزنش

کابل کے وقائع سے اطلاع پہنچی کہ گیارہ ہزار گھوڑے سواری کے لائق، دو گھوڑوں پر ایک سائیس، کابل میں داخل ہوئے۔ اس کاغذ پر تحریر فرمایا کہ:

امیر خاں[1] سے تعجب ہے کہ خالہ زاد اور ہمارا مزاج داں اور تربیت کردہ ہے اور اسطرح کی غلطی کی ہے۔ گویا پانچ ہزار پانچ سو سوار جرار غیر ملک کے بادشاہی ملک میں داخل ہو گئے۔ آخر یہی لوگ تھے کہ افغانوں کے ہاتھوں سے انہوں نے ملک ہند[2] چھین لیا تھا۔ آئندہ اس قسم کے فعل سے احتراز کیا جائے اور اس کا تدارک اس طرح کرے کہ جب گھوڑوں کا گلہ پہنچے تو بیس گھوڑوں پر ایک سائیس مقرر کیا جائے اور وہ بھی ایسا ہو کہ جو ناکارہ، بوڑھا، مضمحل، اور بیچارہ ہو۔

(۵۰) از فکر دشمن بغفلت مباش

کابل کے صوبہ دار امیر خاں کی عرضداشت سے علم ہوا کہ غزنین کے تھانیدار کی

---

[1] امیر خاں پسر خلیل خان ۱۰۷۷ھ سے ۱۰۹۸ھ تک کابل کا گورنر تھا۔

[2] اشارہ اس طرف ہے کہ محمد بختیار کے فوجیوں نے جب بنگال پر حملہ کیا تو انہیں بجائے ..... گھوڑوں کا ..... خیال کیا گیا تھا۔ (ج۔ن۔س)

TooBaa-Research-Library

تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ ایرانی سرحد کا فاصلہ ۳۶ میل ہے (اٹھارہ کروہ) اس طرف (یعنی ایران) کا تھانہ دار جو قندھار کی سمت میں ہے کہتا ہے کہ اگر اسے (ہماری طرف) چار میل اندر تھانہ چوکی بنانے کی اجازت دے دی جائے تو ہر سال سو عراقی گھوڑے حضور کی نظر کئے جائیں گے۔ چونکہ اس طرف کا سابق تھانہ بے آباد ہو چکا ہے اور چار میل (ہماری طرف) پانی ہے۔ اس لئے یہ التماس کی گئی ہے۔

اس پر تحریر کیا گیا کہ ایرانی تھانہ دار کو آب و رنگ بخشنا اپنی صوبہ داری بے آبرو کرنا عقلمندوں کا کام نہیں۔ لیکن:

"طمع کے تین حروف ہیں اور ہر حرف خالی ہے"۔

اپنے علاقے کی طرف چار میل اجازت دینے کے کیا معنی؟ دو قدم بھی اجازت نہیں۔ تمام مذاہب میں یہ مسئلہ فقہی سند ہے کہ صغائر پر اصرار کرنا گویا کبائر پر اصرار کرنا ہے۔ اس مزاج داں خانہ زاد پر تعجب ہے کہ سات برس کی عمر سے ہمارے حضور تربیت پائی اور ایرانیوں کی تدبیروں سے غافل ہے۔ خود اپنے آپ سوچنا چاہیئے کہ ایسے سہل کام کے لئے کہ اسطرف چار میل تھانہ بنانے کی اجازت دی جائے کس طرح سو عراقی گھوڑوں پر تیار ہو گئے جن کی قیمت نہایت زیادہ ہو گی۔۔۔۔ وہی مثل ہے:

"انگلی کا سرا پکڑتا ہے توڑنے کی فکر میں، پھر ایکدم ہاتھ توڑنے کی جرأت کرتا ہے"۔

"تو دشمن کی فکر سے غافل مت رہ، ہمیشہ اس کے سیاہ چہرے کو کھرچتا رہ"۔

مشہور مثل ہے کہ:

"عقل اور دولت ایک دوسرے کے ساتھی ہیں، جس کسی کو عقل نہیں، دولت بھی نہیں"۔

عوام کالانعام (عوام جو مثل جانوروں کے ہوتے ہیں) یہ سمجھتے ہیں کہ جو کوئی دولت مند ہو گا وہ عقلمند بھی ضرور ہو گا۔ اور یہ غلط ہے۔ معنی اس کے یہ ہیں کہ جس کسی کے عقل نہیں ہے اس کی دولت بھی پائیدار نہیں، گویا کہ ہے ہی نہیں۔ اس معاملہ میں کلام کو طول دینا

TooBaa-Research-Library

ٹھنڈے لوہے کو پیٹنا اور پرانے کپڑے کو سینا ہے۔

(۵۱) مردِ خدا بمشرق و مغرب غریب نیست

ملک التجار محمد صادق نے ایران سے جو اطلاع بھیجی اس سے معلوم ہوا کہ شاہ عباس نے دار السلطنت اصفہان سے چل کر شہر سے دو فرسخ (چھ میل) قیام کیا اور پیش خیمہ لغر آباد روانہ کر دیا۔ حضرت (عالمگیر) اسی وقت اپنے اسپ تازی پر سوار ہو کر برآمد ہوئے اس وقت کسی کو کچھ عرض کرنے کی جُرأت نہ ہوئی۔ محمد امین خاں پسر میر جملہ نے کہ نہایت گستاخ تھا عرض کیا کہ ابھی پیش خانہ روانہ نہیں ہوا ہے۔ پیش خانہ پہنچنے تک توقف کرنا ضروری ہے۔

جواب میں فرمایا کہ بے اطلاع تو ہم معذور تھے لیکن علم ہونے کے بعد تساہل اور غفلت اقبال کے زوال کی علامت ہے۔ پیش خانہ کا پہنچنا کیا ضروری ہے۔

شعر

"مردِ خدا مشرق و مغرب میں اجنبی نہیں ہوتا، جہاں کہیں بھی جائے ملک خُدا اس سے جُدا نہیں ہوتا۔"

باغ میں داخل ہونے کے بعد دیوانِ عام منعقد کر کے اربابِ کار متصدیوں (افسروں اور کلرکوں) سے فرمایا کہ کل کوچ ہوگا اور لاہور میں قیام کیا جائے گا۔ خان ساماں نے عرض کیا کہ یہ کوچ یک سخت کیا گیا ہے۔ ساز و سامان کی بہم رسانی مشکل ہے۔

حاشیہ احکام ۵۱ے ۱۶۶۶ء میں اورنگ زیب آگرہ میں تھا کہ رپوٹوں سے معلوم ہوا کہ ایران کا بادشاہ عباس دوئم ہندوستان پر حملہ کی نیت سے خراسان میں داخل ہوا ہے شہنشاہ نے اپنے بیٹے معظم کو جسونت سنگھ کے ساتھ فوراً پنجاب روانہ کر دیا۔ ۹ راکتوبر کو خود آگرہ سے دہلی کے لئے روانہ ہوا۔ ۱۲ ر دسمبر کو بالم کے مقام پر یہ اطلاع ملی کہ شاہ عباس کا انتقال ۲۲ راگست کو ہو چکا تھا۔

TooBaa-Research-Library

عرضی پر تحریر فرمایا کہ ابدی سفر جس سے لوگوں کو کوئی مفر نہیں ہے اس طرح دفعتہً بے خبری میں پیش آئے گا۔ اس وقت کیا کروں گا۔ اس سفر کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیئے جس طرح سے یہاں تک پہنچا ہوں، اسی طرح آگے بھی پہنچوں گا۔ بلکہ اگلی منزلوں کے تعین کی بھی ضرورت نہیں۔ جس قدر ہو سکے گا چلتا رہوں گا۔

"رہروِ راہِ اجل کو حاجتِ منزل نہیں"۔

(۵۲) ایرانیوں و ہندوستانیوں کا فرق

تھانہ غزنین کے وقائع سے اطلاع ملی کہ سبحان قلی تھانہ دار سرحد ایران نے کابل کے صوبہ دار امیر خاں کو ایک خط لکھا ہے کہ ہر دو سرحدوں کے درمیان فاصلہ بارہ میل (چار فرسخ) کا ہے۔ الحمدللہ کہ طرفین میں اخلاص و محبّت ہے۔ اور کسی طرح بھی جُدائی اور نفاق کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ چاہیئے کہ ایک طرف کے لوگ دوسری طرف آبادی و خوشحالی کا دور دورہ ہو۔ امیر خاں نے جواب میں لکھا کہ حضور پر نور میں عرض کیا جاتا ہے اور جو کچھ جواب ہوگا لکھ دیا جائے گا۔ یہی مضمون کابل کے سوانح سے معلوم ہوا۔

وقائع غزنین کی فرد پر تحریر فرمایا کہ جواب سوانحِ کابل کی فرد پر تحریر ہے۔

اور سوانح کابل کی فرد پر تحریر فرمایا کہ خانہ زادِ مزاج داں امیر خاں سے بڑا تعجب ہے کہ اس کے بزرگ نسلاً بعد نسلٍ صاحبِ قرآن کے بزرگانِ دولت کی صحبت میں رہے ہیں اور پھر بھی اس مضمون سے غافل رہا۔

شعر

"جب دشمن نرم ہو تو احتیاط کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو جس طرح گھاس کے نیچے پانی چُھپا ہوتا ہے اسی طرح در پردہ مکاریاں پوشیدہ ہو سکتی ہیں!"

بغیر کسی تعصب اور عداوت کے کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ خورشید ایران کا مربی دکھا

TooBaa-Research-Library

جاتا) ہے وہاں کے لوگوں کی عقل زودرسی اور دوربینی کے لحاظ سے بہ نسبت اہل ہند کی عقل کے جن کا مربی زحل (سمجھا جاتا) ہے چارگنی زیادہ ہے۔ لیکن قصور یہ ہے کہ (ایرانی) زہرہ کی شرکت کے سبب آرام طلب واقع ہوئے ہیں۔ برخلاف زحل سے منسوب (اہلِ ہند) کے کہ وہ محنتی واقع ہوئے ہیں لیکن زحل کی قربت مشتری سے (بہ نسبت خورشید کی زہرہ سے) زیادہ ہے۔ لیکن زحل میں قدرے پستیٔ فطرت اور دنائت پائی جاتی ہے سوائے بعض اشخاص کے کہ جن کے زائچہ میں کوئی دوسرا ستارہ ان کی مدد کرتا ہو۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ایرانیوں کی عیاریوں سے حد درجہ محتاط رہو اور ہرگز اسطرح کی صلح آمیز بات عرض نہ کرو جو اس خانہ زاد کی کم عقلی پر محمول کی جائے۔

"سیلاب کا پابوسی کرنا ہی دیوار کو گرا دیتا ہے۔"

۵۲ افسرانِ زبردست کی پشت پناہی

حیدرآباد کے نائب صوبیدار جاں نثار نے روح اللہ خاں کی طرف سے (قائم مقامی کرتے ہوئے) عرضی پیش کی کہ اگرچہ یہ خانہ زاد بخشی الملک رُوح اللہ خاں کے کہنے سے نائب صوبہ دار مقرر ہوا ہے لیکن بخشی الملک بے سبب ایذا رسانی کا سبب بنتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ نیابت سے معزول کرا دے۔ چونکہ خان مذکور کا مزاج سانپ کی طرح ہمیشہ آزادی کی فکر میں رہتا ہے اس لئے امیدوار ہوں کہ غلام کو حضور میں طلب فرمالیں تاکہ لوگوں کے شر کے وسوسوں سے نجات پائے۔

مَار کے اوپر حَ تحریر فرمایا۔ یعنی حمار (گدھا) بیچارہ کہ اس کا نام حرفِ حَ اضافہ کرنے سے درست ہوا بے آزار ہے۔ لیکن خوئے بد کا کیا علاج؟ وہی مثل ہے کہ چور کو دیہاتی کے کہنے سے گرفتار تو کر لیتے ہیں لیکن اس کے کہنے پر چھوڑ نہیں دیتے اور اگر وہ (تمہاری) شکایت کرتا ہے تو (جو اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود

TooBaa-Research-Library

اس میں گرتا ہے۔ کے بموجب) بخشی گری تن کے منصب میں تغیّر کر دیا جائے گا۔

۵۴ افسروں کا محاسبہ

دیوانِ اعلیٰ کی کچہری کے داروغہ یار علی بیگ نے عرض کیا کہ حکم (شاہی) کے مطابق ہر شخص جس کو چھ ماہ تک جاگیر نہ ملے وہ حضور معلیٰ کے وکیل سے دعویٰ کر کے چھ ماہ کی تنخواہ لے لیتا ہے۔ اس صورتِ حال کا چلنا مشکل نظر آتا ہے۔ اس خانہ زاد نے سرکار کفایت پر نظر کر کے یہ مقرر کیا ہے کہ جب تک جاگیر نہ مل جائے اسوقت تک تنخواہ کا مطالبہ نہ کریں۔

تحریر فرمایا۔ "پہلے ایک درخواست پھر دوسری درخواست۔ فنا ہونے والی کفایت پر نظر کرنا اور باقی رہنے والے وبال کو خریدنا عقلمندوں کا کام نہیں۔ چند روز اور صبر کرنا چاہیئے کہ اس غرق بحرِ معاصی کے تاریک ایّام کے تمام ہونے کے بعد اور ناخردمند فرزندوں (شاہزادوں) کے ایام میں قیامت تک جاگیر نہ ملنے کے مچلکے مل جائیں گے۔" بعد میں آڑی سطروں میں تحریر فرمایا:

تم کہ داروغہ کچہری ہو، لوگوں کی جاگیر کے بارے میں خود کوشش کیوں نہیں کرتے کہ دنیا میں نیک نامی اور عقبیٰ میں خیر و نیکی کا موجب ہو۔ اور یہ کمینہ بے کینہ (اورنگزیب)

حاشیہ: روح اللہ خاں اوّل، حیدرآباد کی فتح کے بعد وہاں کا گورنر مقرر کیا گیا تھا لیکن جلد ہی ہٹا دیا گیا۔ جاں نثار خاں جس کا نام خواجہ عبدالکریم تھا حیدرآباد کا نائب صوبیدار کبھی نہیں رہا لیکن ۱۶۹۰ء میں بیجاپور کا دیوان مقرر کیا گیا تھا۔ روح اللہ خان کو ۱۶۸۶ء میں بیجاپور کا صوبیدار بنایا گیا تھا۔ غالباً یہ واقعہ بیجاپور کا ہے۔ جہاں جاں نثار خاں روح اللہ خاں کے نائب کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ (ج۔ ن۔ س)

TooBaa-Research-Library

لوگوں کے سنگین حقوق کے بارے سے سبکدوش ہو۔

؎ افسوس کہ عمر گشت بے ہودہ تلف
دنیا بہ تعب گذشت و دیں رفت زکف
رنجیدہ خدا و خلق راضی نشدند
ضائع کردم پارۂ آب و علف

ترجمہ: "افسوس کہ عمر بے ہودہ تلف ہو گئی۔ دنیا پریشانی میں گئی اور دین ہاتھ سے گیا۔ خدا بھی ناخوش اور مخلوق بھی ناخوش۔ ہم نے (جانوروں کی طرح) چارہ پانی ضائع کر دیا۔"

اگرچہ ہم برے ہیں اور خود کو برا جانتے ہیں لیکن ہمارے بعد جو بد سے بدتر ہوگا حق تعالےٰ اس سے محفوظ رکھے۔

(۵۵) معمارِ خود مشو

روح اللہ خاں دوئم نے جس کا نام میر حسن تھا عرضی بھیجی کہ قلعہ 'اسلام پوری نامحکم ہے اور شاہی جھنڈوں کا کوچ (ورودِ شاہی) نزدیک ہے۔ (اسلئے) مرمت ضروری ہے۔ اس بارے میں جو حکم ہو۔

اس پر تحریر فرمایا کہ استغفر اللہ استغفر اللہ ناممکنی کے مقام پر اسلام پوری کا لفظ لکھنا بے موقع تھا۔ اس کا اصلی نام برہم پور ہے وہ لکھنا چاہئیے بدن کا قلعہ اس سے زیادہ ناممکم ہے۔ اس کا کیا علاج ہے؟

شعر

"ہم نے آب و گل کے شغل سے اپنے آپ کو سنوارا۔ خانہ سازی کو
خود سازی میں تبدیل کر دیا۔"

دوبارہ عرضداشت پیش کی کہ اگر حکم ہو تو سرکارِ والا کے معمار برہم پوری کے قلعہ

TooBaa-Research-Library

کا معائنہ کریں۔

اس پر تحریر فرمایا کہ:

"سابقہ تحریر کے باوجود دوبارہ درخواست کرنا ایک طرح کا کھیل ہے۔

شعر

"اپنا معمار مت بن کہ گھروں کو برباد کرے۔ ویرانہ بن تاکہ تجھ سے نئی بنیادیں ڈال جائیں۔ خاک کے برابر ہو جا اور کسی سے گردن کشی مت کر، شاید کہ ٹھوکر سے ہی غبار بلند ہو جائے۔"

اگر زندگی باقی ہے اور ہماری واپسی ہوئی تو مرمت کو خود سمجھ لیں گے۔ اور اگر کچھ اور ظہور میں آیا تو کیا ضرورت ہے کہ آیتہ کریمہ "بیشک تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں"۔ کے بموجب غازیوں کے مال کو ضائع کریں

(۵۶) اتحاد قول و فعل

اورنگ آباد کے ناظم، منصور خاں کی عرضداشت نظر سے گذری مضمون یہ تھا کہ شاہی لشکر احمد نگر پہنچ گیا ہے۔ اس لئے یہ عرض کرنا ضروری سمجھا گیا کہ حکم اقدس و اعلیٰ صادر ہوتا کہ اورنگ آباد کے قلعہ کی مرمت کرائی جائے تاکہ دنیا کے فتح کرنے والے پرچموں اور آسمان تک سر بلند جھنڈوں کے یہاں پہنچنے تک تیار ہو جائے۔

شعر

"قبر میں خاک بہر طلب بغل کشادہ کئے ہوئے ہے اور خواجہ بے خبری میں
محل سرا پر رنگ و روغن کر رہا ہے۔ جلدی ہی اس کی اس طلب، غفلت اور
حرص میں اس کی ہڈیاں الگ اور گوشت الگ گر پڑے گا۔"

اس مزاجداں غلام سے عجب ہے کہ باوجود اس کے کہ جس دن احمد نگر پہنچے تھے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ احمد نگر کو ہمارے سفر کا اختتام لکھ دیا جائے تو پھر جب احمد نگر

TooBaa-Research-Library

کو اختتامِ سفر کہہ دیا تھا تو اورنگ آباد آنے کی کیا صورت ہے۔ چند روزہ حیات گذشتہ میں میری بات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے سرائے جاوداں کو انتقال کے وقت تک اقوال و افعال میں کوئی تفاوت نہ ہوگا۔

(۵۷) روزِ نَو، روزیِ نَو

عنایت اللہ خاں نے عرض کیا کہ منصب داروں کی مثل جو روزانہ نظرِ اقدس سے گذرتی ہے غیر محدود ہے اور جاگیر کی زمین محدود ہے۔ محدود کو غیر محدود کے مساوی کس طرح کیا جا سکتا ہے؟ اس پر تحریر فرمایا:

"استغفر اللہ کارخانۂ شاہی درگاہِ الٰہی کا نمونہ ہے۔

"الخلق عیال اللہ والرزق علی اللہ"

"مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے"

یہ عاجز ذلیل راتب پہنچانے والا (اورنگ زیب) ربِّ جلیل کے وکیل سے زیادہ کچھ نہیں۔ بارگاہِ الٰہی کے متعلق محدود اور متناہی ہونے کا اعتقاد عین گمراہی اور تباہی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ پاشکستہ ہوں، مگر دل شکستہ نہیں! ارشد خاں کی عرضی کے مطابق، قلعہ ستارہ کی فتح کے بعد اس فانی (اورنگ زیب) کی قلمرو میں پانچ یا سات ہزار کے لائق جاگیر شامل ہو گئی ہے۔ اس میں سے تنخواہ دی جائے گی۔ جب کبھی یہ ختم کو پہنچے گی اللہ تعالیٰ نئے دن نئی روزی عطا فرمائیں گے۔

(۵۸) سرکش سرداروں کی سرکوبی

جس وقت ستارہ سے قلعہ پرلی کی طرف کوچ فرمایا لشکریوں اور توپ خانہ کے

TooBaa-Research-Library

ملازموں کی تنخواہیں، بنگال کا خزانہ پہنچنے میں دیر ہونے کے سبب چودہ ماہ کی چڑھ گئی تھیں۔ ہزاری منصب پر فائز چاروں معتمدوں نے (بادشاہ سے) بر سر راہ عرض کیا کہ لشکری ہماری بات نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ میرِ آتش (افسر توپخانہ) تربیت خاں کے خلاف ہنگامہ کریں۔ اس پر حکم فرمایا گیا کہ اندرونِ محل کے خزانۂ عامرہ سے مطالبات کا نصف ادا کر دیا جائے۔ اور بقایا سیکاکول حیدر آباد کے خزانہ سے متعلق کر دیا جائے وہاں سے وصول کریں۔ جمدۃ الملک (وزیرِ اعظم) حیدر آباد کے دیوان کے نام اجازت نامہ لکھیں اور وصولیابی کرنیوالوں کو ساتھ بھیجیں"۔

مان سنگھ اور چتر بھوج دونوں نے جو ہزاری منصب دار تھے اسے قبول نہ کیا اور میرِ آتش تربیت خاں کو اثناءِ راہ پالکی سے نیچے اتار کر بارش میں بٹھا دیا۔ داروغہ کارخانجات یار علی بیگ نے خدمتِ اقدس میں عرض کیا۔ اسی وقت محل کے خزانہ کے داروغہ کو حکم ہوا کہ مطالبات بہ تمام وکمال ادا کر دیئے جائیں۔ انہوں نے شام تک میرِ آتش کو اسیطرح بارش میں بٹھائے رکھا۔ رقم پہنچنے کے بعد اسے سوار کرا کے گھر لائے۔

اگلے دن صبح کو چاروں ہزاری منصب داروں کو خلعت مرحمت فرمائی اور ارشاد ہوا کہ میرِ آتش کی شرارت سے تمہاری یہ نوبت پہنچی تربیت خاں کے منصب میں پانچ سو کی کمی کی گئی اور جاگیر میں بھی اسی قدر تخفیف کی جائے۔

ایک ہفتہ کے بعد انہی دونوں ہزاری منصب داروں سے فرمایا کہ تم سیکاکول جاؤ اور اپنے ساتھیوں کی چھ ماہ کی پیشگی تنخواہ وصول کر لو۔ اور خاص اپنے ہاتھ سے صوبہ دار جاں نثار خاں کے نام فرمان تحریر فرمایا کہ قسط بندی کر کے ہر روز قسط کے مطابق رقم ادا کی جائے۔ یہ خبر ان دوسرے دونوں یک ہزاری منصب داروں کو پہنچی جو ہمراہ تھے۔ ان کی خاطر جمع ہو گئی۔ اسی دوران حکم فرمایا کہ یہ دونوں بھی اورنگ آباد جائیں اور وہاں کی تحصیل سے اپنے ہمراہیوں کی چھ ماہ کی پیشگی تنخواہ وصول کر لیں اور

TooBaa-Research-Library

وہاں کے صوبہ دار معمور خاں کے نام قسط بندی کا حکم بھی بھیجدیا گیا۔ دس روز کے بعد حکم ہوا کہ جو دو ہزاری منصب دار پہلے گئے ہیں انہیں حیدر آباد کے قلعہ میں قید کر دیا جائے اور تمام روپیہ جو پہلے اور اب دیا گیا ہے واپس لے لیا جائے۔ اور اسی قسم کا حکم اورنگ آباد کے صوبہ دار کے نام بھی گیا کہ اگلا پچھلا سب روپیہ واپس لے کر دولت آباد کے قلعہ میں قید کر دیا جائے۔

(۵۹) نعمت خاں ہاجی

کام گار خاں پسر جعفر خاں نے عرضی بھیجی کہ میرزا نعمت خاں نے جس کی خبیث طینت نے ہجو کی عادت اختیار کی ہے اس غلام کی شادی کے موقع پر چند اشعار لکھے جن کا مضمون کچھ اسطرح کا ہے کہ اگرچہ شادی کا مقصد حرکتِ جائز جاننا چاہئیے مگر یہاں التقائے ساکنین (دو ساکن حرف کا اجتماع) ہے۔ اس کے علاوہ بھی ان میں دوسری فضیحتیں درج کی ہیں۔ کہ یہ غلام خاص وعام میں رسوا ہو گیا ہے۔ امیدوار ہے کہ حضور ایسی تنبیہہ فرمائیں گے کہ پھر اس طرح کے مزخرفات کی جرأت نہ ہو۔ واجب جان کر عرض کیا گیا۔

لفظ واجب پر تحریر فرمایا حرام تھا۔ اور عرضی کے کاغذ پر تحریر فرمایا کہ یہ سادہ لوح خانہ زاد چاہتا ہے کہ اس رسوائی میں ہم کو بھی اپنا شریک بنائے کہ جو اس کا جی چاہے ہمارے بارے میں کہے اور لکھے اور دنیا میں مشہور کرے۔ پہلے بھی ہمارے بارے میں کوتاہی نہیں کی۔ ہم نے اس کی تلافی انعام میں اضافہ سے کی کہ آئندہ ارتکاب نہ کرے باوجود اس کے اس نے خود کوئی کمی نہ کی۔ اس کی زبان کاٹنے اور گردن اڑا دینے کا مقدور نہیں۔ جلنا چاہئے اور نبھانا چاہیئے دوست وہی ہے جو نہ تجھ سے چھٹا رہے نہ تجھ سے جُدا رہے۔

ے کہ خدا شد بار دیگر خانِ والا منزلت
باکمال عزو تمکین و وقار و زیب و زین

TooBaa-Research-Library

از سرنو مژدہ وصلی چید تا نقشی زند
بازی چرخِ دغابازش نسازد گرُنِین

از مقولات عشر شد بحث داماد و عروس
او زکم وکیف می گفت ایں متی می گفت و ایں

او سند از جبر آود او دلیل از اختیار
ایں سخن ہم درمیاں ماندہ است امر بین بین

گفت بہر من جہاز آورۂ کاید بکار
گفت آئے ہم چکش آوردہ ام ہم کلبتین

زاں طرف خفتن نباشد زیں طرف ہر خاستن
شرطہا شد وقت ایجاب وقبول از جانبین

گفت خان الصبر مفتاح الفرج راساکن است
کثرِ استعمال مفتوحش کند اے نورِ عین

گفت نزدیکست ایں ہم ایں ہمہ تعجیل کیست
گفت الناس از عجل شد خلق اے عجل القرین

گفت من مستقبل از رتال چستم حکم کرد
داخل و خارج شود وقتیکہ باشد نصرتیں

جمع گشتن شد بجا دُشوار من تشنیہ
پیش اہل دل بود تاریخ گفتن فرضِ عین

حرفِ مد راساخت مدغم پیر عقل آگاہ گفت
نحو جائز کرد آنجا التقائے ساکنین

زیں مصراع تاریخ نکاح خاں کہ یک ہزار نود و نہ برمی آید لیکن رائے کمی یک عدد حرفِ مد

TooBaa-Research-Library

یعنی الف را تعمیہ کردہ است۔

ساکنین بکسر اوّل و ثالث و فتح نون اول بمعنی جمع شدن دو حرف ساکن باشد در علم صرف و ایں جا کنایہ ست از آلتِ سست خاں و فرجِ منکوحہ شاں ست و ہر دو را حرکتے نبود۔

رقعات و مضحکات نعمت خاں علی۔ لکھنؤ مطبع حسنی محلہ محمود نگر ۱۲۶۱ھ

(اس قطعہ میں ۲۹ اشعار ہیں۔ قادری) ص ۱۹-۱۶

(۶۰) چغل خور و بدگو

محمد اعظم شاہ کی فوج کے سوانح سے جو اس وقت احمد آباد میں تھا شہنشاہ کو یہ اطلاع پہنچی کہ محمد بیگ نامی شخص نے جو احدیوں[1] کے زمرہ میں ملازم سرکار ہے چغلخوری اور

---

[1] احدی یہ شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے فوجیوں کی ایک نئی قسم بھرتی کی گئی جو عام پیشہ ور سپاہیوں سے مختلف ہوتے تھے۔ یہ کسی امیر یا سردار کے ماتحت نہ ہوتے تھے بلکہ براہِ راست بادشاہ کے تحت ہوتے تھے۔ گھر بیٹھے تنخواہ پاتے اور ضرورت کے وقت طلب کئے جاتے تھے۔ غیاث اللغات نے لکھا ہے کہ "تنہا منصب ذات دارند۔ سوار و پیادہ متعینہ سرکار با خود نہ دارند۔ گویند احدی از طرف بادشاہ برائے اجرائے حکمے بر امیر متسلط می شود" ۱۲

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جس کام کے لئے جس کے گھر بھیجے جاتے تھے وہاں جا کر مستقل بیٹھ جاتے ایک لمحہ کے لئے بھی نہ ٹلتے تھے۔ اور جو کام ہو اسکو سر انجام دے کر ہی اٹھتے تھے۔

چونکہ گھر بیٹھے تنخواہ پاتے تھے اور اکثر اوقات خالی ہی رہتے تھے اس لئے اردو محاورہ میں احدی بطور کاہل سست وغیرہ کے استعمال ہونے لگا۔ انگریزی تاریخوں میں انہیں "جنٹلمین ٹروپر" کہا گیا ہے۔ (قادری)

غیبت کر کے (شاہزادے) کی نہایت مصاحبت حاصل کر لی ہے۔ اور اکثر ملازموں کی ایذا رسانی کا سبب بنا ہے۔ اس پر تحریر فرمایا:

"سیادت خاں سخت گرز برداروں کو بھیجے کہ اس بے شرم چغل خور کو جو سلطنت کو خراب کرنے والا ہے پا پیادہ ہمارے حضور لے کر آئیں کہ سلاطین اور اربابِ دولت کے لئے سب سے زیادہ ضرر رساں برائی چغل خوروں اور بدگویوں کی مصاحبت ہے۔ فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اس قول کے مطابق کہ سانپ کا ظاہر رنگین اور باطن زہریلا ہوتا ہے۔ چغل خور کا حال بھی یہی ہے کہ اس کا ظاہر خوش آئند اور باطن سم قاتل۔

الحذر الحذر۔

(۶۱) غصّہ جنون ہے

صوبہ احمد آباد کے وقائع نگار محمد اعظم کی تحریر سے کہ جو شاہی خانہ زاد تھا یہ اطلاع موصول ہوئی کہ محمد امین خاں ناظم صوبہ نے مستی شراب کی حالت میں عدالت منعقد کی۔

اس پر تحریر فرمایا کہ:

"سبحان اللہ! ہٰذا بہتانٌ عظیم"۔ محمد امین خاں کے وکیل نے (جو دربار شاہی میں حاضر تھا) یہ کیفیت اپنے مؤکل (محمد امین خاں) کو لکھ بھیجی۔ ناظمِ مذکور نے بر سر عدالت حکم دیا کہ وقائع نگار (محمد اعظم) کی داڑھی نوچ کر ہوا میں اڑا دی جائے۔ یہ حقیقت بھی شہنشاہ کے گوش گذار ہوئی۔ تحریر فرمایا کہ:

"جناب علی مرتضٰی کا کلام ہے کہ غصہ ایک طرح کا جنون ہے اور جنون میں کوئی قانون نہیں رہتا۔ خانِ مذکور کے مزاج میں نہایت تندی ہے۔ لیکن اس مقدمہ میں جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وقائع نگار نے تہمت لگائی تھی۔ اس کی کیا طاقت ہے کہ خانِ مذکور کے منہ سے شراب کی بُو اس تک پہنچے۔ بہرحال سزا دینے کا تعلق ہم سے ہے۔ ناظم کا سزا دینا

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

بے جاتھا۔ دروغ گو وقائع نگار کی سزا ملازمت سے برطرفی اور ناظم کی سزا ہر سال روزِ جشن پر خلعت کی ممانعت ہے۔

(۶۲) احتساب و سزا

یار علی بیگ داروغہ سوانح نے عرضداشت پہنچائی کہ بزرگ امید خاں نے صوبہ بہار کے سوانح نگار عبدالرحیم کو مجلس میں خفیف کیا اور بے حرمتی کے ساتھ نکلوادیا۔ اگر (اسپر) عتاب نہ ہوا تو دوسرے سوانح نگار اصلی حقائق کے لکھنے سے دستبردار ہو جائیں گے۔ صوبہ داروں کے نوکر بن جائیں گے۔ اگر جنابِ اقدس اسپر عمل فرماتے ہیں کہ نزلہ کمزور عضو پر گرتا ہے تو غلاموں کے لئے اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

اس پر تحریر فرمایا کہ " یہ بیچارہ (اورنگ زیب) خود ضعیف ہے اور ہر خورد و بزرگ کو ضعیف سمجھتا ہے۔ ھوالقوی ذاتِ پاک الٰہی کی صفت ہے۔ لیکن چھوٹوں کو بڑوں پر ہرگز تسلط نہ کرنا چاہیئے۔ سوانح نگار کی سزا منصب سے موقوفی اور خدمت سے برطرفی ہے اور صوبہ دار کی سزا اس کے منصب میں پانچ صد کی کمی اور اسی قدر جاگیر میں کمی ہے۔

(۶۳) پابندیٔ ضوابط

روح اللہ دوم جس کا اصل نام میر حسن تھا کمالِ تقرب اور اعتبار (شاہی) کی وجہ سے بخشی گری تن اور خانِ ساماں کے عہدوں پر فائز تھا۔ باوجودیکہ (اسکا منصب) سہ ہزاری تھا۔ اپنی باری پر خواصی میں پیش ہوتا تھا لیکن عدالت کے کمرہ کے آخر میں کھڑا ہوتا تھا۔ (اس نے) جمدۃ الملک اسد خاں کی معرفت (شہنشاہ سے) عرض کرایا کہ میرا منصب سہ ہزاری ہے اور فیض اللہ خاں سرباری کا منصب ہفت صدی ہے جو نائب داروغہ بھی ہے۔ اگر سرباری اور نائب داروغہ میں بنا دیا جاؤں تو (شہنشاہ کی) غلام نوازی کے

TooBaa-Research-Library

فضل و کرم سے بعید نہ ہوں گا۔

حکم ہوا کہ جن دو منصبوں پر فائز ہے ان سے تغیر کے بعد ہفت صدی منصب میں کیا مضائقہ ہے۔ سرباری بن جائے۔ بعد میں اسد خاں نے عرض کیا کہ پھر کھڑا کس جگہ ہو؟ حکم ہوا کہ اس کے اوپر تو کوئی جگہ ہے نہیں۔ سوائے اس کے کہ میرے سر پر کھڑا ہو جائے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک ضابطہ میں خلل ڈالنے سے تمام ضابطوں میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ باوجودیکہ ہم نے کسی ایک ضابطہ میں خلل نہیں آنے دیا۔ لوگوں کو اتنی جرأت ہو گئی ہے کہ وہ ضوابط میں خلل پیدا کرنے کی التماس کرتے ہیں۔ اگر یہ راستہ کھل جائے تو مشکل پیدا ہو جائے گی۔

(۶۴) اہلکاروں کی نگرانی

صوبہ بنگال کے سوانح سے معلوم ہوا کہ وہاں کا صوبہ دار ابراہیم خاں غرور اور گھمنڈ کی وجہ سے چارپائی کے اوپر بیٹھ کر دربار کرتا ہے اور قاضی اور دوسرے اربابِ شریعت اہانت کے ساتھ نیچے بیٹھے رہتے ہیں۔ اس کاغذ پر تحریر فرمایا کہ:

"مدار المہام جمدۃ الملک ناظم مذکور کے نام حسب الحکم مقدسِ معلیٰ تحریر کریں کہ اگر کسی مرض کی وجہ سے زمین پر نہیں بیٹھ سکتا تو صحت بحال ہونے تک معذور سمجھا جائے۔ اپنے حکیموں کو تاکید کرے کہ جلد معالجہ کریں۔ اور سوانح نگار چونکہ اپنے منصب سے بڑھ گیا ہے اس لئے سوانح نگار کے لائق نہیں رہا۔ (ترقی کے طور پر اسکو) ایک صدی سواروں کا اضافہ دیا جائے۔ اور ابراہیم خاں کو لکھا جائے کہ اپنے صوبہ کے تعلقہ کی فوجداری اسکو دے دے۔ تاکہ وہ بھی (اپنے متعلق دوسرے) اربابِ تحریر کی سوانح نگاری کا مزہ چکھے اور یار علی بیگ کسی دوسرے سوانح نگار کو جو سمجھدار اور باوقار ہو تجویز کرے۔

TooBaa-Research-Library

۶۵ ضابطہ کی پابندی

احمد آباد کے سوانح سے جو اسوقت ابراہیم خاں کی صوبہ داری میں تھا اطلاع ملی کہ خانِ مذکور پالکی میں سوار ہو کر جامع مسجد جاتا ہے۔ اس سبب سے کہ شاہزادہ کے لئے بھی پالکی بغیر حضور کے حکم کے نہیں ہوتی۔ اربابِ تحریر نے (ابراہیم خاں سے) دریافت کیا کہ کیا لکھا جائے؟ جواب میں کہا کہ جو چاہو لکھو۔

اس اطلاع نامہ پر تحریر فرمایا کہ "ابراہیم خاں مزاج داں غلام ہے"

اعلیٰ حضرت خلد مرتبت (شاہجہاں)، کے عہد سے امراء میں داخل تھا۔ اس سے دستور کے خلاف ہرگز عمل میں نہیں آسکتا۔ دو بار کشمیر کا صوبہ دار رہ چکا ہے اور جھپاں میں سوار ہوتا تھا۔ جسے یہاں تبدیلی صورت کی وجہ سے اربابِ تحریر شبہہ میں پالکی کہتے ہیں۔ جمدۃ الملک (ابراہیم خاں کو) لکھدیں کہ ایسا کام کیوں کرتے ہو کہ اربابِ تحریر کے ہاتھ دستاویز لگے۔ سوانح نگار کی نافہمی کی سزا یہ ہے کہ اگرچہ خدمت پر بحال رہے لیکن منصب میں پچاس سوار کی کمی اور اسی مناسبت سے جاگیر میں تغیر۔

۶۶ تھانہ دار کی خودسری

مچھلی بندر کے وقائع سے (شہنشاہ کو) معلوم ہوا کہ سیدی یاقوت خاں تھانہ دار دندا راجپوری نے ایک عرضی خود اپنی مہر لگا کر وقائع میں داخل کر دی ہے کہ اگر دندا راجپوری کی متصدی گری (مال وصول کرنے کا منصب) اس غلام کے نام مقرر کر دی جائے تو آبادی میں اور محصول شاہی میں (پچھلے متصدیوں کی بہ نسبت) نمایاں اضافہ کر دے گا۔

اس اطلاع نامے کے کاغذ پر تحریر فرمایا کہ سیدی یاقوت خاں کی خودسری اور غرور ہم کو عرصے سے معلوم ہے۔

TooBaa-Research-Library

(فائدہ: یہاں یہ واقعہ بے ربطی سے ختم ہو جاتا ہے۔ ج۔ن۔س)

عرضی کے کاغذ پر تحریر کیا کہ اگرچہ طفل ہے لیکن اسکو طفلِ عاقل سمجھتا ہوں۔ یہ عرضی شاید حالتِ سکر (نشہ) میں کی ہوگی۔ سین مہملہ سے۔ کہ شکر سین معجمہ سے۔ ہر دو قفل کے وزن پر ہیں۔ اس طرح کے شکر کی شین مسطور پر وزن قفل کچھ مدد نہیں کرتا۔

(فائدہ: یہ تحریر ۶۹ کے فوری بعد آتی ہے۔ لیکن اس سے غیر متعلق ہونے کے سبب یہاں لکھدی گئی۔ کیونکہ روح اللہ خاں کی عرضی میں شکر کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ ج۔ن۔س)

۶۷ فتح اللہ خان کے جواب میں

فتح اللہ خاں کو لکھا جائے کہ اس کے کارنامے مفصل عرضیوں سے معلوم ہوتے رہے ہیں اور اس کے مجرا (حضوری)، کا باعث ہوئے ہیں۔ لیکن اس جانفشانی کو خدمت فروشی سے مبدل نہ کرنا چاہیئے اور ہمارے سرداروں کو ناراض کر کے ہمیں ناخوش نہ کرو۔

۶۸ تقیہ

روح اللہ خاں نے مرتے وقت قاضی عبداللہ کے سامنے وصیت کی۔ ان میں ایک یہ بھی تھی کہ میں سُنّی ہوں اور اپنے بزرگوں کے طریقے (شیعیت) سے علیحدہ ہو گیا ہوں۔ میری دونوں لڑکیوں کی شادیاں اہلِ سنت والجماعت کے ساتھ کر دی جائیں۔ چنانچہ قاضی نے حضور اقدس میں اس مضمون کی درخواست بھیجدی۔ اسپر تحریر فرمایا کہ تقیّہ زندگی میں تو ہوتا ہے لیکن مرتے وقت تقیہ کرنا نیا تصرّف ہے۔ شاید اپنے بیٹوں اور پسماندگان کی رعایت سے ایسا کیا ہو۔ اس تقیہ سے اس وقت فائدہ ہوگا کہ اس کے بیٹے بھی اسے قبول کریں۔ بہرحال اس کی وصیت کے بموجب عمل کرنا چاہیئے۔ بڑی لڑکی کی شادی شاہزادہ محمد عظیم اور چھوٹی کی سیادت خاں پسر سیادت خاں مرحوم سے کر دی جائے۔

TooBaa-Research-Library

دوسرے روز سیادت خاں نے عرض کیا کہ خانہ زاد کو یہ قبول نہیں۔ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ لڑکی بھی اہل سنت والجماعت کے مذہب پر ہے۔ اگر خود اپنے مذہب (شیعیت) پر اس نے اصرار کیا تو کیا کیا جائے گا۔

(۶۹) مذہب سے بے تعصبی

جس وقت حضرت (اورنگ زیب)، روح اللہ خاں کی عیادت کو آئے تو غش کی حالت میں تھا۔ جب ہوش آیا تو سلام کیا اور یہ شعر پڑھا:

ے بچہ ناز رفتہ باشد زجہاں نیاز مندے
کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

ترجمہ: "وہ نیاز مند کیسے ناز کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا ہوگا کہ جس کے سرہانے تو اس کی جان نکلنے کے وقت پہنچ گیا ہوگا۔"

حضرت نے رقت فرماکر کہا کسی حال میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ شفا اور امید اس کے لطف سے دُور نہیں لیکن چونکہ آدمی کے لئے یہ امر (موت) ناگزیر ہے۔ اس لئے جو کچھ دل میں ہو بیان کرو بیشک قبول کیا جائے گا۔

(روح اللہ خاں نے) ہاتھ بڑھاکر قدموں سے ملا اور التماس کیا کہ ان قدموں کی برکت سے زندگی میں تمام آرزوئیں برآئیں۔ اس وقت یہی عرض ہے کہ خانہ زادوں کی نالائقی پر نظر

ے روح اللہ خاں اوّل خلیل اللہ خاں اور حمیدہ بانو کا لڑکا تھا۔ ۱۶۸۰ء سے اپنی وفات ۱۶۹۲ء تک بخشی کے عہدہ پر مامور تھا۔ ستمبر ۱۶۸۶ء میں بیجاپور کا صوبہ دار بھی مقرر رہا۔ اس کی ایک لڑکی کی شادی بہادر شاہ کے لڑکے (اورنگ زیب کے پوتے) شہزادہ محمد عظیم سے ہوئی۔ نہایت سخت متعصب شیعہ تھا۔ (ج۔ن۔س)

TooBaa-Research-Library

نہ فرمائیں۔ اپنے سائیہ تربیت میں رکھ کر جو جس کام کے لائق ہو اس کام پر سرفراز فرمائیں اور جو نالائق ہو اس کے باپ دادا کی غلامی پر نظر فرمائیں۔

(اس پر) فرمایا "بدل و جان قبول کیا"۔

پھر اس نے عرض کیا کہ دونوں لڑکیوں کے بارے میں پہلے ناظر کی معرفت عرضی بھیجی تھی کہ یہ غلام ھدایت پاچکا ہے اور مذہب حنفیہ میں داخل ہوگیا ہے اور اپنے بزرگوں کے طریقے (شیعیت) سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ دونوں لڑکیوں کی شادی نجیب الطرفین سے جو اہل سنت والجماعت سے ہوں کردیں۔ اور اب بالمشافہ عرض کرتا ہوں کہ قاضی محمد اکرم کو فرمادیں کہ وہ آکر اس غلام کی تجہیز و تکفین کریں۔

حضرت نے سر نیچے جھکالیا تبسم کیا اور فرمایا کہ واقعی فرزندوں کی محبت نے ان کو بے اختیار کردیا ہے۔ تمہاری عقل اور تدبیر میں کوئی فتور نہیں۔ غالب احتمال یہ ہے کہ یہ تدبیر اس سبب سے اختیار کی ہے کہ سُنّی کی پاک روح کی رعایت سے ان کی طرف نظر توجہ کرکے ہم (ان پر) شفقت کریں گے۔ لیکن یہ تدبیر اس شرط کے ساتھ فائدہ مند ہوگی کہ ان میں سے ہر ایک خود یہی بات کہے۔ (نہیں) ہرگز گمان نہیں ہے کہ وہ اس ننگ (تبدیلی مذہب) کو اپنے اوپر گوارا کریں گے۔ بہر حال ہمیں ظاہرِ شریعت کے مطابق تمہاری وصیت پر عمل کرنا چاہیئے۔

یہ بات فرماکر، فاتحہ پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

خانِ مذکور کی وفات کے بعد اس کی وصیت کے بموجب قاضی حاضر ہوگیا۔ (ایک شخص) آقا بیگ نام کو روح اللہ خاں کے معتمد نوکروں میں سے تھا ایک رقعہ خان مذکور کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا اور خود اس کی مہر لگی ہوئی لے کر قاضی کے پاس آیا (جس کا مضمون یہ تھا) کہ اگر غسل و تکفین کے وقت اس عاجز کی وصیت اور حکم اقدس (اورنگ زیب) کے مطابق شریعت پناہ (قاضی) تشریف لائیں تو اس (غسل و تکفین کے)

TooBaa-Research-Library

کام کی نیابت آقا بیگ کے سپرد کریں۔ اس (روح اللہ خاں) بیچارہ کو یہ طاقت نہیں کہ شریعت پناہ (قاضی) کی زحمت کا روادار ہو سکے۔ صرف یہی بات کہ وہ تشریف لائیں گے اس گنہگار کی نجات کا باعث ہو گی۔

اس آقا بیگ نے بظاہر آقا اور بیگ کا نام اختیار کر لیا تھا لیکن حقیقۃً وہ شیعہ مذہب کے کامل علماء میں سے تھا اور اس کی فضیلت جنابِ مقدس پر بھی ظاہر ہو چکی تھی جبکہ وہ بارہا دعوتوں کے موقع پر علماء و فضلاء سے سامنے بالمشافہ بیباکانہ بحث و مباحثہ کر چکا تھا۔

قاضی نے جو یہ معاملہ دیکھا تو حقیقتِ حال سے آگاہ ہو گیا کہ قاضی کا طلب کرنا اور پھر غسل کو آقا بیگ پر چھوڑ دینا محض ایک طرح کی دل لگی ہے۔ قاضی ناخوش ہوا۔ دار القضاء کے وقائع نگار محمد غوث خاں سے کہا کہ اسی وقت اسے داخلِ وقائع کر کے ایک اردلی کے ہاتھ فوراً حضور کو ارسال کرو تاکہ جواب آجائے۔

وقائع نگار کی اطلاع نظرِ اقدس سے گذرنے کے بعد تحریر فرمایا کہ زندگی کے باقی تقیہ نے مرتے وقت رسوائی تک پہنچا دیا اور سارے کام کو پٹ کر دیا۔ قاضی کا اب وہاں رہنا احتیاط کے خلاف ہے۔ خان متوفی نے اپنی زندگی میں دل لگی بازی کو شعار بنا لیا تھا۔ مرنے کے بعد بھی اس ناپسندیدہ شیوہ کو اختیار کر کے اختتام تک پہنچا دیا۔ ہمیں کسی کے مذہب سے کیا کام۔

عیسیٰ اپنے دین پر، موسیٰ اپنے دین پر۔ لڑکیوں کی اہلسنّت والجماعت کے ساتھ شادی کا معاملہ بھی ایک طرح کا فریب تھا کہ امیر زادہ بیچارہ سادہ اس بلا میں گرفتار ہو جائے۔ عورت کی محبت میں بے اختیار ہو کر اپنے بزرگوں کے سالہا سال کی مذہب سے ہاتھ اٹھا کر جدید الایمان شیعہ بن جائے۔

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیّاٰتِ اعمالنا۔

TooBaa-Research-Library

ترجمہ" ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفس کے شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے"۔

(۶۰) چہار مذاہب برحق ہست

جس وقت قلعہ ستارہ[1] محاصرہ میں تھا رمضان کا مبارک مہینہ تھا۔ تمام آدمیوں میں سے جو قلعہ سے باہر جنگ کرنے کے لئے نکلے چار عدد مسلمان اور نو عدد ہندو گرفتار ہوئے دربار کے قاضی محمد اکرم کو حکم ہوا مفتیوں کے اتفاق رائے اس مسئلہ کی تنقیح کرنے کے بعد بتایا جائے کہ (ان کے ساتھ کیا سلوک) کیا جائے۔ تحقیق کرنے کے بعد عرض کیا گیا کہ کفّار اگر مسلمان ہو جائیں تو انہیں رہا کر دیا جائے اور مسلمانوں کو تین سال تک قید رکھا جائے۔

اس مسئلہ کے کاغذ پر تحریر فرمایا کہ یہ مسئلہ مذاہب اعلیٰ حنفیہ کے مطابق ہے کسی دوسرے طریقہ کے مطابق بھی معلوم کرنا چاہئے۔ تاکہ نظم و ضبط سلطنت ہاتھ سے نہ جائے (ہمارا) مذہب سخت شیعیت نہیں ہے کہ ایک گاؤں میں ایک ہی درخت ہو۔ الحمد للہ چار مذاہب حق پر ہیں اور حال و وقت کے مطابق ہیں۔ اس سے قبل مسائلِ مختلفہ میں آسانی کے لئے علماء نے تحریریں چھوڑی ہیں اور درست قیاسات کئے ہیں۔ شیعہ کے قول کی سند نہیں لینی چاہئے۔ کہ جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔ بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی آسانی کی راہ نکالنی چاہیئے۔

اس تحریر کے بعد قاضی اور مفتیوں نے دوسرا مسئلہ ڈھونڈھ نکالا کہ فتاویٰ عالمگیر میں لکھا ہے کہ جو ہندو اور مسلمان بطور بغاوت کے لڑیں انہیں قتل کر دینا چاہیئے۔

اس پر تحریر فرمایا کہ ہم نے قبول کیا۔ البتہ افطار سے قبل قتل کیا جائے۔ جب تک

---

[1] ستارہ ۸ر دسمبر ۱۶۹۹ء سے لیکر ۲۱ر اپریل ۱۷۰۰ء تک محاصرہ کے بعد فتح کیا گیا۔ محمد اکرم شاہی قاضی کے عہدہ پر مئی ۱۶۹۸ء میں مامور ہوا ۱۷۰۵ء میں انتقال ہوا۔ (ج۔ن۔س)

TooBaa-Research-Library

باغیوں کے سر نہ دیکھ لئے جائیں گے افطار نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ محرم خاں نے سربراہ خاں کوتوال کی مدد سے غروبِ آفتاب کے نزدیک سر لاکر دربار میں پیش کر دیئے۔

(۷۱) عنقارا بلندست آشیانہ

فیروز جنگ کی عرضی سے، کہ جو اسلام پوری میں تعینات لشکر کی حفاظت پر اور برہان پور سے شاہی قیام گاہ جانے والی سڑک کی نگرانی پر مامور تھا یہ معلوم ہوا کہ اس غلام کی والدہ کا مقبرہ دریائے بھیما کے دوسرے کنارہ پر واقع ہے۔ اس طرف کے علاقے کی آبادی اس سبب سے ضروری ہے کہ شاہی لشکر کو وہاں سے بہت رسد فراہم ہوتی ہے۔ لیکن یہ صورت بجز اس کے ممکن نہیں کہ وہاں کے رہنے والے ہنود پر جزیہ معاف کر دیا جائے۔ (اسلئے) حکم جاری کیا جائے کہ عنایت اللہ خاں (جزیے کی) معافی کی سند بھیجدے۔

اسپر تحریر فرمایا کہ میں گمراہوں سے مدد نہیں لیتا۔ گنج اور مقبرہ کی آبادی کی خواہش کرنا اور قرآن حمید اور فرقانِ مجید کی آیت کے حکم کو جو جزیے کے باب میں ہے کہ وہ نافرمان ہیں اور اسکو معذور ہیں سے بدلنا کمال دانائی سے اور واجب التعظیم شریعت کی اطاعت سے کہ وہ مخلص مزاج اس رکھتا ہے، ہزار مرحلہ دور ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک گروہ جو بھنگیوں سے بدتر ہے اور جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے (تمہاری) گمراہی اور بے راہروی کا سبب بنا ہے اور اس خام خیال کو بیہودہ لالچ میں تمہارے دل میں ڈال دیا ہے۔ یہ تجربہ کار بڈھا (اورنگ زیب) اسطرح کے دھوکوں میں کیسے آسکتا ہے۔

؎ برو ایں دام بر مرغ دگر نہ — کہ عنقارا بلندست آشیانہ

”جاؤ اور یہ جال کسی دوسرے پرندے پر ڈالو عنقا کا آشیانہ بہت بلند ہے۔“

(ختم شد)

TooBaa-Research-Library

اثرِ فارسی متنِ ”احکامِ عالمگیری“

۱۹۹۳

TooBaa-Research-Library

فہرست مضامین (فارسی)

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	جرأت شہزادہ اورنگ زیب	۱۲۷
۲	حفظ مراتب	۱۲۸
۳	در غرور داراشکوہ	۱۲۸
۴	رائے شاہ جہان دربارۂ شہزادگان	۱۳۰
۵	آن واقعہ کہ مشہور بہ عشق است	۱۳۰
۶	در کمال جرأت	۱۳۲
۷	بوقت جنگ ادائے نماز	۱۳۳
۸	دوازدہ وصیت	۱۳۴
۹	در وقتیکہ محمد معظم بہادر شاہ را برائے قید کردن طلب کرد	۱۳۶
۱۰	نصائح بہ بہادر شاہ	۱۳۷
۱۱	چند امور بسلسلہ حکومت	۱۳۸
۱۲	نقارہ زدن ضابطہ بادشاہان است	۱۳۹
۱۳	محمد معظم در جامع مسجد کابل	۱۳۹
۱۴	از نوشتہ ناظر محمد معظم بہادر شاہ	۱۴۰
۱۵	از وقائع صوبہ کابل عرض رسید	۱۴۱
۱۶	عرضی حمیدہ بانو از صوبہ ملتان	۱۴۱
۱۷	محاصرہ قلعہ پرلی	۱۴۲
۱۸	مکتوب شہزادہ محمد اعظم بنام عنایت اللہ خان	۱۴۳
۱۹	مردی در خود شکنی است نہ کہ در تہور و بیباکی	۱۴۴
۲۰	سزائے بدسلوکی	۱۴۴
۲۱	معاوضہ نقصان	۱۴۵
۲۲	عرض اعظم شاہ در عدالت	۱۴۵
۲۳	طنز اورنگ زیب بہ محمد اعظم	۱۴۶
۲۴	عرضی صوبہ دار احمد آباد	۱۴۶
۲۵	بہ سلسلہ شہزادہ کام بخش	۱۴۷
۲۶	بہ سلسلہ بیدار بخت	۱۴۸
۲۷	دربارۂ شمس النساء	۱۴۹
۲۸	قصہ نصرت جنگ	۱۴۹
۲۹	مزید دربارۂ نصرت جنگ	۱۵۰
۳۰	جنگ جوی خان دکھنی	۱۵۱
۳۱	عقرب در دست گرفتن ومار در بغل داشتن	۱۵۱
۳۲	کاری کہ باعث ملامت دنیا و موجب شقاوت عقبیٰ است	۱۵۱
۳۳	دربارۂ غازی الدین خان	۱۵۲
۳۴	سزائے قطاع الطریق	۱۵۳
۳۵	غازی الدین خان وبزرگان ایشان	۱۵۳
۳۶	عرض حامد خان	۱۵۴
۳۷	خان جہان بہادر صوبہ دار لاہور	۱۵۴
۳۸	دربارۂ پدر سربلند خان	۱۵۴
۳۹	امور دنیا را بامذہب چہ نسبت	۱۵۶
۴۰	استعفاء حمید الدین خان	۱۵۷
۴۱	شاہ نواز خان	۱۵۸

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

۴۲۔ میرزا معز فطرت موسوی ۱۵۸
۴۳۔ اجرت بلا خدمت ۱۵۹
۴۴۔ بہ سلسلہ میر حبیب اللہ جون پوری ۱۶۰
۴۵۔ اثنا عشر۔ لطیفہ ۱۶۰
۴۶۔ تا نفس باقیست راہ زندگی ہموار نیست ۱۶۱
۴۷۔ کوچ در ایام علالت ۱۶۲
۴۸۔ ضرب العبد اہانت المولی ۱۶۲
۴۹۔ امیر خان را سرزنش ۱۶۴
۵۰۔ طمع راسہ حرفست ہر سہ تہی ۱۶۵
۵۱۔ مرد خدا بمشرق و مغرب غریب نیست ۱۶۶
۵۲۔ فرق میان ہندیان و ایرانیان ۱۶۷
۵۳۔ من حفر بیراً لاخیہ فقد وقع فیہ ۱۶۸
۵۴۔ محاسبہ حکام ۱۶۸
۵۵۔ با خاک شو برابر و گردن مکش زکس ۱۶۹
۵۶۔ در چند روز حیات گذشتہ در سخن
تفاوت نشدہ ۱۷۰
۵۷۔ روز نوروزی نو ۱۷۰
۵۸۔ سزا بہ بعض منصب داران ۱۷۱
۵۹۔ دربارۂ کام گار خان ۱۷۲
۶۰۔ نمام و بدگو ۱۷۲
۶۱۔ .... بوئے شراب از دہن خان مذکور
بہ اور سید ۱۷۲
۶۲۔ سزا و احتساب ۱۷۳
۶۳۔ عمل بر ضابطہ لازم است ۱۷۳
۶۴۔ احکام برائے حکام ۱۷۴
۶۵۔ حکم برائے صوبہ دار ابراہیم خان ۱۷۴
۶۶۔ تمرد تھانہ دار ۱۷۵
۶۷۔ "شکر و سکر" ۱۷۵
۶۸۔ در جواب فتح اللہ خان ۱۷۵
۶۹۔ تقیہ ۱۷۵
۷۰۔ مارا بہ مذہب کسی چہ کار است ۱۷۶
۷۱۔ چہار مذہب بر حق است ۱۷۸
۷۲۔ عنقا را بلندست آشیانہ ۱۷۸

احکام عالمگیری

۱۔ جرات شہزادہ اورنگ زیب

اعلیٰ حضرت در ایامیکہ در لاہور بودند در باغ شالہ مار اکثر ایام بجنگ فیل مشغولی داشتند۔ چنانچہ یکبار صوبہ دار بنگالہ چہل فیل جنگی بتعریف بسیار فرستادہ بود۔ بادشاہ بر غرفہ بودند و ہر چہار مرشد زادہ بر اسپان سوار شدہ تماشای جنگ فیل میکردند۔ یک فیل از حریف خود گریختہ بطرف بادشاہزادہ ہا آمد۔ ہر سہ شاہزادہ بطرف چپ و راست متوجہ شدند مگر محمد اورنگزیب کہ چہاردہ سالہ بودند، استقامت نمودہ اصلا حرکت نکردند۔ تا آنکہ فیل گریختہ متصل ایشان شدہ گذشت۔ فیلی کہ در عقب آن فیل بود حریف خود را گذاشتہ با ایشان متوجہ شد۔ ایشان بہ نیزہ کہ در دست داشتند، برو حملہ نمودند۔ از ضرب خرطوم فیل اسپ بر زمین افتاد۔ ایشان جست زدہ باز نیزہ در دست گرفتہ متوجہ او شدند کہ بر سر فیل زنند۔ درین ضمن مردم رسیدند۔ و بادشاہ باضطراب تمام از غرفہ فرود آمدند۔ ایشان باہستگی طرف بادشاہ می آمدند۔ اعتماد خان ناظر نزدیک آمدہ۔ باعتبار قرابت باین معنی کہ از خانہ آصف خان جد مادری ایشان بود۔ باواز بلند گفت۔ شما آہستہ می آید و بادشاہ عجب حال دارند۔ باہستگی جواب دادند کہ اگر فیل اینجای بود من جلدی میکردم۔ الحال چہ اضطراب است؟ بعد ازان کہ پیش پدر رسیدند یک لکہ روپیہ نثار شاہزادہ کردہ فرمودند۔ بابا شکر خدا کہ بخیر گذشت۔ اگر خدا نخواستہ نوع دیگر میشد چہ رسوای بود؟ تسلیمات کردہ در جواب عرض کردند کہ اگر نوع دیگری می شد رسوای نبود۔ رسوای این بود کہ از برادران شدہ۔

پردہ پوش بادشاہان مرگ است
درین چہ رسوای است؟

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

۲۔ حفظ مراتب

برای داراشکوه در اکبر آباد خانهٔ نو تیار شده۔ اعلیٰ حضرت را باہر سہ پسر در آنجا ضیافت کرد۔ ازین راہ کہ ایام گرما بود تہ خانہ متصل دریا ساختہ بودند و آئینہ ہای حلبی از قد آدمی زیادہ طرف دریا نصب کردہ بودند۔ اعلیٰ حضرت را برای دیدن کیفیت آنجا با برادران برد۔ محمد اورنگزیب متصل دروازہ کہ راہ آمد و شد مردم بود، نشستند۔ داراشکوہ کہ این معنی را دید بطرف اعلیٰ حضرت اشارہ بچشم کرد کہ نشستن ایشان را باید دید۔ بادشاہ فرمودند کہ بابا ہرچند شما را عالم و درویش صفت میدانیم لیکن حفظ مراتب ہم ضرور است۔

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

چہ لازم کہ در راہ رو مردم نشستند و پائین دست برادر خورد باشند؟ ایشان عرض کردند کہ وجہ این نشستن عرض خواہم کرد۔ بعد از لحظہ بتقریب نماز ظہر بجماعت برخاستند و از آنجا بغیر از حکم بخانہ رفتند۔ بعد از آنکہ بعرض رسید حکم شد کہ بدربار نیایند۔ چنانچہ ہفت ماہ منع مجرا بود۔ بعد ہفت ماہ بیگم صاحب را فرمودند کہ شما بخانہ اش رفتہ وجہ بیحکم آمدن آنروز و پائین دست نشستن معلوم بکنید۔ بعد رفتن بیگم صاحب و پرسیدن در جواب گفتند کہ آنروز کہ داراشکوہ ضیافت کردہ بودند اگر این معنی عمداً از برادر واقع شدہ بود کہ پدر را باسہ برادر در تہ خانہ یکدروازہ نشانیدہ مکرر برای ضروریات ضیافت آمد و شد داشتند۔ پس اگر دروازہ را بند میکردند کار تمام برد۔ واگر سہواً بود در خاطر من مکرر رسیدہ بود کہ در وقتیکہ ایشان اندرون باشند این خدمت را من بجا آرم۔ لیکن حرمت اعلیٰ حضرت مانع این حرکت شد۔ استغفار کردہ بیرون آمدم۔ بعد از شنیدن ہمانوقت طلبیدہ مورد عنایت نمودند۔ وایشان بہ سعد اللہ خان فرمودند کہ بہر صورت مرا از حضور بیرون باید فرستاد کہ خواب و آرام از من رفتہ است۔ تا آنکہ از لاہور بصوبہ داری دکھن روانہ نمودند۔

۳۔ در غرور داراشکوہ

داراشکوہ [illegible]وت و بابعضی بطور تبختر مانند علی مردان خان و سعد اللہ

خان و سید میران بارہہ کہ پنجہزاری و مقرب اعلیٰ حضرت بودند، سلوک میکرد۔ و حضرت عالمگیر باہر کدام ربطی خاص داشتند۔ چنانچہ علیمردان خانرا کہ از حضور بخطاب یار وفادار سرفرازی داشت، بلفظ مشفق نیکوکردار مینوشتند۔ و سعد اللہ خانرا کہ خطاب عصائی پیری و وزیر باتدبیر داشت، نزد او درس خواندہ خودرا شاگرد او مقرر نمودہ۔ وزیر باتدبیر و سر تلامذۂ صغیر در القاب مینوشتند۔ رسید میران بارہہ کہ از حضور سید السادات (مخاطب بود) خلاصۂ اولاد حضرت سید کائنات مینوشتند۔ ہر کدام ازین سہ امیر وغیر ایشان مانند افضل خان ملا علاء الملک کہ آخر از پایۂ خانسامانی بوزارت رسید، از کمال محبت در حفظ الغیب آنچہ لازمہ دوستی بود بعمل می آوردند۔ اعلیٰ حضرت خلد مرتبت را در خاطر بسیار گران می آمد۔ آثار ادبار در جبہہ شاہ بلند اقبال معائنہ نمودہ و صورت ارتفاع از طالع شاہزادہ اورنگزیب مشاہدہ فرمودہ، بداراشکوہ نصیحت از قبایح افعال و اقوال او میفرمودند۔ چون دیدند کہ داراشکوہ را پند فایدہ نمیکند کہ گفتہ اند۔

شعر

گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ
بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان شد

خواستند کہ محمد اورنگزیب در سلوک خود باامرا تفاوت کنند کہ آنہا دست از حفظ الغیب بردارند۔ برشقہ بدستخط خاص نوشتہ فرستادند کہ بابا سلطان و فرزندان ایشان را باید کہ بلند ہمت باشند و عالی فطرتی را کار فرمایند، شنیدہ شد کہ شما باہر کدام از نوکران سلوک میکنند کہ نہایت پستی را بخود راہ میدہند۔ اگر برای عاقبت بینی است کارہا وابستہ بتقدیر است۔ ازین پست فطرتی بغیر از مذلت فائدہ حاصل نخواہد شد۔ ایشان عرضی کردند کہ آنچہ از راہ فضل و کرم درباب غلام مستہام مرقوم قلم عنایت رقم بود کالوحی من السماء نازل گردید۔ پیر و مرشد برحق سلامت۔ تعز من تشاء و تذل من تشاء محض بتقدیر قادر عباد خالق ارض و بلاد است۔ بندہ بموجب حدیث صحیح کہ راوی آن انس ابن مالک باشد رضی اللہ عنہ من اذل نفسہ اعزہ اللہ عمل مینماید۔ و انکسار قلوب را اذہب ذنوب و امحش عیوب میشمارد۔ و آنچہ بنشان کرامت ترجمان صادر شدہ انکاری بران ندارد۔

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

لیکن به یقین میداند که بموجب غرض وسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنته والناس مرقوم فرموده اند۔ بیت

زبان عرض ندارم بغیر عذر گناه
به بخش جرم من رو سیاه و نامه سیاه

۴۔ رائے شاه جهان دربارهٔ شهزادگان

اعلی حضرت میفرمودند که مارا بعضی اوقات اندیشه می آید که مبین پور عدو نیکو کاران واقع شده، و مراد بخش بکار تشرب دبستگی دارد، و محمد شجاع جز سیر چشمی صفتی ندارد، مگر عزم و شعور اورنگزیب اقتضا میکند که متحمل این امر خطیر تواند شد۔ اما بحالت سقم عظیم در نوع انسانی اوست، تا دوست کراخواهد و میلش بکه باشد؟

۵۔ آن واقعه که مشهور به عشق است

مقدمهٔ زین آبادی با ینصورت شد که در ایامی که حضرت صوبه دار دکهن شدند و عازم خجسته بنیاد گردیدند هرگاه به برهانپور رسیدند سیف خان صوبه دار آنجا که خالهٔ ایشان در حبالهٔ او بود یعنی صالحه بانو دختر آصف خان۔ حضرت برائے دیدن او تشریف بردند و او دعوت کرده بود۔ چون ازین راه که خانهٔ خاله بود در کنار کردن عورات محل چندان احتیاط نکردند۔ ایشان بیخبر داخل خانه شدند۔ زین آبادی که نام او هیرابائی بود، در زیر درختی استاده بدست راست شاخ آن درخت گرفته سرود باهنگی میخواند۔ بمجرد دیدن بی اختیار همانجا نشستند - بعده بر زمین دراز شده غش کردند۔ خبر بخاله رسید۔ پاے برهنه دویده بسینه چسپانید و به ناله و زاری در آمد۔ بعد از سه چهار گهڑی افاقه شد۔ هر چند به تحقیق احوال پرداخت که چه آزار بود؟ و سابق هم گاهی این مرض شده بود؟ اصلاً جواب ندادند و به سکوت گذرانیدند۔ مسرت ضیافت و مهمانداری برهم خورد۔ و کار بماتم و سوگواری کشید۔ نصف شب بود که به تکلم آمدند و فرمودند که اگر آزار خود بگویم علاج میتوانید کرد؟ خاله چون این کلمات راشنید در کمال خوشی بتصدق و قربان گفت۔ علاج

TooBaa-Research-Library

چه معنی دارد؟ جان راشار میکنم - مفصل حقیقت راظاهر کردند۔ بعد از شنیدن هوش از خاله رفت و زبان او بسته گردید که چه جواب دهد؟ آخر فرمودند که عبث شما در احوال پرسی اینهمه ساحت داشتید۔ هرگاه جواب حرف من نمیدهید پس چگونه علاج خواهید کرد؟ خاله گفت، تصدق شوم، آن بدبخت یعنی سیف خان راشما میدانید که سفاک است۔ اصلاً از شاه جهان بادشاه و از شما پروا ندارد۔ بمحض شنیدن اول اورا بعد از آن مرا خواهد کشت۔ فایده گفتن زیاده برین نخواهد بود که من جان خود را فدا کنم۔ لیکن جان این بیچاره بیجرم و بیگناه چرا در معرض تلف شود؟ گفتند در واقع راست است۔ فکر دیگر میکنم - بعد از طلوع آفتاب بخانه آمدند۔ واصلاً دست بطعام دراز نکردند۔ مرشد قلی خانرا که تعینات و دیوان دکهن بود، طلب نموده باعتبار محرمیت خاص که با او داشتند مفصل مذکور در میان آوردند۔ او عرض کرد که اول من کار اورا فیصل کنم بعد ازان اگر کسی مارا بکشد مضایقه ندارد که در عوض خون ما کار پیر و مرشد خواهد شد۔ فرمودند که فی الواقع جانفشانی شمارا همیں طور میدانم۔ لیکن به بیوه شدن خاله طبع راضی نمیشود۔ معهذا در شریعت اقدام بقتل صریح فقیه شرعی را مقدور نیست۔ توکل کرده البته باید گفت۔ مرشد قلی خان بلا عذر روانه شد و مفصل بخان مذکور ظاهر کرد۔ سیف خان عرض کرد که کورنش من برسانند، جواب این بخالهٔ ایشان میدهم۔ همانوقت اندرون رفته گفت که چه مضایقه است؟ مرا به بیگم دختر شاهنواز خان کاری نیست۔ چترباۓ حرم خاص خود را بفرپسند که عرض و بدل شود۔ همانوقت خاله را سوار کرده فرستاده۔ هرچند امتناع کرد که نمیروم، گفت اگر زندگی خود میخواهی زود برو۔ چنانچه لاچار شده آمده مفصل عرض کرد۔ ایشان بسیار محظوظ شدند و فرمودند. یکی چه باشد؟ درهمین پالکی که آمده اید هر دو را همین وقت همراه خود ببرید که عذر ندارم۔ خاله بدست خواجه سرا حقیقت گفته فرستاد۔ سیف خان گفت الحال حجت نماند، وبائی را سوار کرده بلا توقف نزد ایشان فرستادند۔

۶۔ در کمال جرأت

در وقت بر آمدن از خجسته بنیاد بمقابله داراشکوه که از شهر بر آمده در هر سول دو کروهی منزل سرادق اقبال شد۔ حکم شد که ده مقام در اینجا خواهد شد که باقی سامان خود مردم

TooBaa-Research-Library

بکنند ۔ کسی دیگر را طاقت عرض نبود۔ نجابت خان کہ مخلص راسخ الاعتقاد و بسیار با جرأت بود، عرض کرد کہ اینطور غرض کوچ کردن و باز اینطور مقام فرمودن باعث جرأت طرف ثانی خواہد شد۔ تبسم نمودہ فرمودند کہ تفصیل جرأت بعرض رساند تا جواب دادہ شود۔ بعرض رسانید کہ مقامات اینجا کہ دریافت آن طرف خواہد شد فوج عمدہ روانہ خواہد کرد تا کہ سد راہ ما گردد۔ فرمودند ہمین عین مصلحت است۔ اگر بجلدی برویم با تمام فوج مقابلہ خواہد شد۔ و در توقف اینجا مقابلہ با فوج اول خواہد شد۔ شکست دادن فوج اول از شکست دادن تمام فوج آسانتر است و در حالتی کہ خود جرأت آمدن کند و از آب نربدہ بگذرد حالت اینتوع خواہد شد۔

شعر

آنکس کہ زمامن و وطن دور شود
بیچارہ و مستند و مہجور شود
در آب ہزبر صید ماہی گردد
در خاک نہنگ طعمۂ مور شود

این توقف برای ہمین است دفع الوقت نیست، بلکہ برای مصلحت دیگر است۔ آن فایدہ کہ گفتہ شد لازم این توقف است۔ مصلحت دیگر آنست کہ حالت مردم ہمراہ از ضعیف الحال و مرفہ الحال معلوم گردد۔ کسی کہ باوجود رفاہ حال توقف کند نبردن او ار ہمین جا اولیٰ است کہ آیندہ این حالت باعث قصور تمام خواہد بود، و بر بعضی از امرا کہ گمان نفاق است در صورت استعجال کہ آنہا مساہلہ واہمال نمایند۔ فاصلہ بعید خواہد شد تدارک متعذر خواہد بود۔ لاعلاج بتغافل باید گذرانید یا مراجعت نمودہ علاج آنہا کردہ شود۔ چون نجابت خان شنید قدمبوس کردہ بعرض رسانید کہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ مصداق این مقال کرامت خصال این بود کہ در کوچ اول میرزا شاہ نواز خان کہ از متعینان دکہن بود ہمراہ نیامدہ و در کوچ ثانی عرض کرد کہ باعتبار نوکری اعلیٰ حضرت لاعلاجم کہ فقیر شدہ ہمین جا بمانم مرا با دارا شکوہ ربطی نیست۔ یک دختر در خانہ شما است و یک دختر در خانہ مراد بخش است۔ با دارا شکوہ نسبتی کہ رعایت آن ضرور بود نیست و بر حضرت خوب معلوم

است کہ از من در ہیچ جنگ و در ہیچ مقام کمی و کوتاہی نشدہ کہ حمل بر جبن و بد دلی شود۔ فرمودند در واقع حق نمک خوارگی از نجا بعید نیست۔ اما درینجا مقامات است۔ چند روز شما را بہ بینم ۔ وقت کوچ رخصت خواہم کرد۔ وچہ لازم است کہ فقیر شوند؟ بعرض رسانید کہ اینصورت ہم خلاف بندگی است۔ خانہ زاد نوازی کار اعلیٰ حضرت است۔ بعد از آن آزار اسہال اشتہار دادند۔ امرا کہ برای عیادت می آمدند حکم شد یک تنہا بیایند۔ خدمہ را بگذارند۔ چنانچہ روز دویم کہ میرزا شاہ نواز خان آمدند شیخ میر ایشان را بلا توقف دستگیر کردہ دست و گردن بستہ بغل و زنجیر بالای حوضۂ فیل نشانید۔ ہمانوقت حکم کوچ شد۔ بعد از رسیدن بہ برہانپور محبوس نمودند۔ بعد از فتح دارا شکوہ بسفارش زیب النسا بیگم کہ سہ روز ترک طعم نمودہ بودند کہ تا تاتائی من خلاص نخواہد شد طعم نخواہم خورد۔ بغصہ و غضب حکم خلاص شد و صوبہ داری احمد آباد مقرر نمودند کہ بعد از آمدن مراد بخش احمد آباد از صوبہ دار خالی بود۔ لیکن میفرمودند کہ خاطر من جمع نیست۔ لاعلاج حکم شدہ۔ خوب آیندہ فہمیدہ خواہد شد۔ ازین رو کہ سید است حکم بقتل مشکل۔ والا مثل مشہور است کہ سر بریدہ سخن نگوید۔ آخر آنچہ فرمودہ بودند بظہور رسید کہ بعد از گریختن دارا شکوہ در جنگ اجمیر رفیق او شد و در عین جنگ کشتہ گردید۔

۷۔ بوقت جنگ ادائے نماز

در شبی کہ فردای آن با شجاع جنگ مقرر بود قریب دونیم پہر شب گذشتہ بود کہ بعرض رسید کہ راجہ جسونت سنگہ با فوج خود کہ چہاردہ ہزار سوار و پیادہ بود و محافظت فوج ہراول تعلق باو داشت قرار دادہ کہ بشجاع ملحق شود۔ در اثنای راہ بر مردم و دواب اردوی معلیٰ دست اندازی سخت نمودہ۔ چنانچہ سررشتہ لشکر برہم خوردہ و آشوب تمام در مردم بہمر سیدہ اکثر با فوج آن مخذول رفاقت نمودہ راہ ادبار پیش گرفتند۔ حضرت در اوراد نماز تہجد بودند۔ بعد از شنیدن اشارہ بدست کردند کہ اگر رفت رفتہ باشد، و جوابی دیگر نفرمودند۔ بعد از فراغ از اوراد میر جملہ را طلب نمودہ فرمودند کہ اینصورت ہم از فضل الٰہی شد کہ اگر این نفاق اندیش در عین جنگ این کار میکرد تدارک مشکل بود۔ بعدہ

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

حکم نقاره و سواری شد، و خود بدولت سوار شده باقی شب راهمان طور بسواری فیل گذرانیدند۔ بعد از طلوع صبح معلوم شد که فوج شجاع از طرف دست چپ جنگ توپخانه کرده در آمدند۔ جمعی که اجل آنها رسیده بود کشته شدند۔ بفیلبان فیل سواری خاص فرمودند که بهر صورت فیل ما را بفیل شجاع برسان۔ درینوقت مرشد قلیخان که مشیر و مقرب بود، بعرض رسانیدند که اینطور جرأت خلاف طور بادشاهان است۔ فرمودند ما، هیچکدام بادشاه نشده ایم۔ مردم بعد از ینطور جرأتها بادشاهان میشوند۔ بعد از بادشاهی هم اگر در جرأت تفاوت شود آن سلطنت نمی ماند۔ شعر

عروس ملک کسی در بغل بگیرد تنگ
که بوسه برلب شمشیر آبدار دهد (a)

۸۔ دوازده وصیت

الحمدلله والصلوٰة علی عباده الذین اصطفیٰ ورضا
چند وصیت دارد۔

اول اینکه ـــ این عاصیٰ غرق معاصی را تلحیف و تفریش تربت مطهره مقدسه حسنیه علیه السلام نمایند که مغرقان بحار عصیان را بغیر از التجا بآن درگاه مرحمت و غفران پناه نیست، و مصالح این سعادت عظمیٰ نزد فرزند ارجمند بادشاهزاده عالیجاه است، بگیرند۔

دوم اینکه ـــ چهار روپیه و دو آنه از وجه کلاه دوزی نزد آیه بیگه محلدار است، بگیرند و صرف کفن این بیچاره نمایند۔ و سهصد و پنجروپیه از وجه کتابت قران در صرف خاص است روز وفات بفقرا دهند۔ ازین راه که زر کتابت قران نزد فرقه شیعه شبه حرمت دارد، بکفن و مایحتاج آن صرف نکنند۔

سوم اینکه ـــ باقی مایحتاج از وکیل بادشاهزاده عالیجاه بگیرند که وارث قریب در اولاد

(a) همین در نسخه A ۔ در نسخه N

عروس ملک کسی در کنار گیرد چست
که بوسه برلب شمشیر آبدار زند

ایشانند، وحلیت و حرمت بر ذمه ایشان است، برین بیچاره باز پرس نیست که مرده بدست زنده۔

چهارم اینکه ـــ این سرگشته وادی گمراهی را سر برهنه دفن کنند که هر گنه گار تبه روزگار را که سر برهنه نزد بادشاه عظیم الشان ببرند البته محل ترحم خواهد گردید۔

پنجم اینکه ـــ بربالای صندوق تابوت پارچه سفید گنده که گزی گویند، پوشش نمایند، و از شامیانه و بدعت مغنیان و مولودی احتراز کنند۔

ششم اینکه ـــ بروالی ملک واجب باد که باخانه زادان بی سروپا که همراه این عاصی دور از حیا در دشت و صحرا گشته اند، مدارات نمایند۔ و اگر بتصریح تقصیرے از اینها واقع شود بعفو جمیل و صفح جزیل مکافات فرمایند۔

هفتم اینکه ـــ بهتر از ایرانی برای متصدی گری دیگری نیست، و در جنگ هم از عهد حضرت جنت آشیانی تاحال احدی ازین فرقه از معرکه روگردان نه شده و پاۓ استقامت اینها نلغزیده۔ معهندا اگاهی خودسری و حرام نمکی نکرده اند۔ لیکن چون بسیار عزت طلب اند باینها ساختن بسیار مشکل۔ بهرحال باید ساخت و بجدار مریز باید کرد۔

هشتم اینکه ـــ فرقه تورانی سپاهی مقرری اند۔ برای تاخت و تاراج و شبخون و بندی کردن خوب اند۔ از برگشتن در عین جنگ که ترجمه تیربازکشی است، وسواس و هراس و خجالت ندارند۔ و از جهل مرکب هندوستان زایان که سربرود لیکن جانرود، بصد مرحله دور اند۔ بهر صورت اینجماعه را محل رعایت باید داشت که اکثر جاها این مردم بکار می آیند که دیگری بکار نمی آید۔

نهم اینکه ـــ باسادات لازم السعادات باره بموجب آیه و آت ذی القربا حقه عمل باید نمود۔ در احترام و رعایت فروگذاشت نباید کرد۔ ازیں راه که بموجب (آیه) کریمه قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ محبت این جماعه اجر نبوت است۔ هرگز مقصر نباید بود که مثمر خیر دنیا و آخرت است۔ لیکن باسادات بارهه کمال احتیاط باید نمود۔ در محبت باطنی قصور نباید کرد، و بحسب ظاهر مرتبه اینها نباید افزود که شریک

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

غالب ملک طالب ملک اند۔ اگر اندک استرخائی عنان (a) شود ندامت خواهد شد۔

دهم اینکه — تامقدور والی ملک خود را از حرکت معاف ندارد، و از نشستن در یک مکان که در ظاهر صورت آرام در واقع منجر بهزار مصیبت و آلام است، محترز باشد۔

یازدهم اینکه — بر پسران هرگز اعتماد نکند و طور مصاحبت در زندگی ننماید که اگر اعلیٰ حضرت بادارا شکوه این سلوک نمیکردند کار باینجا نمیرسید و کلمة الملک عقیمه همیشه مدنظر باید داشت۔

دوازدهم اینکه — عمده رکن السلطنت اطلاع اخبار ملکی است و غفلت یک لحظه باعث ندامت سالهای دراز میگردد که مقدمه گریختن سیوای مقهور از غفلت شد و تا آخر عمر همان سرگردانی باقی بود۔ مبارک اثنا عشر اختتام بر دوازده وصیت کرده شده۔

شعر

اگر در یافتی بر دانشت بوس
و گر غافل شدی افسوس افسوس

۹۔ در وقتیکه محمد معظم بهادر شاه را برائے قید کردن طلب کرد

در وقتیکه محمد معظم بهادر شاه را برای قید کردن طلب کردند در تسبیح خانه آمده حاضر شدند۔ بختاور خان داروغۂ خوشبوی خانه را حکم شد که هر عطر که بابا خواسته باشند بیارید۔ بهادر شاه عرض کردند که غلام را چه طاقت که خود اختیار کند؟ هرچه تفضّل شود همان بهتر خواهد بود۔ ارشاد شد که این فرمودن هم از راه تفضّل است۔ بهادر شاه به بختاور خان گفتند که غیر از عطر فتنه هر عطر که باشد خوب است۔ فرمودند که بلی ما هم احتیاط همین امر کرده شما را باین مکان تصدیعه دادیم۔ بعد از آنکه عطر آمد حکم شد سلاح از خود جدا کرده نزدیک آئید که عطر بدست مبارک مالیده شود۔ بعد مالیدن عطر که ایشان بنابر تسلیمات رفتند، خود بدولت برخاستند و بمحرم خان حکم شد که باتفاق حمید الدین خان سلاح که

(a) A روند۔ R روند۔ N شود ندامت فائده نیارد، دریغ سود ندارد چون رفت کار از دست۔

TooBaa-Research-Library

از هر چار پسر ایشان بگیرند و هر پنج را بنشانند۔ چنانچه اول که نزدیک محمد معزالدین آمدند او دست بقبضه شمشیر گذاشت۔ بهادر شاه بغضب آمده گفتند که ای بدبخت باقبله و کعبه خود خلاف حکمی میکنی؟ چنانچه بدست خود سلاح از پسر گرفته حواله محرم خان کردند۔ پسران دیگر بلاعذر سلاح واکرده دادند۔ وقتیکه بحضرت خبر رسید فرمودند که تسبیح خانه بجائی چاه یوسف شده است بجاه یوسف خواهد رسید۔

۱۰۔ نصائح به بهادر شاه

روزیکه بهادر شاه را از قید خلاص نمودند در حضور خود نشانده فرمودند: ازین راه که مثل من پدری از شما راضی بود البته سلطنت نصیب شما خواهد شد۔ رضامندی اعلیٰ حضرت مارا در کار نبود که ایشان متعین دارا شکوه بودند و او بمصاحبت هنود و جوگیان بی ایمان شده بود۔ محض اعانت دین سید المرسلین علیه الصلوٰة والسلام سبب نصیحت باشد۔ چند نصیحت بشما کرده میشود، باید که در خاطر خود داشته باشید۔ اگرچه یقین میدانم که عمل کردن بر آن از طبع شما دور است، لیکن از شفقت پدری و محبت و اطاعت که شما بجا آورده گفته میشود۔ اول اینکه بادشاه باید که وسط باشد میان لطف و قهر، هر کدام که از دیگری بیشتر باشد موجب انکسار سلطنت میشود که در لطف زیاده مردم جرأت پیدا میکنند۔ و در قهر افزون طبایع را نفور بهم میرسد۔ چنانچه عم این نحیف سلطان الغ بیگ باوجود فضل و کمال بتسفیک دماء جرأت داشتند که بر جریمه سهل حکم قتل میفرمودند۔ پسر ایشان عبداللطیف ایشان را محبوس نموده بقلعه نهاوند فرستادند۔ در اثنای راه از شخصی پرسیدند که برهم خوردگی سلطنت ما را از چه راه دانستی؟ گفت از راه تسفک دماء که مردم از شما تنفر پیدا کردند۔ آنچه جد امجد همایون بادشاه کرد مساهله بیجا و عفو و سستی در کارها که باوجودیکه جرأتها که شیر خان در صوبه بنگاله میکرد مکرر بعرض رسید تغافل میفرمودند و پدرش را که حسن سور بود سرزنش مینمودند که حرکات پسر خود را می بینی و باو نمی نویسی؟ او جواب داد که کار او از نوشتن گذشته است۔ نمی دانم که غفلت حضرت آخر چه خراهد کرد۔

دیگر اینکه بادشاه هرگز آرام طلبی و فراغت شعاری را بر خود روا ندارد که بدترین

TooBaa-Research-Library

اسباب خرابی ملک وانهدام دولت این شیوه نامرضیه است. همیشه تامقدور در حرکت باید بود.

شعر

بادشاه و آب را در یک مکان بودن بد است
آب میگندزد زبودن (و) شه رود کارش زدست

در سفر باشد.

شهان را حرمت و عیش و وقار
فکر آرام و تنعم میکنم بی اعتبار

دیگر آنکه در فکر تربیت نوکران باشد و هر کدام را که لایق کاری داند بان منصوب کند و کار آهنگر از درودگر فرمودن از عقلا بعید است. کار بزرگان بخوردان و کار خوردان بزرگان نباید فرمود که بزرگان از کار خورد تنگ کنند و خوردان را حوصله کار بزرگ نباشد. خلل تمام در انتظام سرکار روی دهد.

۱۱. چند امور بسلسله حکومت

دروقتیکه محمد معظم بهادر شاه را از قید خلاص فرمودند تفضلات و عنایات نموده. روز رخصت ارشاد شد که اگرچه بنابر ضرورت ولاعلاجی گوشمال افعال تمام زوال شمارا داده چند سال در قید داشتیم . اما علامت قوی سلطنت همین است که تخت وجاه حضرت یوسف مشروط بحبس بود. انشاء الله تعالی برای شماهم همین طور خواهد شد. بنابر همین امید در زندگی خود هندوستان بهشت نشان را حوالهٔ شما کردیم. احکام زایچهٔ ما را که فاضل خان علاء الملک از روز ولادت تابعد وفات نوشته بحسب تجربه تمامش مطابق واقعه آمده. در آن مرقوم است که بعد ازین سلطنت که قاطع عمر سماک رامح و سماک اعزل است و در حلق درجهٔ طالع واقع شده است. باید که بادشاهی بیخبری تنگنفسی معدوم الضرری که کلماتش همه ناتمام و تدبیرش همه خام باشد. برای بعض اشخاص اینقدر شادابی که قریب به غرق باشد و برای برخی اینهمه خشکی که بیم زوال باشد، بعمل خواهد آورد. این همه صفات

TooBaa-Research-Library

حمیده و حالت پسندیده در ذات شما دریافت میشود. اگرچه وزیری لایق که در عمل ما پیش آمده است و بهمر سانیده ایم، متعاقب خواهم فرستاد، لیکن چه فائده که چهار رکن سلطنت یعنی اولاد اربعه هرگز آن بیچاره رابحال خود نخواهند گذاشت که کاری بکند ؟ باوجود این حال هم باز دست و پای خواهد زد که فی الجمله کار برونق خواهد بود. لیکن همان قاعدهٔ علم طب است که تاماده از اعلیٰ بدن نازل نشود هرچند در اسافل بدن قوت باشد، بالاخره کار بضعف وانحلال بل بفساد و زوال میکشد . درین مقام هم همین صورت است. هرچند که از صحرا گردی و هامون نوردئی ما خانه زادان فراغت شعار ازمادر و پدر بیزار آرزوی فنائی حیات مستعار مادارند. لیکن بعد از مازبی تمیزیها وناشناسیهائی این فرزند ناقدر دان چیزی که برای ما آرزو دارند از خدا برای خود طلب خواهند نمود. بهر حال بموجب محبت پدری گفته میشود که آنقدر شور مباش که از دهن بر اندازند. و آنقدر شیرین هم مباش که فرو برند. اما این نصیحت هم غیر مقام بود که شوری اصلاً در آن فرزند نیست حق برادر عزیز است، وحصه بینمکی نصیبهٔ آن فرزند وافر تمیز. حق سبحانه هردو برادر را در کمال اعتدال داراد. آمین یارب العالمین.

۱۲. نقاره زدن ضابطه بادشاهان است

از واقع کابل بعرض رسید که بادشاهزاده محمد معظم در وقت عدالت امر نمودند که چهار طبل بزنند.

شرح دستخط خاص عمدة الملک مدارا لمهام حسب الحکم بنویسد که بجائی چهار طبل چهار دہل بزنند. (d) در عدالت نقاره زدن ضابطهٔ بادشاهان است. اگر خدا خواهند داد خواهید شد. اضطراب چرا؟

۱۳. محمد معظم در جامع مسجد کابل

از نوشته هرکاره صوبه کابل بعرض رسید که بادشاهزاده محمد معظم بهادر شاه در مسجد جامع

(d) در نسخه N که غرض از طبل ضمناً نقاره زدن عدالت بادشاهی است.

TooBaa-Research-Library

قنات کشیده نمازهای سنتی بجا آوردند۔ بر فرد عرضی دستخط شد که در واقع از ترس وجبن که خلقی آنفرزند است، اینمقدمه بعید نیست۔ باوجود این جبن از ماهم اندکی خوف باید داشت۔ امری که مخصوص سلطنت باشد، چگونه اقدام بان توان کرد؟ اعلیٰ حضرت غفران مرتبت در کار پسران مساہله نمودند تا کار بجای رسید که رسید۔ دستخط حاشیه ــ ناظر از خدمت تغیر وصدی کم (که) اصلاً ومطلقاً چیزی از ۔بمنقدمه ننوشته۔ محرم خان ناظر دیگر تجویز نماید۔ جاگیر واقع نگار و سوانح نگار بالتمام تغیر نمایند۔ کسی منصب از آن نشد که آئنده بکار خواهد آمد۔ هرکاره باز زود تحقیق کرده حقیقت را بنویسید۔ اگر واقعی است از صوبه داری تغیر کرده بحضور باید طلبید۔

۱۴۔ از نوشته ناظر محمد معظم بهادر شاه

از نوشته ناظر محمد معظم بهادر شاه بعرض رسید که در وقت بر آمدن از چکله سرهند در گوش داروغه فیلخانه چیزی باهستگی فرمودند که غلام آگاه نشد۔ چهار کروه از منزل بر آمده بود که میان دو فیل مست جنگ واقع شد۔ خود با مردم سپاه و بهیر ایستاده شده ملاحظۂ جنگ نمودند۔ بعده فیلبانان هر دو فیلرا جدا کرده روانه شدند۔ لیکن درین جنگ هیچکدام از هر دو فیل باعث تصدیع و پایمالی خلقت نشد۔

فرد بدستخط رسید که ــ عرض اول از ترس جان بود که اخفا مقدور نبود۔ وثانی که از هر دو فیل ضرری بکسی نرسید شامت طمع که اعمی واهم میگرداند بظهور رسید۔ میر بخشی دوصدی ناظر کم کند و جاگیر بقدر کمی منصب تغیر نماید۔ وعمدة الملک مدار المهام در عوض فرمان حسب الحکم بشاه نادان بنویسد که جنگ فیل مخصوص بادشاهان است۔ باین آرزوهای لاطائل بیحاصل بادشاهی زود نخواهد رسید۔ هرگاه وقت آید و در نصیب باشد خواهد شد۔ آدمی را چیزیکه خراب میکند طلب بیش از قسمت و پیش از وقت است۔ ما را چرا متغیر و خود را مکدر باید ساخت؟

۱۵۔ از وقائع صوبه کابل عرض رسید

از واقع صوبه کابل بعرض رسید که محمد معظم بهادر شاه روز دیوان جائیکه می نشیند زیر مسند چبوتره که در زیر زمین بقدر یک گز ارتفاع دارد، درست کرده بر آن نشسته دیوان میکند ۔ فرد بدستخط رسید که

شعر

بهوس کار بر نمی آید
در همه کار لطف حق باید
تکیه برجای بزرگان نتوان زد بگذاف
مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی

عجب که قید چند ساله دماغ پندار آن آماده کبر و حمق را باصلاح نیاورد۔ دو گرزدار شدید رفته از سر دیوان برخیزانند وچبوتره را بشکنند ۔ اگر در وقتی رسند که ایشان بر دیوان نباشند، صبر کنند تا دیوان نمایند و موجب حکم بعمل آرند۔ جزاء بما کانوا یعلمون۔ اعلیٰ حضرت فردوس مرتبت آنقدر تساهل وتغافل باپسران کردند که رئیس مروس کالمعکوس گردید۔

۱۶۔ عرضی حمیده بانو از صوبه ملتان

حمیده بانو محلدار محل محمد معظم بهادر شاه از صوبه ملتان عرضی کرده بود که اکثر اوقات در وقت شب در خلوت خاص که امت الحبیب تشریف میبردند، قلمدان با بیاض همراه ست۔ از راه ادب ضابطه نیست که محلدار یا نایب او در آن وقت حاضر باشد۔ در وقت رخصت به این پیر کنیز بالمشافه (فرمودند و) داخل احکام دیگر هم (نمودند) که هرگاه قلمدان را طلب کنند در آن مکان این پیر کنیز یا شرف النسا نایب این ضعیفه حاضر باشد۔ حقیقت اینست ۔ درین باب هرچه حکم شود؟ بدستخط رسید که اگر از راه ادب خلوت خاص نتوان رفت منع قلمدان راچه ادبست؟ بهر حال آینده اصلاً و مطلقاً قلمدان را در اندرون نباید گذاشت۔ و بناظر حکم رفته که در بیرون هرگاه ضرور باشد قلمدان را حاضر کند که بقدر دستخط ضروری در پیش ایشان باشد۔ بعد از آن ناظر سر بمهر خود نگاهدارد۔ و بفرزند مجهول

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

الحال ناظر بگوید که حبس چند ساله باعث آگاهی نشد که اقدام باین جرأت نما میشود۔ الحال ہم چیزی نرفته۔ دوری مانع تنبیه نیست

این گوی و این میدان
ای نافهم هیچ مدان

۱۷۔ محاصره قلعه پرلی

قلعه پرلی چهار ماه در محاصره بود۔ بعد از آن برسات نزدیک رسید۔ در آنجا چنان مقرر بود که هرگز باران بغیر از تگرگ نمی شد۔ بنابر آن در لشکر تشویش عظیم بهم رسید۔ شیخ سعدالله خان معرفت محرم خان عرض کرد که دریک روز صلح میشود اگر بادشاهزاده عالیجاه ناخوش نشوند۔ حکم شد امروز صبر کند فردا جواب داده خواهد شد۔ آخر روز معلوم شد که بادشاهزاده تکلیف مالایطاق در باب مصالحه دارند، و شیخ مذکور بمحض اخراج قلعه دار بمردم بغیر از مال صلح مقرر کرده ست۔ فرمودند کار پخته کند که بمجرد حکم باید که بیرق بلا فاصله بر قلعه ایستاده شود۔ چنانچه موافق حکم کار پخته شد۔ فردا در عدالت اول روز به شاه عالیجاه فرمودند که مارا خاطر داشت شما ضرور است و اگر نه صلح چندان صعوبت ندارد۔ از دیگری هم صورت میگیرد۔ بعرض رسانیدند که غلام در هرچه کار سرکار والا شود رفیق است۔

فرمودند باز آزرده خواهید شد۔ عرض کردند غلامان را چه طاقت که از پیر و مرشد خود آزرده شوند؟ باز عرض کردند که آن شخص واسطهٔ صلح کیست؟ فرمودند شیخ سعدالله۔ عرض کردند که البته حکم شود۔ چنانچه شیخ سعدالله حاضر نبود بمحرم خان فرمودند که بشیخ مذکور حکم برساند که بزودی بیرق بر قلعه قایم کند۔ بفاصله دو گهری بیرق بر قلعه قایم شد و نوبت فتح نواختند۔ اعظم شاه در کمال بیدماغی و تندی عرض کردند که باید که ما غلامان خود ها را بزهر هلاک کنیم که این پاجیها مصاحب شدند۔ بادشاه فرمودند که فی الواقع از ما پاجی پرستی شد۔ هر دو پاجی را از لشکر اخراج میکنم۔ شیخ سعدالله به بنگاه برود و شما را صوبه احمد آباد مقرر کردیم۔ حکم شد که سیادت خان داروغه گرز برداران باهمه گرز داران همراه رفته سه کروهی لشکر در سانپگانو فرود آرد و بدیره رفتن ندهد۔ و خود پرده عدالت

TooBaa-Research-Library

انداخته برخاستند۔ اعظم شاه حیران و متحیر شده توسل بعمدة الملک اسد خان نمود۔ او عرض کرد که دو روز مهلت شود تا اندک باران بایستد۔ حکم شد که نوکران را چه بار که در مقدمه فرزندان عرض کنند؟ اسد خان از عرض خود نادم گردید۔ بهرحال (g) همراه داروغه گرزداران رفته بادشاهزاده بدیره سانپگانو منزل نمودند۔ و از آنجا عرضی کردند که موم جهت موم جامها بهم نمیرسد۔ حکم شد از سرکار والا قیمت داده بگیرند۔ باز عرضی کردند که در طلب نقدی غلام وضع شود۔ دستخط شد (h) که هیچ عاقل نقد به نسیه نمیگذارد۔ تا رسیدن وقت نقدی که زنده و که مرده؟ زر نقد باید داد و باید گرفت۔ چنانچه بموجب حکم عمل نمودند۔ یکهزار دو صد روپیه فرستاده موم گرفتند۔

۱۸۔ مکتوب شهزاده محمد اعظم بنام عنایت الله خان

بادشاهزاده محمد اعظم شاه بعنایت الله خان نشان نوشتند که مطلب و مطلوب نشان باید بعرض اقدس برسد۔ سید لعل منصب سه پشتی دارد و در جاگیر غلام که در مندسور است اقدام بشرب خمر و انواع بدعت مینماید۔ حکم شود که جاگیر نامبرده تغیر کرده باین غلام دهند تا رفع مفسده گردد۔

شرح دستخط آنکه کاریکه تعلق بمحتسب دارد بخود گرفتن والتماس تغیر جاگیر نمودن تصرف تازه و بامزه است۔ جاگیر یک پشتی تغیر نمودن محال است۔ چه جائی سه پشتی؟ جاگیر کسی بگفته کسی تغیر نمی شود۔ در نوکری آن بابا با سید لعل مساوی و در سیادت طرف ثانی بهزار مرحله زیاده۔ صدر الصدور بمحتسب آنجا بنویسد که بتحقیق وا رسیده مفصل معروض دارد۔ الحمدلله که بطور اعلیٰ حضرت اولاد را مسلط ننموده ام که ندامت کشم۔

(g) A.N. — همراه گرزداران بادشاهزاده بدیره منزل نمودند۔

(h) A.N. — که این نمیشود۔ این نسیه است۔ ما نقدی نوشته ایم تا رسیدن وقت نقدی که زنده و که مرده؟ الحال از خانه خود باید داد و باید گرفت۔

TooBaa-Research-Library

۱۹۔ مردمی در خود شکنی است نه که در تہور و بیباکی

از وقایع فوج محمد اعظم شاہ بعرض رسید که بی ملاحظه برای دیدن قلعه پرناله بطرف مورچال میروند۔ ہرچند ناظر و محلدار منع میکنند بگفتهٔ آنہا ممنوع نمیگردند۔ وہمین طور از نوشته ناظر و محلدار ہم بعرض رسید۔ دستخط شد عجب از آن فرزند که صحبت ماہیچ اثر نکرده۔ از احتیاط و دور بینی ہزار مرحله دور افتاده۔ الحزم سوء الظن بخاطر نیاورده۔ واز آیه ولا تلقوا باید کم الی التهلکه بہره نیافته۔ شعر

مرغیکه زیرک است درین بوستان سرا
گل را خیال چنگل شہباز میکند
خون میچکد ز زخم نمایان زخنده اش
کبکی که بیملاحظه پرواز میکند
از صحبت نیکان نشود طینت بد نیک
بادام ہمان تلخ برون با شکر آید

مردی در تہور و بیباکی نیست بلکه در خود شکنی است۔

کمال مردی و مردانگی است خود شکنی
ببوس دست کسی را که این کمان شکند

۲۰۔ سزائے بدسلوکی

بہروز خان ناظر دیورھی محمد اعظم شاہ بعرض رسانید که بادشاہزاده بانور النسا محلدار بدسلوکی کردند چنانچه در باغ بادشاہی احمد آباد ہمراه نمی بردند۔ محلدار بیرون چیٹھی فرستاده منع سواری نمود۔ چنانچه غلام آمده بغیر امر سواری بادشاہزاده را موقوف کرد۔ ایشان محلدار را از مجلس بیرون کردند۔ دستخط شد که منصبداران متعینه و خواجه قلیچخان بافوج خود و راجه زور متفق شده مانع سواری و دیوان شوند تا حکم حضور برسد۔ روز دوم که این خبر به بادشاہزاده رسید عرضداشت معرفت بادشاه بیگم خواہر خود فرستاده عفو جرایم درخواست کرده۔ رضانامه بمہر ناظر و محلدار فرستادند۔ عرضی بدستخط خاص رسید که تغیر محال را

TooBaa-Research-Library

موقوف کردیم۔ لیکن اگر تعزیر بمال ہم نشود باز ہم جرأت باین طور امور باقی میماند۔ تعزیر این جریمه پنجاه ہزار روپیه از نقدی آن فرزند ناعاقبت بین پواج نشین بی تمکین داخل خزانهٔ عامره نمایند۔

۲۱۔ معاوضه نقصان

از روی سوانح احمد آباد صوبه داریٔ محمد اعظم شاہ بعرض رسید که جاناجی دالیه ناسردار غنیم در چہل کروہی احمد آباد در شاہراه سورت سوداگران را تاراج نمود۔ این حقیقت بشاه عالیجاه از روی اخبار معلوم شد۔ فرمودند که در فوجداری امانت خان متصدی سورت بوده۔ مارا کاری نیست۔

برفرد سوانح دستخط شد۔ پنج ہزار از اصل منصب کم و بموجب اظہار تاجران زر نقد از وکیل ایشان بگیرند۔ اگر غیر بادشاہزاده میبود بعد تحقیق حکم شد۔ برای بادشاہزاده سزا عدم تحقیق است۔ زہی بادشاہزادگی که خودرا اکمتر از امانت خان بدانند! ہر گاه در حالت حیات مادعوئ وراثت ملک داشته باشند پس چرا در حیات (ما) امانت خان را شریک میراث (نه) گردانند؟

بیت

دردی که با دوا نشد آنرا علاج نیست
آنرا که عقل نیست بہیچ احتیاج نیست

۲۲۔ عرض اعظم شاہ در عدالت

محمد اعظم شاہ در عدالت برای مطلبی عرض میکردند۔ چون جواب موافق مدعا نیافتند بیدماغ شده قدم پیش گذاشتند آن قدر که پای ایشان بر مسند آمد۔ حضرت مکدر شده پرده عدالت انداخته برخاستند و حکم منع مجرا شد۔ کسی دیگر را طاقت شفاعت نبود۔ شاه سلیم الله عرض کرد که قدم پیش گذاشتن بادشاہزاده از راه جرأت نبود بلکه از راه غفلت بود۔ من عفی واصلح فاجره علی الله۔ در پائین آیه دستخط شد۔

TooBaa-Research-Library

از ساحل نجات بحر فنا فتاد
از حد خود کسی که قدم پیشتر گذاشت

۲۳- طنز اورنگ زیب به محمد اعظم

محمد اعظم شاه ازین راه که سبک مزاج و بد زبان بودند جناب مقدس را بجمعه کناس که خدمت دیوان خاص میکرد منسوب کرده بودند. این خبر بسمع مبارک رسیده بود. روزی بصحن دیوان خاص جاروب میکرد. بطرف اعظم شاه متوجه شده فرمودند که بابا این خاکروب چهار پسر دارد. عرض کردند که یک پسر دارد. آنهم طفل است. ارشاد شد غلط میگویند. من اینقدر خبر دارم که ازین یک پسر بولایت هم رفته است. از شنیدن این سخن اعظم شاه مدعا فهمیده نهایت انفعال کشیدند و پیش همشیره خود زینت النسا بیگم گله کردند که حضرت اصلاً رعایت و حرمت والده صاحبه من نکردند که پدر من جمعه خاکروب را قرار دادند. فرمودند بلی بابا شما اصلاً رعایت و حرمت اعلیٰ حضرت نکردند که پسر او جمعه کناس مقرر کردند.

۲۴- عرضی صوبه دار احمد آباد

از وقائع همراهی محمد اعظم شاه که صوبه دار احمد آباد بودند (بعرض رسید و ایشان هم) عرضی نمودند که بسبب طول آزار که مدتی تب ربع بوده باوجود که زیاده بر دو ماه است که بالکلیه برطرف شده نقاهت بحدیست که طاقت حرف زدن نمانده. امیدوار است که ازین صوبه طلب حضور شود که بهر صورت بعد از سعادت قدمبوس جان ناتوان نثار سازد. شرح دستخط حافظ حقیقی درهمه حال نگاهبان آن ثمرة الفواد باد. در چنین نقاهتی رخصت حرکت و آمدن خالی از بیدردی نیست. بیت

بالاتر از وصال شمارد خیال را
شکر خدا که دیدهٔ ما ناسپاس نیست

این پیر ضعیف و این بیچاره نحیف بغیر از درد سری بصد درد مبتلاست لیکن تحمل را شعار

TooBaa-Research-Library

شعر

در مشرب جمعی که مهیای رحیل اند
هر رنجش بیجائی فلک لطف بجائیست
ما حوصلهٔ درد نداریم وگرنه
هر درد که روزی شود از غیب دوائیست

گاهی که بانفس شوم ملوم بسخن می آید میگوید که بغیر دل که عزیز و نگاه داشتنی ست جهان و هرچه درو هست و گذاشتنی ست چه بستهٔ بزمین و زمان دل خود را که گذشتنی ست. و زمین و زمان گذاشتنی ست.

ترا بخاک زند هرچه را بر افرازی
بغیر رایت اشکی که برفراشتنی ست

۲۵- به سلسله شهزاده کام بخش

از نوشته ناظر و وقایع نگار همراهی بادشاهزاده محمد کام بخش بعرض رسید که بعد از فتح قلعه جنجی خان نصرت جنگ در باب کوچ و مقام باحتیاط برای اینکه زیاده از پنجاه هزار سوار غنیم در اطراف بود بباد شاهزاده عرض کردند. ایشان بدرشتی پیش آمده فرمودند که من اختیار دارم هر گاه خواهم کوچ کنم. تا آنکه کار بناخوشی رسید. خان مذکور ترک مجرا دربار کرده در سر سواری مجرا مینمود. تا آنکه روز چهار شنبه نهم ذی قعده وقت دوپهر که در دیره خود فرود آمده بودند. چیله برای طلب خان مذکور فرستادند. او در آمدن تعطیل مینمود. چهار چیله پی در پی آمد. درینضمن هرکاره هائی او خبر آوردند که باکوکه خود تدبیر گرفتن و محبوس نمودن شما کرده اند. و نیز از نوشته ناظر معلوم شد که این سخن واقعی است. خان مذکور ارباب تحریر را طلب نموده آنهارا شاهد گرفته خود با راو دلپت بندیله سوار شده در اندرون جالی فیل سوار آمده سراچه دیوانخانه را بخرطوم فیل کشید. ایشان که این حالت دیدند خواستند که خود را به محل سرا رسانند. راو دلپت آمده هر دو دست ایشان را گرفته بسر آستین کشیده نزد فیل خان مسطور آورد. خان مزبور اشاره کرد که بر فیل خود بنشانند.

TooBaa-Research-Library

چنانچہ بہمین طور چہار کوچ شدہ و شب و روز ہمراہ راہ دلیت میباشند۔ ودر خیمہ او میگذرانیدند۔ بعد معروض فرد بدستخط مقدس رسید۔ شعر

پرستار زاو نیاید بکار
اگرچہ بود زادۂ شہریار

حضرت نوح علی نبینا وعلیہ السلام بہ پسر ناخلف چہ علاج کردند کہ من توانم کرد؟ خان نصرت جنگ بیفرہنگ نیست۔ ہرکہ او را بد گوید از بددان است۔ برای آوردن آن نابکار سر دفتر اشرار تا بیجاپور خان نصرت جنگ ہمراہ باشد۔ بعدہ بعمدۃ الملک حوالہ نماید۔ و فرمان بصوبہ دار بیجاپور بفرستند کہ ہزار سوار ہمراہ دادہ روانہ حضور نماید۔ وخان نصرت جنگ برای محافظت ملک جدید از قلعہ جنجی وغیرہ برود۔ ہرگاہ فرمان صادر شود خواہد آمد۔

درحاشیہ عرضی دستخط شد کہ برای پسر کہ بمنطوق آیۂ عدولکم دشمنی ثابت و متحقق است۔ بادوست خود کہ نوکر خوب یکی از آنجملہ است کہ احیاء ک ثلاث چرا برہم باید زد؟ خصوص نسبت قریب کہ پسر خالہ است و رعایت صلۂ رحم لازم۔

(درنسخہ N عبارت ذیل زاید است)

درحاشیہ نوشتہ بود۔ کلام افلاطون احیاء ک ثلاث من شرک فی ملکک وفی محنک و فی سفرک۔ دوستان تو سہ نفراند۔ ہرکہ شریک نمک تو باشد و ہرکہ شریک محنت تو باشد و ہرکہ شریک سفر تو باشد۔

۲۶۔ بہ سلسلہ بیدار بخت

از نوشتہ ناظر ہمراہ بیدار بخت بہادر بعرض رسید کہ برای فتح قلعہ سنسنی تعلقہ راجہ رام جاٹ سابق تقید بسیار داشتند۔ الحال چنان معلوم شد کہ پیغام زبانی باو دادند ظاہراً دختر برادر خود دادہ از قلعہ بدر میرود۔ فرد بدستخط رسید کہ مضایقہ ندارد۔ دختر دادن ہم علامت انقیاد است۔ از قلعہ بیرون میرود۔ از ملک بادشاہی کجا خواہد رفت؟ لیکن۔ شعر

چہ مردی بود کز زنی کم شود
مطیع زنان بدتر از زن بود

TooBaa-Research-Library

تربیت فرزندان تعلق بآبا دارد نہ باجداد۔ شاہ عالیجاہ از مسابلہ و محبت والدۂ مرحومہ ایشان کار باینجار سانیدند۔ ضیق حال کہ تعزیر بمال است برای عاقلان اعظم وبال و نکال است۔ یکسال جاگیر نصف و منصب تغیر۔

۲۷۔ دربارۂ شمس النساء

از نوشتہ ناظر ہمراہی بیدار بخت بہادر بعرض رسید کہ شاہ زادہ ہمیشہ باشمس النساء دختر مختار خان کمال عنایت و محبت داشتند۔ درینولا برخلاف طور ہمیشہ اکثر ناخوشی مینمایند۔ چنانچہ یکروز فرمودند کہ دختر پاجی را نمیرسد کہ باسلاطین این ہمہ غرور داشتہ باشد۔ چنانچہ شمس النساء درجواب گفت۔ اگر خواہند مرا بکشند دیگر باشما حرف نمیزنم۔ لہٰذا از آن روز باشاہزادہ حرف نمیزند۔ برفرد عرضی دستخط شد۔ شعر

صبح دم مرغ چمن با گل نوخواستہ گفت
ناز کم کن کہ درین باغ بسی چون تو شگفت
گل بخندید کہ از راست نرنجیم ولی
ہیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نگفت

بنور الابصار واضح باد کہ درایام جوانی کہ باصطلاح پواج مصاحبان شما جوانی دوانی گویند۔ مارا ہم در آن ایام این تعلقی باشخصی کہ نہایت تبختر داشت بہمرسیدہ بود۔ تاحیات محبت او را بانجام رسانیدیم۔ و گاہی آزردہ نکردیم۔ دیگر آنکہ باسادات لفظ پاجی گفتن محض پاجی گریست۔ کسی اگر سید را پاجی بگوید البتہ پاجی نخواہد شد۔ اگر از نوشتۂ محلدار و ناظر رضامندی آن سیدہ نشود۔ بعتاب بلکہ عقاب گرفتار خواہید شد۔ جزاء بما کانوا یعلمون۔

۲۸۔ قصہ نصرت جنگ

ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ دروقتی کہ از فتح جنجی آمدہ چہار کروہی اردوی معلی در پرنالہ رسیدہ بود، سربراہ خان کوتوال بعرض رسانید کہ فرمان در باب تنبیہ مخذولان کہ

TooBaa-Research-Library

بطرف بنگاه آواره شده اند صادر شده و خان مذکور متصل اردوی معلی رسیده. حکم شد که دستک در آمدن در لشکر ندهد و یار علی بیگ که وکیل خان نصرت جنگ است این مقدمه را باو برنگارد. صبح روز دوم بغیر دستک داخل اردوی معلی شد. پروانگی دیوان خاص طلب کرد. حکم فرمودند که ترکش و کیسه در کربسته و کمان بردوش و بندوق در دست بحضور بیاید. و برخلاف سابق که پالکی تا جالی دیوان خاص می آمد امروز اندرون جالی نزدیک هردو راوتی دیوان خاص پالکی رابگذارد. یار علی بیگ این عنایت تمام عتاب را مفصل نوشت. چنانچه از کلال بار پیاده شده تمام سلاح از خود دور کرده عازم حضور شده در راوتی سردروازه دیوان خاص آمده نشست و انتظار حکم حضور داشت. تا دو گھڑی بسکوت و تغافل گذرانید ند بعداز آن رخصت آمدن شد. اراده قدمبوس نمود. پای راست دراز کردند. از تشویش و اضطراب زانوی خان نصرت جنگ بمسند رسید. این معنی ناخوش آمد. از کمال کرم و عنایت دست بر پشت او رسانیده فرمودند. چون مدتی در بیرونما بودید ضوابط حضور فراموش کردید.

زاغ دم سوی شهر و سر سوی ده
دم آن زاغ از سر او به

بعدازاں رو بطرف بهره مند خان کرده فرمودند که چه معنی دارد که خانه زادان بسبب رفتن بیرون آداب را فراموش کنند؟ ظاهراً درباصرهٔ خان مذکور تفاوت شده است. محرم خان را حکم شد که عینک آورده بدست خود بربینی خان مذکور بگذارد. و تاکید شد که همین طور بخانه رود. وازین راه که عنایت حضور است تا سه روز باید که عینک گذاشته بدستور خلعت بدربار می آمده باشد. چون خان مذکور این رسوای را مشاهده کرد بوقت شب بوساطت امیر خان داروغهٔ خواصان رخصت به تنبیه غنیم حاصل نموده. بعد از نماز عشا عینک گذاشته آمده در تسبیح خانه رخصت شد.

۲۹۔ مزید دربارهٔ نصرت جنگ

ذوالفقار خان بهادر نصرت جنگ بموجب حکم متعقب، هنوز تا سردار ضلالت آثار رفته بود. بحسب اتفاق عبورش از دو کروهی اردوی معلی شد. عرضی نمود که اتفاقاً

TooBaa-Research-Library

چنین رویداده که اتصال لشکر ظفر اثر عبور شد بغیر از ملازمت گذشتن خلاف ادب میداند. عرضی بدستخط مقدس رسید که دو امر خلاف ادب بظهور رسیده. یکی آنکه چرا چنین کرد که اشقیاء از نزدیکی معسکر معلی عبور کردند؟ این خالی از سوء ادب نبود بلکه احتمال تحریک بود دوم آنکه بکار مامور نپرداختن و برخلاف آن عرض کردن بخلاف اطاعت بعمل آمده. اطیعو الله واطیعو الرسول واولی الامر منکم ۔

۳۰۔ جنگ جوی خان دکھنی

از وقائع فوج ذوالفقار خان بهادر نصرت جنگ بعرض رسید که جنگ جوی خان دکھنی که بمنصب پنجهزاری سرفراز ست نقارهای او بر گاویشان بار کرده اند. ازراه فساد منشی میگوید که همراه نقارهای نوبت خان نصرت جنگ برابر برود.

شرح دستخط آنکه مارا چه مضایقه و خان نصرت جنگ را درین باب چه منع؟ هرگاه آن رئیس جماعه علیه اللعنة والنکال تشهیر خود را که عین رسوائیست نفهمیده اگر پیش پیش هم برود عین مطلب است. برابر رفتن هم کم فضیحتی نیست.

۳۱۔ عقرب در دست گرفتن و مار در بغل داشتن

از سوانح نصرت جنگ بعرض رسید که زندان خان دکھنی که چهار هزاری بضابطه دکھن سرفراز شده ازین راه که در کارهای بادشاهی جانفشانی میکند اگر زیاده ازین هم تفضّل شود بجا است. و بهمین مضمون خان نصرت جنگ هم عرضی نوشته. شرح دستخط لفظ جانفشانی محض عبارت و انشا است. مقرر اگر جانفشان میبود تا حال چرا زنده میبود؟ و رعایت اینجماعه عقرب در دست گرفتن و مار در بغل داشتن است. الکوفی لایوفی.

۳۲۔ کاری که باعث ملامت دنیا و موجب شقاوت عقبیٰ است

از سوانح صوبه (a)خاندیس بعرض رسید که سید (b)حسن علی خان بهادر در جنگ

(a)در A نادیر — در B احمد آباد — در R نادیر

(b)در هردو نسخه حسین علی. لیکن در عهد عالمگیر حسین علی در دکھن تعین نبود بلکه برادر کلانش حسن علی اخو مخاطب به قطب الملک.

TooBaa-Research-Library

هنوزنت ناسردار ضلالت آثار کمال تردد نموده بنگاه او تاخت و تاراج کرده۔ برادر زاده جاناجی را زنده گرفته بشرف اسلام در آورد۔ و ذوالفقار خان بهادر نصرت جنگ که برای تنبیه دهنا جادوئی مفسد ازاین راه عبور نموده۔ تجویز اضافه برای هردو برادر کرده تجویز نامه بحضور در داک فرستاد که اصل و اضافه برادر کلان هشتصدی است هزاری شود۔ و برادر خورد که هفتصدی است نهصدی گردد۔

بهر فرد دستخط شد که آفرین چرا نباشد؟ سادات منبع السعادت همین معنی دارند که در اعانت دین متین جد خود حضرت سیدالمرسلین از جان کوشش نمایند۔ برای هردو برادر دو خلعت از توشکخانه خاص بادو خنجر یشم ساده بعلاقه مروارید بدست (گرز بردار) بفرپسند۔ وعمدة الملک حسب الحکم تحسین و آفرین فراوان نوشته ارسال دارد۔ بهر عرضی دستخط شد که تجویز اضافه از آن خانه زاد مزاجدان بسیار بموقع شد۔ عدم استمالت ارباب سیف از سرداران حیف است که نشود۔ لیکن قبول اضافه یکدفعه مشکل۔ محبت با سادات رفیع الدرجات جزوء ایمان است بلکه عین عرفان۔ و عداوت باین فرقه مستوجب دخول نیران و سخط حضرت رحمان۔ لیکن کاری نباید کرد که باعث ملالت دنیا و موجب شقاوت عقبی گردد۔ ارخاء عنان باسادات بارهه وخیم العاقبتی است یعنی بد انجامی۔ ازین راه که این جماعه باندک ترفه و ترقی لاف انا ولا غیری زده از جاده صواب انحراف ورزیده۔ نظر را بلند داشته باعث بتنگی میگرداند۔ اگر به تغافل بگذرد کار دنیا مشکل میشود۔ واگر بتدارک رسد در آخرت پای در گل میگردد۔

۳۳۔ دربارهٔ غازی الدین خان

غازی الدین خان بهادر فیروز جنگ که میر شهاب الدین نام داشت، در اول که از ولایت آمده پدرش عابد خان در دارالخلافت در اثنای سواری زیارت حضرت قطب الاقطاب معرفت سربلند خان بخشی ملازمت کنانیده۔ بمنصب سیصدی سرفراز شد۔ بعد از آنکه باجمیر رفتند هیچ یک از قراولان برای گرفتن خبر محمد اکبر که درمیان راجپوتان رفته بودند، راضی نمیشد۔ میر شهاب الدین عرض کرد که غلام را قبول است۔ او را

TooBaa-Research-Library

خلعت و اضافه دو صدی داده فرستادند۔ روز چهارم خبر رسیدن او بچوکیداران گرد لشکر رسید۔ و او هم عرضی کرد که غلام خبر واقعی گرفته آمده است۔ زود حکم داخل شدن در لشکر بشود که معروضه دارد۔

بر فرد عرضی دستخط شد ــ مصرع

چون لعل هر که خون جگر خورد و صبر کرد
زیب کلاه افسر اقبال میشود

البته کوتوال دستک در آمدن لشکر بدهد۔

۳۴۔ سزائے قطاع الطریق

از وقائع فوج خان فیروز جنگ بعرض رسید که محمد عاقل نامی را بعلت قطاع الطریقی بر سر دیوان بقتل رسانیدند۔ شرح دستخط خاص عمدة الملک مدار المهام بخان فیروز جنگ بی فرهنگ بنویسد که بر قتل که عبارت از هدم بنیان الٰهی است بغیر از حجت شرعی اقدام نموده ــ وای بر آن روز که وارث بهم رسد و دیت قبول نکند۔ این نحیف را بغیر از حکم قصاص چه چاره که ترحم در حدود ممنوع نص کلام الله است؟

ولا تاخذکم بهما رافة فی دین الله۔

۳۵۔ غازی الدین خان و بزرگان ایشان

از وقایع غازی الدین خان بهادر فیروز جنگ بعرض رسید که خان مذکور در احکامی که باطراف مینویسد مقرر کرده که حسب الارشاد کرامت بنیاد بنویسند۔ دستخط شد که مضایقه ندارد۔ بزرگان ایشان درویش و خانقاه نشین بودند۔ فقط حسب الارشاد را قبول کردیم۔ هفت هزاری کرامت نمیدارد۔ مقرر کردیم که من بعد نثاری که در جشن جلوس با عباد میفرپسند بعرض قبول نرسد۔ بعد از آن که این خبر بغازی الدین خان رسید عرضداشت نمود که التائب من الذنوب کمن لاذنب له والمعتوب بالتقصیر فقد عفی الله عنه القلیل والکثیر۔ بر عرض داشت دستخط شد۔ من عفی واصلح فاجره علی الله ومن عاد فینتقم الله منه۔ ترجمه این آنست که هر که عقود ملامت باصلاح آرد پس

TooBaa-Research-Library

اجر او بر خداست۔ و ترجمه عبارت دویم آنکه هر که به تقصیر خود معاودت کند خدا تعالیٰ ازو انتقام میگیرد۔

۳۶۔ عرض حامد خان

از سوانح فوج حامد خان بهادر برادر غازی الدین خان فیروز جنگ بعرض رسید که بی عطای حضور نقاره و نقار خانه همراه دارد و نوبت هر روز بدستور جشن مینوازد۔ فرد بدستخط رسید که برادر خان فیروز جنگ مجهول نیست که اینطور جرأت نماید۔ معلوم میشود که هر روز در خانه او شادی است۔ هرگاه در نوبت نواختن شادی ارذل را احتیاج بعنایت حضور نباشد۔ در اینجا چه در کار است؟ آینده نباید که سوانح نگار از راه عداوت این طور شکوه او نویسد۔ آفرین بر صبر او که باوجود منصب چهار هزاری و خطاب بهادری نظر بر قلت عقل او نموده ما نوبت عطا نکرده ایم و او هم گاهی عرض نکرد۔

۳۷۔ خان جهان بهادر صوبه دار لاهور

خان جهان بهادر که صوبه دار لاهور بود، وقت مراجعت تعدی بر سکنه آنجا بسیار کرده چنانچه از سوانح بعرض رسید۔ روز ملازمت فرمودند که ما را بشما این گمان نبود۔ بدتر از همه آنکه در جاگیرات تعلقه لاهور بدعت چند قرار داده اند که همیشه باقی خواهد بود۔

شعر

ظالم بمرگ دست نمیدارد از ستم
آخر پر عقاب پر تیر میشود

۳۸۔ درباره پدر سربلند خان

سربلند خان میر بخشی که پدرش از خواجه زادهای معتبر بخارا بود و حضرت رعایت خاطر او بسیار مینمودند۔ گاهی که گله ازو میفرمودند همان بود که از اقوال او (a) خیلی بوئی

(a) در N — شما۔

TooBaa-Research-Library

(b) ایرانیان معلوم میشود۔ نامبرده روزی عرض کرد که در بخارا اکثر سادات بخاری این مذهب دارند۔ اثر صحبت آنها است که بنده رعایت باهل ایران بسیار میکنند۔ چنانچه صوبه داری کابل برای فلان امیر تجویز کرده ام۔ بر فرد عرضی دستخط شد که عرضی آن فدوی معتمد قبول فرمودیم۔ از توشکخانه خلعت شش پارچه بدهاند۔ جواهر و اسپ و فیل هم موافق ضابطه عنایت خواهد شد۔ لیکن این معنی در یاد باشد که ازین مرد این خدمت سرِ براه نخواهد شد۔ حق سبحانه تعالیٰ انجام بخیر نماید (c)۔

(b) در N — بوئی تشیع می آید۔ جواب میداد که بلی حضرت در بخارا اکثر سادات بخاری این مذهب دارند۔ اثر همان صحبت است لیکن بنده هنوز در آن مذهب مستحکم نشده۔ از ضعف طالع دست ازین برداشته و بآن نرسیده۔ حضرت تبسم نموده جواب نمیدادند۔ بنا بر آن رعایت اهل ایران بسیار مینمود و در کارها ایرانیان سعی بسیار میکرد چنانچه خدمت صوبه داری الخ۔

(c) در نسخه N — که باعث رسوای و فضیحت نشود که سالها از آن حکایت کند۔ گمان این شخص پر زور و گمانش در حق خود بکمال اعتماد و غرور۔ افلاطون باسکندر نوشته بود که ریاست راشدتی باید بی عنف و رخوتی باید بی ضعف۔ و این عزیز القدر در نهایت تختی و یکپهلو گری است که کجدار مریز را هرگز نمیداند۔ و معهذا در نهایت صداقت و سادگی است که اصلا مکر و حیله را نمی فهمد۔ و حکومت بغیر حیله نمی شود۔ ظاهر عبارت حدیث شریف که الحرب خدعه واقع شده۔ بموجب علم اصول (عدالت) جزئیات بسیار دارد۔ اغلب که فنون ریاست در همین کلی باشد۔ در ایامی که عازم صوبه داری دکن بودیم در برهانپور با درویشی صاحب تکسیر ملاقات شده بود۔ بعضی از نکات آن علم از استاد فرا گرفته شد۔ خود هم گاهی تصرفی نموده می شد۔ چنانچه در قواعد تکسیر مقرر است که حروف مشترکه از سطور تکسیر اگر خذف کنند مضمونی بالفظی که افادهٔ معنی کند بر می آید۔ چنانچه از حکومت و حیلت اگر دو سطر کرده حروف مکرر را خذف کنند۔ کل۔ یوم۔ و ملیک بر می آید۔ بنقلب ملیک کل یوم میشود۔ یعنی حکومت که با حیلت باشد مدام و مستقیم میباشد۔ و صاحبش مالک آن میگردد۔ و نزد عوام کالانعام مکر و حیله بسیار مذموم است۔ هرگاه حق سبحانه در کلام حمید مجید خود مکر را به ذات مقدس منسوب نموده که والله خیر الماکرین۔ پس حیله را مذموم داشتن خلاف نص است۔ معهذا در صوبه داری کابل حسرو عمده

TooBaa-Research-Library

۳۹ـ امور دنیارا بامذهب چه نسبت

محمد امین خان که اول از ولایت آمده، باعتبار آنکه پدرش در وقت فتح بلخ با حضرت عالمگیر عقیدت داشت و نیکو خدمتی نموده .بمنصب پانصدی سرفرازی داشت۔ و بمرور ایام در ترددات باغنیم لیم عاقبت و خیم و آوردن کهی از ستاره وغیره و آوردن رسد از اطراف و آمد و رفت در همه مورچال محل تحسین و آفرین شده۔ بدفعات اضافتها یافته تاسه هزاری دو هزار سوار منصب وصاحب نوبت شده۔ ازین راه که میخواستند که خان مذکور چند گاه در بیرون باشد و نوبت نوازند حکم شد که از روی سوانح معلوم شده که خزانه بنگاله از نربدا عبور شده۔ شمارفته درنجسته بنیاد مقام بکنید. وفی الحال از ترددات آسایش شود۔ و نوبت که عنایت شده بخاطر جمع بنوازید۔ بعده کاتبی که پوشیده بودند عنایت کرده رخصت کردند۔ بعد مراجعت و آوردن خزانه وجنگ کردن بامرهتای بیجیا وفتحیاب شدن۔ وزر سرکار بسلامت رسانیدن اسپ باساز طلاو خنجر باکلگی وخلعت خاص پوشیده خود بدولت عنایت کردند۔ وقتیکه تفضلات متواتر مشاهده نمود عرضی معرفت محرم خان از نظر مبارک گذرانید که نظر بر عبودیت وقدم خدمت که پیر غلام در بلخ کرده۔ این فدوی امیدوار عنایات بود۔ ازراه کثرت اعدا و قلت اصدقا جرأت بعرض مطالب خود درین مدت نه نموده متوکلاً علی الله این عرضی کرده است۔ نقل عرضی پیرو مرشد عالم وعالمیان سلامت — هردو خدمت بخشی باایرانیان بد مذهب دیو صفت مقرر است۔ اگر یک بخشیگری باین قدیم الخدمت مرحمت شود باعث تقویت دین وانتزاع کار از کفرهٔ لعین خواهد بود۔ آیهٔ یاایها الذین آمنوالا تتخذواعدوی وعدوکم اولیاء۔

برفرد عرضی دستخط شد که آنچه از قدم خدمت خود نوشته بیان واقع است۔ بقدر مقدور قدر دانی بعمل می آید۔ و آنچه از بدمذهب ایرانیان نوشته امور دنیارا بامذهب چه نسبت؟ و

(جزوء عمده؟) این شیوه است۔

من آنچه شرط بلاغتست با تو میگویم
تو خواه از سخنم پند گیر و خواه ملال

TooBaa-Research-Library

کارهای نسبت را بتعصب چه دخل؟

لکم دینکم ولی دین۔ اگر همین قاعده مقرر میبودی بایست که جمیع راجها و تبعه آنها مستاصل میکردیم۔ اختیار تغیر قابلان نزد عقلا مذموم است۔ استدعای یک بخشیگری که نموده اند التماس آنفدوی بموقع بود که منصب لایق این خدمت دارند۔ سببی که مانع است (آنست) که جماعه تورانی که برادران همشهری بزرگان ما اند یعنی متعینان آنفدوی — بمضمون ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة ۔ یعنی میندازید خود را بدستهای خود در هلاکت۔ درعین گیرودار مراجعت رامعیوب نمیدانند۔ اگر در آوردن کهی این حالت رودهد چندان مضایقه ندارد۔ لیکن درعین کارزار سخت مشکل است۔ اگر عیاذاً بالله از همراهیان حضور این صورت واقع شود دریک لحظه مقدمه تمام و حکایت بانجام برسد۔ اگر درین امر مجرب و آزموده انکاری داشته باشد مفصل معروض دارد۔ و جماعه ایرانی خواه ولایت زا خواه هندوستان زا که بجهل مرکب مشهور اند، بصد مرحله ازین حرکت دور اند۔

شعر

انصاف بده که جهل آن مردم زشت
بهتر ز هزار عقل روباه سرشت
یک عقل کفایت است یک لشکر را
در چشم خصم زدن زاله خشت

۴۰ـ استعفاء حمیدالدین خان

یار علی بیگ از زبانی هرکاره عرضی نمود که حمیدالدین خان بهادر با محمد مراد قول گفتگو نموده۔ محمد مراد گفت۔ ای مردک تو هم چیله و من هم چیله ـ ازین راه حمیدالدین خان استعفاء منصب کرده نزد بهره مند خان میر بخشی فرد استعفاء فرستاده۔ شرح دستخط آنکه مردک گفتن دشنام نبود تصغیر است یعنی مرد خورد۔ ارباب دنیا بالتمام مرد کلان نیستند۔ شاید خان بهادر راازچیله گفتن ننگ آمده باشد۔

TooBaa-Research-Library

شعر

میدرد پردهٔ خود پیشتر از پردهٔ او
هر که باکم زخودی دست و گریبان گردد
بر سنگ خار زد گر آبدار خویش
هر عاقلی که بحث بناقص عیار کرد

۴۱۔ شاہ نواز خان

در سنه سی و دو میرزا صدرالدین محمد خان صفوی که آخرها بخطاب شاهنواز خان سرفراز شده بود، بسبب عرض بیجا زمنصب بر طرف شد۔ چهل هزار روپیه سالیانه مقرر فرموده بودند۔ بعد از یک سال حقوق پدر ایشان میرزا سلطان صفوی که در جنگ دارا شکوه نهایت استقامت نموده بود، بیاد آمد۔ فرمان عاطفت بنیان مشتمل بر طلب با خلعت خاص بدست گرز داران فرستادند۔ خان مذکور فرمان را گرفته بوسید و خلعت را پوشیده آداب بجا آورده عرض کرد که بسبب اختلال حال که از مدتی بی منصب بوده قادر بر نگاه داشتن جمعیت نیست که تواند بحضور برسد۔ انتظار قافلهٔ بنگاله دارد۔

شرح دستخط ــــ

شعر

بوی گل و باد سحری بر سر راه اند
گر میروی از خود بہ ازین قافله نیست
فریاد که اسباب گرفتاری دل را
چون حلقهٔ زنجیر زهم فاصله نیست

در ظاهر صورت عذر بجا و در حقیقت سستی دل و تنگی۔ یاحق سبحانه تعالی همه ست قدمانرا راه نماید۔

۴۲۔ میرزا معز فطرت موسوی

به بهره مند خان که در آن ایام بخشی بود، حکم شد که موسوی خان عرف میرزا معز

فطرت از راه غرور یکه دارد عرض مطلب هرگز نمیکند و در نهایت پریشانی میباشد۔ تا او عرض حال نکند از ما توجه نخواهد دید۔ باید که پیغام رسانیده در جواب عرض او آورده در نظر بگذراند۔ چنانچه بعد از پیغام موسوی خان عرضی نمود علمک بحالی حسبی عن مقالی۔

شعر

در طلب ما بیزبانان امت پروانه ایم
سوختن از عرض مطلب پیش من آسانتر است
شد از غرور غلامی زبان عرض خاموش
مرا بره خطا این صوابها انداخت
از موج فیض بحر کرم را قرار نیست
اہل سوال بیهوده ابرام میکنند

بدستخط مقدس رسید که در واقع راست نوشته۔

شعر

بیزبانی میکشاید بندهای سخت را
در قفس طوطی زمنقار سخنگوی خود است

لیکن ــــ

هیچ مردی درپی اصلاح خوئی خویش نیست
هر کرا دیدیم در آرایش خوئی خود است

بموجب حدیث السلطان ظل الله۔ هرگاه سلطان عصر با نوکران خود التجا مطلب او کند او جواب با این خوبی دهد۔ از اخلاق بعید است که التفات بحال او نشود۔

۴۳۔ اجرت بلا خدمت

مخلص خان در باب سلطان محمود که از نجبای سادات مشهد مقدس بود و نهایت پریشانی حال داشت و خانمذکور را بسید مذکور اعتضاد تمام بود۔ عرضی برای اضافه اینکه نصف طلب نقدی و نصف جاگیر باشد نمود۔

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

دستخط شد ــــ من عمل صالحاً فلنفسه و من اساء فعلیها ـ از صلاح و تقویٰ سید مذکور اطلاع تمام است ــــ لیکن بنوکری مقید نیست متاجر را باید که وجه اجوره بدون خدمت جایز ندارد که خیر و صلاح است۔

گرچه با انگشت پا نتوان گره را باز کرد
عقد های روزی از سعی قدم وا میشود

۴۴۔ بہ سلسلہ میر حبیب اللہ جون پوری

از وقایع کچہری دیوان اعلیٰ بغرض رسید که میر حبیب اللہ جونپوری که خدمت امانت جزیه داشت، مبلغ چہل ہزار روپیه لا کلام از عین المال بادشاہی تصرف نموده۔ خود ہم اقرار دارد۔ عنایت اللہ خان در کچہری نشانیده سزاولان شدید تعین کرده که از او وصول کنند۔ و سید مذکور میگوید که جانی دارم از مال دنیا ہیچ ندارم۔ بر فرد وقایع دستخط شد که زر وصول شده را باز سعی چرا باید کرد؟ قبل ازین از سوانح برہانپور مکرر بعرض رسیده بود که سید مسطور ہرچه بہم میرساند بارباب استحقاق و مصارف خیر صرف میکند۔ ہرگاه از مال این عاصی غرق معاصی ہم به نیابت بمصرف خیر رسیده باشد۔ اعاده بیفائده است۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ۔

۴۵۔ اثنا عشر ــــ لطیفه

از اسلام پوری عرف برم پوری که در ماه جمادی الثانی سنه چہل و دو برای فتح قلعجات دکھن کوچ فرمودند۔ حکم شد که ہر روز مخلص خان که بخشی دویم بود ده نفر منصب دار از خانه زادان وغیره بغیر از دکھنیان بنظر مبارک گذارند۔ خان مذکور بعرض رساند که اگرچه بموجب آیۂ کریمه تلک عشرة کامله حکم شده است که مثل ده نفر ہر روز بگذرد خیر۔ والا اگر دوازده ہم شد مضایقه ندارد۔ حکم شد شما ہم بیدلیل عرض نکردید۔

شعر

ساعات زمان و برج افلاک نگر
روز و شب و آسمان ہم اثنا عشریست

محمد امین خان عرض کرد۔ بلی صحبت را عجب اثریست امروز معلوم شد۔ چرا در عوض دوازده چہار نباشد؟ فرمودند که چہار ہم داخل دوازده است۔ تبسم کرده گفتند که چرا سه نباشد؟ لیکن دوازده باسه نسبت ضعفین مضاعف دارد۔ شما اختیار دارید در ہرچه رفاه خلق اللہ زیاده باشد باعمل بیارید *

۴۶۔ تا نفس باقیست راه زندگی ہموار نیست

بعد از فتح بیجاپور و حیدر آباد عمدة الملک مدار المہام عرضی کرد که الحمد للہ بفضل قادر متعال و اقبال بیزوال دو ملک عظیم مفتوح شد ــــ الحال صلاح دولت درین است که رایات عالیات متوجه ہندوستان بہشت نشان گردد۔ تا بر عالمیان معلوم شود که کاری باقی نمانده است۔ بدستخط مقدس رسید۔ عجب از آن خانه زاد ہمه دان که چنین عرض نموده ــــ اگر غرض آنست که بر مردم معلوم شود که کاری نمانده است خلاف واقع است۔ تا دمی از حیات فانی باقی است از شغل و کار خلاصی نیست۔

شعر

رہروء طول امل را رہبری در کار نیست
تا نفس باقیست راه زندگی ہموار نیست
مشکل دل رمیده ہوائی وطن کند
شبنم چنان برفت که یاد از چمن کند

اگر حضرت اعلیٰ بودن دار الخلافت و مستقر الخلافت اختیار نمیکردند و ہمیشه در سفر میبودند ــــ کار باینجا نمیرسید که رسید۔ و اگر از راه پاس ادب عرض نمیکندو در تردد قلعه گیریہا مشقت میکشند ــــ آینده در محاصره قلعہها متوجه میشویم۔

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

شعر

غریق عشق چه اندیشه از خطر دارد
سر گذشته چه پروائی درد سر دارد

الحمدلله در هر مکان و هر جا که هستیم بمرور دل از تعلقات برداشته ایم۔ و مردن را برخود آسان کرده ایم۔

شعر

عقده دلبستگی را اندک اندک باز کن
ورنه مرگ این رشته را یکبار غافل میکشد

۴۷۔ کوچ در ایام علالت

در وقتیکه از برم پوری که از حضور بنام اسلام پوری مقرر بود، کوچ برای گرفتن قلعجات نمودند مقرر فرمودند که خواه صحت باشد خواه آزار بغیر از مقام جمعه روز دیگر مقام نخواهد شد۔ چنانچه تا رسیدن بخواصپور که آفت بزانوئی ایشان رسید دو بار آزار سخت شد۔ یکبار تپ و یکبار اسهال۔ لیکن غیر از جمعه هرگز مقام نشد۔ در ایام آزار بر تخت روان سرواز بخلاف صحت که بر تخت روان شیشه سوار شده سواری مقرر نمودند۔ بحسب اتفاق شب جمعه بود که زانو را در خواصپور آفت رسید۔ همان وقت فرمودند که نقارهٔ کوچ زند۔ حمید الدین خان ازین راه که جرأت بسیار داشت عرض نمود که خلاف مقرری که در بر آمدن (از) اسلام پوری حکم شده بود بعمل می آید۔ تبسم نموده فرمودند که اگر قدری از علم منطق اطلاع میبود این عرض نمیکردید۔ سخن در مقام غیر جمعه بود۔ غرض اهتمام کوچ نه این که جمعه البته کوچ نشود۔ مفهوم مخالف معارض معنی اصل نمیشود۔

۴۸۔ ضرب العبد اهانت المولیٰ

میرزا افتخار دخترزاده عمدة الملک مدار المهام در دار الخلافت اوباشی را شیوهٔ خود ساخته دست تعدی بر اموال و ناموس مردم دراز کرده۔ مکرر باهمراهان خود در بازار آمده دوکان بقال و شیرینی فروش وغیره را بغارت داده۔ وزنان هنود که برای غسل بر سر دریا میرفتند بکسان خود گرفته انواع فضیحت و بی شرمی بآنها مینمود۔ از روی وقائع و سوانح هر

TooBaa-Research-Library

مرتبه که بعرض میرسید دستخط شد که عمدة الملک، چیزی دیگر دستخط نمی شد۔ تا آنکه یکبار بعرض رسید که گهنسام نام بکسریه کتخدا شده زن در دولی و خود بر اسپ باهمراهیان خود از دروازه میرزا افتخار میگذشت۔ اوباشان باو خبر رسانیدند۔ چنانچه میرزا افتخار با جمعی از آنها آمده دولی را کشیده بخانه خود برد۔ دو نفر کشته شدند و شش نفر زخمی گردیدند۔ خبر بر مردم توپخانه بادشاهی رسید۔ میخواستند جمعیت نموده بر سر خانه میرزا افتخار هجوم نمایند۔ عاقل خان کوتوال را فرستاده مانع شد و خواجه سرای خود را نزد قمر النسا بیگم دختر عمدة الملک مادر میرزا افتخار فرستاده زجر و توبیخ بسیار نمود۔ چنانچه زن هندوی بیچاره را بعد از رفتن مشرب و ناموس حواله آن خواجه سرا نمودند۔ و جماعه توپخانه را تسلی داد که داخل وقائع سوانح میشود۔ البته از حضور تدارک خواهد شد۔ ازین سبب آنها دست از فساد برداشتند۔

بعد از مطالعه بر فرد دستخط شد که عمدة الملک مدار المهام حسب الحکم مقدس معلی به عاقل خان بنویسد که آن ابتر نابکار و آن ضایع روزگار رئیس اشرار را در قلعه برده قید نماید۔ واگر والده اش از شدت محبت که باپسر دارد جدائی اختیار نتوان کرد بناظر حکم رساند که چندول قمر النساء بیگم را برده بحرمت تمام اورا در قلعه آورده باپسرش نگاه دارد۔ و عاقل خان خانه خوب لایق بودن قمر النسا بدهد۔ ازین راه که نسبت دختر خانگی دارد و موصوف بصفات حسنه است، رعایت او ظاهراً و باطناً باید کرد لیکن با فرزند ناخلف حضرت نوح نبی علیٰ نبینا و علیه السلام راچه علاج شد که دیگری تواند کرد؟ بر ما منع ایذاء خلایق که ودیعت خالق اند، واجب و لازم است۔ پنجاه پیاده کوتوال بر دور خانه و سر دروازه چوکی باحتیاط بدهند که مانند مار (m) آن موذی از غار بر آمده نرود۔

شعر

این ناخلفان (n) خلقت شیطانی چند
بدنام کننده نیکو نامی چند

عمدة الملک همانوقت حسب الحکم نوشته بغیر از (p) مهر معه خط خود که برای عاقل خان

(m) در نسخه N ــ فاره آن موذی را از غاره بر آمدن نگذارند۔

(n) همین در A۔ در R ــ خلف۔ در N و جلف و شیطانی۔ (p) در نسخه N ــ بغیر مهر کردن سرواز

TooBaa-Research-Library

نوشته بود از نظر اقدس گذرانید۔ مضمون خط آن بود که برادر مشفق مهربان من نظر بر محبت قدیم که از عهد اعلیٰ حضرت فیمابین است توقع نسبت عموگری باتفاخر فاجر است۔ خواجه سرا را فرستاده او را بحضور خود طلب نموده پنجاه چوب خار دار بزنند فی الجمله تسکین و آرام در باطن محبت مواطن این برادر خواهد شد۔ خارهای چوبهای (q) کل خار خار دل این موودت منزل را بر آرد۔ بعد مطالعه بر سر (r) خط دستخط شد که پسر دختر خاله را دیگری تنبیه نمیتواند کرد۔ اگر حیات وفا کند و اجل مهلت دهد که مراجعت بدار الخلافت شود انشاء الله (s) بدست خود تنبیه خواهم نمود۔ او را بمارتبه فرزندیست۔ اما با فرزند ابتر چه چاره؟ (t) ضرب العبد اهانت المولیٰ۔

۴۹۔ امیر خان را سرزنش

از وقائع کابل بعرض رسید که یازده هزار اسپ لائق بارگیر (b) بر سر دو اسپ یک سئیس داخل کابل شدند۔ بر فرد وقائع دستخط شد که عجب از امیر خان که خانه زاد تربیت کرده و مزاجدان ما بوده۔ این طور (c) غلطی نموده، گویا پنجهزار و پانصد (d) سوار جرار

فرستاده و خود هم خطی بعاقل خان نوشته که بعد از نظر اقدس بعد از آن که بگذرد مهر نموده ارسال دارد۔ مضمون۔ (q) در A و R خارهای چوبها خار خار دل الخ۔ در N خارهای چوبهای کل خار خار دل۔ (r) در A و R — بر سر فرد۔ (s) در N — بدست خود بعوض چوب کل خار دار بدستهای کل بیخار تواهم نمود۔ (t) در N — این قدرها که گفته و نوشته شد ازین راه بود که ضرب العبد اهانت المولیٰ۔ شخصی که صاحب نسبت باشد و باعث این افعال شنیعه گردد اهانت بکجا میباشد؟

(b) در نسخه N — بارگیر که همیشه بعد از پسند کردن ناظم دار الخلافت بحضور می بردند بر سر (c) در نسخه N

از ملک بیگانه داخل ملک بادشاهی شدند۔ آخر همین مردم بودند که از دست افاغنه ملک (e) هند را انتزاع (f) نمودند۔ آئنده ازین فعل احتراز لازم داند۔ (g) و تدارک اینقسم کند که چون گله اسپان برسد بر بیست راس اسپ یک سئیس مقرر کند۔ آن هم ناکاره و پیر مضمحل بیچاره۔

۵۰۔ طمع را سه حرفست هر سه تهی

از عرضداشت امیر خان صوبه دار کابل بعرض رسید که از نوشته تهانه دار غزنین معلوم شد که فاصله سرحد ایران هژده کروه بود۔ الحال تهانه دار آن طرف که از جانب قندهار است میگوید که اگر رخصت شود که دو کروه این طرف تهانه نشینند هر سال صد اسپ عراقی بحضور میرسد۔ ازین راه که مکان تهانه سابق بی آب شده و در دو کروهی آبست، این التماس مینماید۔

دستخط شد که تهانه دار ایران را باب و رنگ آوردن و صوبه داری خود را بی آبرو ساختن کار عقلا نیست۔ لیکن

طمع را سه حرفست هر سه تهی

دو کروه این طرف رخصت دادن چه معنی دارد که دو قدم رخصت نیست؟ مسئله فقهی در همه مذهب سنداست که اصرار بر صغایر عین کبایر است۔ عجب است از آن خانه زاد مزاجدان که از سن هفت سالگی در حضور تربیت شده از تدبیر ایرانیان غافل است۔ خود تصور کند که برای این کار سهل که دو کروه این طرف نشانیدن تهانه باشد، چگونه بصد اسپ عراقی که قیمت آن عمده میشود، راضی شده اند؟ همان مثل است که

غلطی (d) در نسخه N — تورانی (e) همین در نسخه N لیکن در نسخه A و R — ملک گرفتند (f) در نسخه N بعد از نمودند — بهر حال المخطی لایعاقب والساهی لایعاتب یعنی خطا کننده را عقاب نمی شود و بر سهو کننده عتاب نیست — این ترجمه داخل دستخط خاص نیست (g) در نسخه N — تدارک گذشته این نوع کند که چون اسپان گله اند بر بیست راس یک سئیس مقرر کند۔ و آن هم انتخابی ناکاره یا پیر و مزمل (مضمحل) بیچاره۔

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

سر انگشت گیرد بفکر شکست
بیکبار جرأت نماید بدست
تو از فکر دشمن بغفلت مباش
ہمیشہ رخ تیراش را خراش

مثل مشہور است کہ

عقل و دولت قرین یکدیگرند
ہر کرا عقل نیست دولت نیست

عوام کالانعام فہمیدہ اند کہ ہر کہ دولتمند (باشد) البتہ باید عاقل باشد۔ و این غلط است۔ معنی آنست کہ ہر کہ عقل ندارد دولت او پایدار نیست پس گویا نیست۔ طول کلام درین مقام آہن سرد کوفتن و جامہ کہنہ دوختن است۔

۵۱۔ مرد خدا بمشرق و مغرب غریب نیست

از وقائع ایران دیار فرستادۂ محمد صادق ملک التجار بعرض رسید کہ شاہ عباس از دارالملک اصفہان نقل مکان کردہ در دو فرسخی شہر منزل نمودہ پیشخیمہ سمت اغراباد فرستاد۔ حضرت ہمین وقت بر اسپ تازی خاصہ سوار شدہ بر آمدند۔ آنوقت کسی را جرأت عرض نبود۔ محمد امین خان پسر میر جملہ کہ نہایت گستاخی داشت بغرض رسانید کہ پیشخانہ روانہ نشدہ است۔ تا رسیدن پیشخانہ توقف ضرور است۔

در جواب فرمودند کہ بی اطلاع معذور بودم۔ بعد علم تساہل و اہمال علامت زوال اقبال است۔ رسیدن پیشخانہ چہ ضرور؟ بیت ـــ

مرد خدا بمشرق و مغرب غریب نیست
ہر جا کہ میرود ہمہ ملک جدا از او نیست

بعد از آنکہ داخل باغ شدند دیوان عام نمودہ بارباب کار و متصدیان فرمودند کہ فردا کوچ خواہد شد۔ و در لاہور مقام خواہم کرد۔ خانسامان عرض کرد کہ تبہ کوچ شدہ است، سرانجام رسیدن متعذر است۔

TooBaa-Research-Library

برفرد عرضی دستخط شد کہ سفرالابدی کہ مردم را از آن گریز نیست دفعۃً بیخبر خواہد رسید۔ در آن وقت چہ خواہم کرد؟ و این سفر را ہم ہمان قیاس باید کرد، بطوریکہ تا اینجا رسیدہ ام پیشتر ہم خواہم رسید۔ بلکہ احتیاج بمنزل ہم ندارد۔ ہر قدر توانم میروم۔ بیت۔

رہرو راہ اجل را منزل در کار نیست

۵۲۔ فرق میان ہندیان و ایرانیان

از وقائع تھانہ غزنین بعرض رسید کہ سبحان قلی تھانہ دار سرحد ایران خطی بامیر خان صوبہ دار کابل نوشتہ بود کہ مابین ہر دو سرحد فاصلہ چہار فرسخ است۔ الحمدللہ در طرفین اخلاص و وفاق بہیچ جہ شائبہ جدائی و نفاق متصور نیست۔ باید کہ مردم ہر طرف بطرف دیگر برای خرید و فروخت آمد و شد کنند کہ باعث آبادی ہر دو مکان گردد۔ امیر خان در جواب نوشت کہ بحضور پرنور معروض می دارد۔ بہرچہ حکم شود خواہد نوشت۔ و بہمین مضمون از سوانح کابل بعرض رسید۔ برفرد وقائع غزنین دستخط شد کہ جواب برفرد سوانح کابل۔ (برفرد سوانح کابل) دستخط شد کہ عجب از امیر خان خانہ زاد جداجدان کہ اباعن جد بزرگان او در صحبت بزرگان دولت صاحب قرانی بسر بردہ اند کہ از مضمون این غافل بودہ۔ بیت

چون شود دشمن ملائم احتیاط از کف مدہ
مکرہا در پردہ باشد آب زیر کاہ راہ

بغیر تعصب و عداوت گفتہ میشود کہ چون خود مربی ایران است عقل آن مردم باعتبار زودرسی و دوربینی نسبت بمردم ہندوستان کہ زحل مربی ست، باضعاف مضاعف زیادہ است۔ لیکن قصوری کہ ہست آنست کہ چون بشرکت زہرہ است آرام طلب واقع شدہ اند کہ بخلاف منسوبان زحل کہ محنتی مقرری اند۔ و جوار زحل نسبت بمشتری در حقیقت زیادہ است۔ لیکن قدری در زحل پستی فطرت و دناءت است۔ مگر آنکہ در زایچۂ بعضی اشخاص کہ بحد ذاتہ کوکب دیگر اعانت کند۔ خلاصہ کلام آنکہ از حدت شعور ایرانیان

TooBaa-Research-Library

پرحذر بوده ہرگز این طور حرف صلح آمیز معروض ندارد کہ حمل بر قلت شعور آن خانہ زاد خواہد گردید۔ بیت۔

پای بوس سیل از پا فگند دیوار را

۵۳۔ من حفر بیراً لاخیہ فقد وقع فیہ

جان نثار خان نائب صوبہ دار حیدر آباد از طرف روح اللہ خان عرضی نمودہ بود کہ اگرچہ خانہ زاد بموجب عرض بخشی الملک روح اللہ خان نائب صوبہ دار شدہ لیکن بخشی الملک بی سبب باعث ایذا میگردد و میخواہد کہ از نیابت معزول سازد۔ ازین راہ کہ مزاج خان مسطور بطور مار ہمیشہ در فکر آزار است امیدوار است کہ غلام طلب حضور شود کہ ازین وسواس شرالناس نجات یابد۔

بر بالای مارح دستخط شد یعنی حمار۔ بیچارہ کہ نام او بالحاق حرف ح درست شدہ بی آزار است۔ لیکن خوئی بد را چہ چارہ؟

شرح دستخط۔ نیابت بتجویز او شدہ۔ در باب عزل چہ اختیار دارد؟ ہمان مثل است کہ دزد را بگفتۂ روستامی بندند و بگفتۂ او وانمی کنند اگر شکوہ کند۔ من حفر بئراً لاخیہ فقد وقع فیہ۔ یعنی تغیرئی خدمت تن بخشی گری۔

۵۴۔ محاسبہ حکام

یار علی بیگ داروغہ کچہری دیوان اعلیٰ عرض نمود کہ بموجب حکم ہر کہ شش ماہ جاگیر نیابد از وکیل معلیٰ دعوئی نمودہ طلب شش ماہہ بگیرد۔ این معنی را پیشرفت مشکل بنظر می آید۔ خانہ زاد نظر بر کفایت سرکار مقرر کردہ است کہ تا وقت یافتن جاگیر دعوئی نکنند۔ دستخط شد۔ السویل ثم السویل۔ نظر بر کفایت فانی نمودن و وبال باقی را خریدن کار عقلا نیست۔ چند روز صبر باید کرد کہ بعد انقضای ایام تمام ظلام این غرق بحر معاصی و ایام فرزندان ناخردمند مجلکای نیافتن جاگیر تا قیامت خواہند گرفت۔ باز محرف دستخط شد کہ شما کہ داروغہ کچہری اید چرا سعی در باب جاگیر مردم نکنید ؟ کہ موجب نیکنامی دنیا

وحسنات عقبیٰ گردد۔ واین کمینہ بیکینہ از بار سنگین حقوق سبکبار گردد۔

اشعار

افسوس کہ عمر گشت بیہودہ تلف
دنیا بتعب گذشت و دین رفت زکف
رنجیدہ خدا و خلق راضی نشدند
ضایع کردیم پارۂ آب و علف

اگرچہ ما بدیم و خود را بد میدانیم۔ لیکن حق تعالیٰ از بد بدتر حفظ کند کہ بعد از ما خواہد شد۔

۵۵۔ باخاک شو برابر و گردن مکش زکس

روح اللہ خان دویم کہ میر حسن نام داشت، عرضی کرد کہ قلعہ اسلام پوری نامحکم و کوچ رایات عالیات نزدیک، مرمت ضرور است۔ دریںباب ہرچہ حکم شود؟

شرح دستخط آنکہ استغفراللہ استغفراللہ در مقام نا محکمی لفظ اسلام پوری نوشتن بیموقع بود۔ نام اصل آن کہ برمپوریست بایست نوشت۔ قلعۂ بدن از آن نا محکمتر است۔ او را چہ علاج؟

ما زشغل آب و گل بر خویشتن پرداختیم
خانہ سازی را بخود سازی مبدل ساختیم

باز عرضی نمود کہ اگر حکم شود معمار سرکار والا قلعہ برمپوری را ملاحظہ نماید۔

دستخط شد۔ باوجود دستخط سابق اعادۂ عرضی نمودن نوعی از بازی دادن است۔

شعر

معمار خود مشو کہ کنی خانہ ہا خراب
ویرانہ باش کز تو بنای شود بلند
با خاک شو برابر و گردن مکش زکس
شاید غبار از سر پای نشود بلند

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

اگر حیات باشد و مراجعت نمایم مرمت را خواهم فهمید و اگر نوعدیگر شود چه ضرور که برای تتمه آیهٔ انّما اموالکم و اولادکم عدوا لکم زر غازیان را ضایع سازیم؟

۵۶- درچند روز حیات گذشته در سخن تفاوت نشده

عرضی منصور خان ناظم فجسته بنیاد از نظر گذشت- باینمضمون که معسکر ظفر اثر نزول اجلال باحمد نگر نموده- ضرورست که معروض دارد که حکم اقدس و اعلی صادر گردد که مرمت قلعه مارک فجسته بنیاد شود که تارسیدن رایات جهان کشا و الویه آسمانفرسا تیار شده باشد- شرح دستخط-

شعر

در لحد خاک کشاده است بغل بهر طلب
خواجه از بیخبری رنگ سرا می ریزد
زود باشد که درین غفلت و حرص و طلبش
استخوانهاش جدا گوشت جدا میریزد

عجب از آن خانه زاد مزاجدان باوجود آنکه رهزی که باحمد نگر رسیدیم مقرر فرمودیم که احمد نگر را ختم السفر بنویسد- پس هر گاه احمد نگر را ختم السفر گفته باشیم آمدن بنجسته بنیاد چه صورت دارد؟ در چند روز حیات گذشته در سخن تفاوت نشده انشاء الله تعالی المستعان تا روز انتقال بسرای جاودان در اقوال و افعال تفاوت نخواهد شد-

۵۷- روز نوروزی نو

عنایت الله خان عرض نمود که مثل منصبداران که هر روز از نظر اقدس میگذرد غیر محصور و زمین جاگیر متناهی- امر نامتناهی با متناهی چگونه مساوی شود؟ بدستخط رسید که استغفرالله کارخانه بادشاهی نمونه درگاه الهی است الخلق عیال الله والرزق علی الله- این راتبه رسان بیچاره ذلیل زیاده از وکیل رب الجلیل نیست- در بارگاه الهی اعتقاد بحصر و متناهی عین ضلالت و تباهی است- الحمد لله ثم الحمدلله اگرچه پا شکسته دل

TooBaa-Research-Library

نشکسته بعد از فتح قلعه ستاره بموجب عرضی ارشد خان جاگیر پنج هفت هزاری در تعلقه ملک این فانی آمده- از همین تنخواه دهند- هرگاه این با تمام خواهد رسید حق تعالی روز نو روزی نو خواهد داد-

۵۸- سزا به بعض منصب داران

در وقتیکه از ستاره بطرف قلعه پرلی کوچ فرمودند- طلب احشام و مردم توپخانه بسبب دیر رسیدن خزانه بنگاله چهارده ماهه شده بود- هرچهار هزاری معتمد در سرراه عرض دادند که احشام بگفته ما نیستند - میخواهند باتربیت خان میر آتش برهمزدگی نمایند- حکم شد که نصف طلب از خزانه عامره اندرون محل دهند و تتمه بر خزانه سیکاکول حیدر آباد تنخواه شد از آنجا بگیرند عمدة الملک دستک بنام دیوان حیدر آباد بنویسد و سزا ولان همراه بدهد- مانسنگه و چتربهوج، این هر دو هزاری، قبول نکردند- و تربیت خان میر آتش را در اثناء راه از پالکی فرود آورده در عین باران نشانیدند- یار علی بیگ داروغهٔ هرکارها بعرض رسانید- همانوقت بداروغهٔ خزانه محل حکم شد که تمام و کمال طلب آنها بدهد- تا شام همان طور میر آتش را در باران نشانیده بودند- بعد رسانیدن طلب سوار کرده بخانه آوردند- فردا صبح هرچهار هزاری را خلعت مرحمت فرمودند و ارشاد شد که از شرارت میر آتش شما اینقدر شده بود- پانصدی از منصب تربیت خان کم شد- و همانقدر جاگیر تغیر گردید- بعد از یکهفته همان دو هزاری را فرمودند که بسیکا کول بروید و طلب شش ماهه همراهیان پیشگی بگیرید- و بدستخط خاص فرمان بنام جان نثار خان صوبه دار (صادر) شد که قسط بندی نموده هر روز بموجب قسط زر برساند- چنانچه این خیر بهر دو هزاری دیگر که در حضور بودند رسید- خاطر آنها جمع شد- درینولا حکم شد که آن هر دو هزاری هم به فجسته بنیاد رفته از تحصیل آنجا شش ماهه پیشگی همراهیان خود بگیرند- و حکم قسطبندی بنام معمور خان صوبه دار آنجا رفت- بعد از ده روز حکم شد که دو هزاری که پیشتر رفته اند در قلعه حیدر آباد آنها را محبوس نموده زرهای سابق و حال استرداد نمایند- و همین قسم بنام ناظم فجسته بنیاد هم حکم رفت که (زر) سابق و حال در قلعه دولت آباد محبوس نموده بگیرند-

TooBaa-Research-Library

۵۹۔ دربارۂ کام گار خان

کامگار خان پسر جعفر خان عرضی نموده بود که میرزا محمد نعمت خان که طینت خبیث او بهجو عادت نموده ابیاتی چند مشتمل بر کتخدائی این خانه زاد که منشاء آن تحریک جایز دانست (لیکن) اینجا التقای ساکنین باشد۔ مقرر کرده و غیر ازین فضیحتهای دیگر در آن مندرج ساخته که غلام رسوائی خاص و عام شده۔ امیدوار است که از حضور چنان تنبیه شود که دیگر جرأت این طور مزخرفات نکند ۔ واجب بود بعرض رسانیدن۔

بر لفظ واجب بود دستخط شد، حرام بود۔ و بر سر فرد عرضی دستخط شد۔ خانه زاد ساده لوح میخواهد که مارا هم درین رسوای شریک خود سازد۔ و پیشتر هم در باب ما مقصر نبود۔ تلافی باضافۂ انعام شده که دیگر ارتکاب نکند ۔ باوجود این از خود کمی نکرده۔ زبان بریدن و گردن زدن مقدور نیست۔ باید سوخت و باید ساخت۔ رفیق لا یرافقک ولا یفارقک۔

۶۰۔ نمام و بد گو

از سوانح فوج محمد اعظم شاه که در احمد آباد بودند بعرض رسید که محمد بیگ نامی که در فرقه احدیان سرکار نوکر است بعلت نمامی مصاحبت تمام بهم رسانیده۔ باعث ایذای اکثری از نوکران میشود۔ شرح دستخط۔ سیادت خان گرزداران شدید بفرپسد که آن نمام ناتمام را که مخرب دولت است، پای پیاده بحضور بیارد که اضر بدیها برای سلاطین و ارباب دول مصاحبت نمام و بد گویان است۔ الفتنۃ اشد من القتل ۔ بطور ان الحیۃ ظاهره وسم و باطنه سم۔ حال نمام است که ظاهرش خوش آینده و باطنش سم قاتل۔ الحذر الحذر۔

۶۱۔ .... بوئے شراب از دهن خان مذکور به او رسید

از نوشته محمد اعظم وقائع نگار صوبه احمد آباد که خانه زاد والاشاهی بود، بعرض رسید که محمد امین خان ناظم صوبه در حالت مستی شراب دیوان کرده۔ دستخط شد که سبحان الله هذا بهتان عظیم۔ وکیل محمد امین خان این حقیقت را بموکل خود نوشت۔ ناظم مذکور سر دیوان حکم کرد که محاسن وقائع نگار کنده بباد دادند۔ این حقیقت هم بعرض رسید۔ دستخط شد که

TooBaa-Research-Library

کلام جناب مرتضی است الحدۃ نوع من الجنون ولا للجنون قانون۔ خانمسطور نهایت تندی در مزاج دارد۔ لیکن درینمقدمه آنچه معلوم میشود وقائع نگار تهمت نموده بود۔ او را چه یارا و طاقت بود که بوی شراب از دهن خانمذکور باو رسید؟ بهرحال تعذیر تعلق بما داشت۔ از ناظم بیجا بود۔ سزای وقائع نگار دروغ گو تغیر خدمت۔ و سزای ناظم منع خلعت روز جشن هر سال۔

۶۲۔ سزا و احتساب

یار علی بیگ داروغه سوانح بعرض رسانید که بزرگ امید خان عبدالرحیم سوانح نگار صوبه بهار را در مجلس خفیف کرده به بیحرمتی برخیزانید۔ اگر عتاب نشود دیگر ارباب تحریر دست از نوشتن حقایق نفس الامر برمیدارند۔ و نوکری صوبه داران اختیار خواهند کرد۔ اگر جناب اقدس عمل برین میفرمایند که ماده بر جزوء ضعیف میریزد غلامانزا از اطاعت چاره نیست۔ شرح دستخط آنکه این بیچاره هرگاه خود ضعیف باشد همه را از خورد بزرگ ضعیف میداند۔ هو القوی صفت ذات پاک الهی است۔ لیکن خوردان ابر بزرگان هرگز تسلط نباید کرد۔ سزای سوانح نگار عزل منصب و برطرفی (از خدمت) است و سزای صوبه دار کمی منصب پانصدی با تغیری جاگیر۔

۶۳۔ عمل بر ضابطه لازم است

روح الله خان دوم که میر حسن نام داشت، از کمال تقرب و اعتبار بخدمت بخشی گری تن و خانسامانی امتیاز یافته بود۔ باوجود آنکه سه هزاری شده بود بنوبت خود در خواصی حاضر میشد۔ لیکن در پائین غرفۂ عدالت استاده میشد۔ بمعرفت عمدۃ الملک اسد خان بغرض رسانید که ازین راه که منصب من سه هزاری است و منصب فیض الله خان سربازی که نیابت داروغگی دارد هفتصدی۔ اگر سربازی و نایب داروغه من شوم از فضل و کرم خانه زاد نوازی بعید نیست۔ حکم شد ــ بشرط تغیری هر دو خدمت که دارد و مقرر شدن هفتصدی منصب چه مضایقه؟ سربازی باشد۔ بعده اسد خان عرض کرد، پس کجا استاده

TooBaa-Research-Library

شود؟ حکم شد بالائی خود جائی نیست مگر بر سر من۔ دیگر ارشاد شد که در برهم خوردن یک ضابطه خلل بهمه ضوابط میشود۔ باوجودیکه هیچ ضابطه رابرهم نزده ایم مردم اینقدر جرأت پیدا کرده اند که التماس برهم خوردن ضابطه میکنند ۔ هرگاه این راه جاری شود مشکل خواهد شد۔

۶۴۔ احکام برائے حکام

از سوانح صوبه بنگاله بعرض رسید که ابراهیم خان صوبه دار از راه تبختر و غرور بالائی چار پائی نشسته دیوان میکند ۔ و قاضی و ارباب شریعت در پائین اهانت میکشند ۔ بر فرد سوانح دستخط شد که عمدة الملک مدارا لمهام حسب الحکم مقدس معلی بناظم مذکور نویسد۔ اگر بسبب عذر مرض نمیتواند بر زمین نشست تابحال آمدن معذور است۔ اطبای خود را تاکید نماید که زود معالجه کنند۔ و سوانح نگار چون بیش منصب شده لایق سوانح نگاری نمانده صدی دیگر هم اضافه داده شد۔ بابراهیم خان بنویسد که فوجداری تعلقه صوبه خود باو بدهد تا اونیز از مزه سوانح نوشتن ارباب تحریر آگاه گردد۔ و یار علی بیگ سوانح نگار دیگر که فهمیده و فی الجمله وقاری داشته باشد، تجویز نماید۔

۶۵۔ حکم برائے صوبه دار ابراهیم خان

از سوانح احمد آباد صوبه داری ابراهیم خان بعرض رسید که خان مسطور در پالکی سوار شده بمسجد جامع میرود۔ از آنجا که بادشاهزاده پالکی بغیر از حکم حضور نمیشود ارباب تحریر گفتند چه باید نوشت۔ در جواب گفت هرچه خواهید بنویسید ۔

بر فرد سوانح دستخط شد که ابراهیم خان خانه زاد مزاجدان است۔ از عهد اعلیٰ حضرت خلد مرتبت داخل امرا بوده، هرگز بید ستور از او بعمل نمی آید۔ ازین رو که دوبار صوبه دار کشمیر شده در جهپان سواری نموده و رینجا تبدیل صورت که ارباب تحریر باشتباه پالکی میگویند۔ عمدة الملک بنویسد که چرا کاری باید کرد که دست آویز ارباب تحریر باشد؟ و سزای نافهمی سوانح نگار آنکه خدمت بحال پنجاهی از منصب کم و بقدر آن جاگیر تغیر۔

TooBaa-Research-Library

۶۶۔ تمرد تهانه دار

از وقایع مچلی بندر بعرض رسید که سیدی یاقوت خان تهانه دار دنداراجپوری عرضی بمهر خود داخل وقایع نمود که اگر متصدی گری دنداراجپوری بنام این غلام مقرر گردد در آبادی وار سال محصول بادشاهی نسبت (به متصدیان) سابق مجرائی نمایان خواهد نمود۔ بر فرد وقایع دستخط شد که (هر) چند تمرد و خودسری سیدی یاقوت خان از مدتی معلوم است(a)۔

۶۷۔ "شکر و سکر"

فرد عرضی دستخط رسید که اگرچه طفل است لیکن او را طفل عاقل میدانیم۔ شاید عرضی در حالت سکر نموده باشد بسین مهمله که شکر بشین معجمه هردو بوزن قفل۔ برای این طور شکر شین مسطور بروزن (قفل) مدد نمیکند۔

۶۸۔ درجواب فتح الله خان

بفتح الله خان بنویسد که تردد او مفصل از عرایض معلوم شد و موجب مجرا شد۔ اما این جانفشانی را بخدمت فروشی مبدل نکند ۔ به آزرده کردن سرگروه ما مارا سرگران ننماید۔

۶۹۔ تقیه

روح الله خان وقت مردن وصیت کرده (که) حضور قاضی عبدالله از آنجمله این هم وصیت کرد که بنده سنی است و از طور بزرگان بر کناره است۔ هردو دختر باهل سنت و جماعت باید داد۔ چنانچه قاضی بحضور اقدس عرضی این معنی کرده۔ دستخط شد که تقیه در زندگی است۔ وقت مردن تقیه کردن تصرف تازه است۔ شاید رعایت فرزندان و باز مانده ها نموده باشد۔ بشرطی این تقیه فائده خواهد کرد که پسران هم قبول بکنند ۔ بهرحال باید که بموجب وصیت بعمل آید۔ دختر کلان بشاهزاده محمد عظیم و خورد بسیادت خان پسر سیادت

(a) در همین جا نسخه N ناکامل تمام شده۔

TooBaa-Research-Library

خان مرحوم بدهند۔ روز دوم سیادت خان عرضی کرد که خانه زاد را قبول نیست از کجا معلوم شد که دختر هم مذهب اهل سنت و جماعت دارد؟ در صورتی که بر مذهب خود مصر باشد چه باید کرد؟

۷۰۔ مارا به مذهب کسی چه کار است

در وقتیکه حضرت به عیادت روح الله خان آمدند در حالت غش بود۔ (a)چون بهوش آمد سلام کرد و این بیت خواند۔

شعر

بچه ناز رفته باشد زجهان نیازمندی
که بوقت جانسپردن بسرش رسیده باشی

حضرت رقت کرده فرمودند که در هیچ حال از فضل الهی ناامید نباید شد۔ شفا و رجا از لطف او بعید نیست۔ لیکن چون آدمی را این امر ناگزیر است هرچه در (b)دل دارید بگوید البته پذیرا خواهد شد۔ دست دراز کرده بر قدم مبارک مالیده التماس کرد که بتصدق این قدم در زندگی همه آرزوها بعمل آمد۔ والحال همین عرض است که نظر بر ناقابل بودن خانه زادان (c)نفرمایند۔ و در ظل تربیت خود داشته هر کدام که لایق کاری باشد با آن کار سرفراز فرمایند۔ (d)و هر که نالایق باشد بر خانه زادی ابا عن جد او (نظر) فرمایند۔ فرمودند بدل و جان قبول کردیم۔ دیگر عرض کرد که در باب نسبت دو صبیه که سابق ازین معرفت ناظر عرضی فرستاده بود که این خانه زاد معتقد شده بمذهب حنفیه آمده است۔ و از اطوار بزرگان خود کناره گرفته است۔ هر دو صبیه را بانجیب زاده که اهل سنت و جماعت باشد بدهند۔ الحال بالمشافهه معروض میدارد که غسل و تکفین خانه زاد را با قاضی محمد اکرم بفرمایند

(a)در N بعد لحظه که چشم وا کرد سلام کرده این بیت الخ۔

(b)در N هرچه باید گفت بگوید که البته بموجب عرض شما بعمل خواهد آمد۔

(c)در A فرمایند۔

(d)در N واگر نالایق و هیچ کاره باشد هم شرم و آبروئی خانه زادی ابا عن جد در خاطر مقدس باشد۔

TooBaa-Research-Library

که آمده بعمل آرد۔ حضرت سرپائین کرده تبسم کردند و فرمودند که فی الواقع محبت فرزندان ایشان را بی اختیار کرده است۔ در عقل و تدبیر شما قصوری نیست۔ احتمال غالب آنست که این تدبیر جهت آن باشد که برعایت روح پاک سنی نظر توجه بآنها نموده شفقت داشته باشیم۔ لیکن بشرطی این تدبیر فایده میکند که آنها هم هر کدام همین سخن بگویند۔ اصلا گمان نیست که این ننگ را بر خود قرار دهند۔ بهر حال مارا بحسب ظاهر شریعت عمل بوصیت شما باید کرد۔ این سخن فرموده فاتحه خوانده برخاستند۔ بعد از فوت خان مذکور بموجب وصیت قاضی آمده حاضر شد۔ آقا بیگ نام که از نوکران معتمد روح الله خان بود رقعه بخط خان مذکور و مهر او آورده بقاضی نمود که در وقت تغسیل و تکفین بموجب وصیت این عاجز و حکم اقدس اگر شریعت پناه تشریف خواهند آورد باید که نیابت این کار به آقا بیگ مقرر فرمایند۔ این بیچاره را طاقت آن نیست که روادار تصدیعه حضرت شریعت پناه باشد۔ همین قدر که تشریف خواهند آورد باعث نجات این عاصی خواهد شد۔ این آقا بیگ بحسب ظاهر نام آقای و بیگی بر خود بسته بود۔ لیکن از جمله علمای کامل مذهبی شیعه بود که حالت فضیلت او بر جناب مقدس نیز ظاهر بود که مکرر سخنهای بیباک بالمشافه در ضیا فتها بر روی فضلا آورده۔ قاضی که این شق را ملاحظه نمود از حقیقت کار آگاه شد که طلب نمودن قاضی و غسل را با آقا بیگ مقرر کردن محض شکل خوشطبعی است۔ متغیر شده به محمد غوث وقایع نگار دار القضا گفت که همین لحظه داخل وقایع نماید و بدست قولی زود بحضور ارسال دارد تا جواب برسد۔

بعد از آنکه فرد وقایع نویس از نظر اقدس گذشت دستخط شد که بقیه تقیه زندگی در وقت مردن برسوائی کشید و بخیه بر روی کار آمد۔ بودن قاضی در آنجا احتیاط نیست۔ خان متوفی در ایام حیات بازی دادن را شعار خود ساخته بود۔ بعد وفات نیز این شیوه نامرضیه را بعمل آورده باختتام رسانید۔ مارا بمذهب کسی چه کارست؟ عیسیٰ بدین خود و موسیٰ بدین خود۔ مقدمه نسبت دختر باهل سنت و جماعت هم نوعی از خدعه بود که امیرزاده ساده بیچاره که باین بلا گرفتار شود، بی اختیار به محبت زن دست از مذهب چندین ساله بزرگان خود باز داشته شیعه جدید الایمان گردد۔ نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔

TooBaa-Research-Library

۷۱۔ چهار مذهب بر حق است

وقتی که قلعه ستاره در محاصره بود در ایام ماه مبارک رمضان چهار نفر مسلمان و نه نفر هندو از جمله مردمی که از قلعه برای جنگ بر آمده بودند دستگیر شدند۔ بقاضی محمد اکرم قاضی حضور حکم شد که باتفاق مفتیان صورت مسئله را تنقیح نموده معروض میدارد که چه باید کرد۔ بعد از تحقیق بعرض رسید که اگر کفار مسلمان شوند خلاص باید کرد و مسلمانرا سه سال در حبس باید داشت۔ بر فرد مسئله دستخط شد که این مسئله بطور مذهب سمحه حنفیه باید بطور دیگر بر آورد که ضبط سلطنت از دست نرود۔ مذهب تخت شیعه نیست که همین یک دیه ویک درخت باشد۔ الحمدلله چهار مذهب بر حق است و موافق عصر و وقت۔ قبل ازین برای آسانی مسائل مختلفه علما تحریر بر می آورند و قیاسهای درست میکردند۔ نباید که حرف شیعه را دست آویز کرد که اول من قاس ابلیس، بلکه اعتصام بذیل آسانی و مسلمانی باید نمود۔ بعده که این دستخط شد قاضی و مفتیان مسئله دیگر بر آوردند که از فتاوئی عالمگیری بر آمده که هندو و مسلمانان را سدالباب بقتل باید رسانید۔ دستخط شد که قبول کردیم۔ البته قبل از افطار بقتل رسانند که تا سرهائی طاغیان دیده نشود افطار نخواهد شد۔ چنانچه محرم خان باتفاق سربراه خان کوتوال نزدیک بغروب آفتاب سرهارا آورده در عدالت گذرانید۔

۷۲۔ عنقارا بلند ست آشیانه

از عرضی خان فیروز جنگ که محافظت بنگاه که در اسلام پوری بود و خدمت راهداری از برهانپور تا حضور داشت بعرض رسید که مقبره پیر کنیز والده خانه زاد آن روی آب بهیمراست۔ آبادئ گنج آنجا که بسبب آن رسد بسیار باردوئ معلی میرسد لازم است۔ و این صورت بغیر از معافی جزیه هنود سکنه آنجا صورت نمیگیرد۔ حکم شود که عنایت الله خان سند معافی بفریسد۔

دستخط شد و ماکنت متخذ المضلین عضدا۔ آبادی گنج مقبره را خواستن و حکم نص قرآن حمید و فرقان مجید که درباب جزیه است که هم صاغرون باشد، برهم زده هم معذرون نمودن از کمال دانائی و اطاعت شرع واجب التعظیم که آن مخلص مزاجدان دارد بهزار

TooBaa-Research-Library

مرحله دور۔ ظاهراً جمعی از مصاحبان که یوسوس فی صدور الناس در شان آن جماعه اخس من الکناس است باعث اغوا و اضلال شده۔ بطمع خام این خیال ناتمام را در باطن ماخذ مواطن جای دادند۔ این پیر سالخورده کار آزموده چگونه بازی میخورد؟

بیت

برو این دام بر مرغ دیگر نه
که عنقا را بلند ست آشیانه

تمام شد کتاب احکام عالمگیری تصنیف حمیدالدین خان
نیمچه عالمگیری باهتمام جدوناته سرکار

TooBaa-Research-Library

فہرست اعلام

آصف جاہ : ۸۲
آصف خان : ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۳۔ ۳۶۔ ۱۲۷۔ ۱۳۰
آقا بیگ : ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۷۷
آقا حسین خوانساری : ۹۳
ابراہیم خان : ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۷۴
ابوالکلام آزاد : ۹
احمد خان : ۸۵
ارشد خان : ۱۷۱
اسد اللہ خان (اسد خان) : ۵۸۔ ۷۹۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۷۳
اعتماد خان : ۲۸۔ ۲۹۔ ۱۲۷
اعظم خان جہانگیری : ۳۶
اعظم خان کوکہ : ۸۵
اعظم شاہ : ۱۳۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۶
افضل خان : ۱۲۹
افلاطون : ۸۶۔ ۱۵۵
اکبر : ۱۱۲
الغ بیگ : ۴۷۔ ۱۳۷
امانت خان : ۶۲۔ ۱۳۵
امید خان : ۱۱۴۔ ۱۷۳
امیر خان : ۲۱۔ ۷۸۔ ۱۰۰۔ ۱۰۳۔ ۱۵۰۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۷
انس بن مالک : ۳۲۔ ۱۲۹
بادشاہ بیگم : ۶۲۔ ۱۴۴
بختاور خان : ۴۵۔ ۱۳۶
بہادر شاہ : ۴۵۔ ۴۶۔ ۱۱۸۔ ۱۳۷
بہاؤ الدین محمد : ۹۳
بہروز خان : ۶۱۔ ۱۴۴
بہرہ مند خان : ۷۸۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۱۵۰۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸
بیدار بخت بہادر : ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹
تربیت خان میر آتش : ۱۰۹۔ ۱۷۱
جادو ناتھ سرکار (جدو ناتہ) : ۹۔ ۱۰۔ ۳۸۔ ۱۷۹
جان نثار خان : ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۶۸۔ ۱۷۱
جانا جی والیہ : ۶۲۔ ۸۰۔ ۱۴۵۔ ۱۵۲
جسونت سنگھ : ۴۱۔ ۱۰۲۔ ۱۳۳
جعفر خان : ۱۱۰۔ ۱۷۲
جنگجو خان دکھنی : ۸۰۔ ۱۵۱
جہان آرا بیگم : ۳۰
جہان زیب بانو بیگم : ۷۱۔ ۷۲
جے سنگھ : ۲۹
چترپائی (چترپائے) : ۹۔ ۳۵۔ ۱۳۱
چتر بھوج : ۱۰۹۔ ۱۷۱

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

حامد خان بہادر: ۸۵- ۱۵۴
حبیب اللہ جونپوری: ۹۴- ۱۶۰
حسن صور (حسن سور): ۴۷- ۱۳۷
حسن علی خان: ۸۰- ۸۱- ۸۲- ۱۵۱
حسین علی خان: ۸۱- ۱۵۱
حمید الدین خان: ۷- ۸- ۱۰-
۱۹- ۲۰- ۲۲- ۳۸- ۴۶- ۹۰-
۹۷- ۱۳۶- ۱۵۷- ۱۶۲- ۱۷۹
حمیدہ بانو (زوجہ خلیل اللہ خان): ۱۱۸
حمیدہ بانو (محلدار): ۵۴- ۱۳۱
خافی خان: ۲۶
خان جہان بہادر: ۸۵- ۸۶- ۱۵۴
خان زمان حیدر آبادی: ۲۰

خلیل اللہ خان (خلیل خان): ۱۰۰- ۱۱۸
خواجہ قلی خان: ۶۱- ۱۴۴
دارا شکوہ: ۲۹- ۳۰- ۳۱- ۳۳-
۳۷- ۳۹- ۴۰- ۴۵- ۷۱- ۹۱-
۱۲۸- ۱۲۹- ۱۳۱- ۱۳۲- ۱۳۳-
۱۳۶- ۱۵۸
دل رس بانو: ۷۳
دھنہ جادون (دھنا جادوئی): ۸۰- ۱۵۲
ذوالفقار خان: ۲۲- ۲۳- ۷۷- ۷۹-
۱۴۹- ۱۵۰- ۱۵۱- ۱۵۲

راجہ رام جاٹ: ۷۱- ۷۲- ۱۳۸
راجہ نرور: ۶۱
راؤ دلپت بندیلہ: ۷۰- ۱۳۷
روح اللہ خان (اول): ۱۰۴- ۱۰۵-
۱۱۷- ۱۱۸- ۱۱۹- ۱۲۰- ۱۶۸-
۱۷۵- ۱۷۶- ۱۷۷
روح اللہ خان دوئم (میر حسن): ۱۰۶-
۱۱۴- ۱۶۹- ۱۷۳
زندان خان دکھنی: ۸۰- ۱۵۱
زیب النسا بیگم: ۴۰- ۱۳۳
زین آبادی: ۸- ۹- ۳۳- ۳۴- ۳۶- ۱۳۰
زین العابدینؒ: ۲۱
زینت النسا بیگم: ۶۲- ۶۴- ۱۳۶
سبحان قلی: ۱۰۳- ۱۶۷
سربراہ خان: ۷۷- ۱۲۲- ۱۴۹- ۱۷۸
سربلند خان: ۸۲- ۸۶- ۸۷- ۱۵۲- ۱۵۴
سردار خان: ۱۹
سعد اللہ خان: ۳۰- ۳۱- ۵۷-
۵۸- ۱۲۸- ۱۲۹- ۱۳۲
سکندر: ۸۶- ۱۵۵
سلطان صفوی: ۹۱- ۱۵۸
سلطان محمود: ۹۳- ۹۴- ۱۵۹
سیادت خان: ۵۸- ۱۱۳- ۱۱۷- ۱۱۸- ۱۳۲-
۱۷۲- ۱۷۵- ۱۷۶

سید المرسلینؐ: ۴۶- ۸۱- ۱۳۷- ۱۵۲
سید لعل: ۵۹- ۶۰- ۱۴۳
سیدی یاقوت خان: ۱۱۶- ۱۷۵
سیف الدولہ: ۲۳
سیف خان: ۹- ۳۳- ۳۴- ۳۵-
۳۸- ۱۳۰- ۱۳۱
شاہ سلیم اللہ: ۶۳- ۱۴۵
شاہ عباس: ۱۰۲- ۱۶۶
شاہجہان: ۲۷- ۳۴- ۳۷- ۳۹-
۴۰- ۴۳- ۴۵- ۵۰- ۵۴-
۶۰- ۶۴- ۶۶- ۱۱۶- ۱۳۰- ۱۳۱
شاہ نواز خان: ۹- ۳۵- ۴۰- ۴۱- ۷۳-
۹۱- ۹۳- ۱۳۱- ۱۳۲- ۱۳۳- ۱۵۸
شائستہ خان: ۳۶
شجاع: ۲۹- ۳۳- ۴۱- ۱۳۳- ۱۳۴
شرف النسا: ۵۴- ۱۳۱
شمس الدین: ۷۳
شمس النسا: ۷۲- ۷۳- ۱۳۹
شہاب الدین (میر): ۸۲- ۱۵۲
شہاب الدین سہروردی: ۸۴
شیخ میر: ۴۰- ۱۳۳
شیر خان: ۴۷- ۱۳۷
صالحہ بانو: ۳۳- ۳۸- ۱۳۰
صدر الدین محمد خان صفوی: ۹۱- ۱۵۸

ظہیرالدین بابر: ۵
عابد خان: ۸۲- ۱۵۲
عاقل خان: ۹۹- ۱۶۳- ۱۶۴
عالم شیخ: ۸۴
عباس دوئم: ۱۰۲
عبدالحمید لاہوری: ۲۸
عبدالرحیم: ۱۱۴- ۱۷۳
عبدالصمد خان: ۲۳
عبدالعزیز عزت: ۹۳
عبدالکریم: ۱۰۵
عبداللطیف: ۴۷- ۴۸- ۱۳۷
عبداللہ خان: ۸۲
عبداللہ (قاضی): ۱۱۷- ۱۷۵
علاء الملک تونی: ۴۹
علی مرتضٰی: ۱۱۳
علی مردان خان: ۳۱- ۱۲۸
عنایت اللہ خان: ۲۱- ۹۵- ۱۰۹-
۱۲۲- ۱۴۳- ۱۷۰- ۱۷۸
غازی الدین خان: ۸۲- ۸۴- ۸۵-
۱۵۲- ۱۵۳- ۱۵۴
فاضل خان علاء الملک: ۴۸- ۵۰- ۱۳۸
فتح اللہ خان: ۱۱۷- ۱۷۵
فضل علی خان دیوان: ۲۰
فیروز بخت: ۷۳

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

فیروز جنگ: ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۱۲۲۔
۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۷۸
فیض اللہ خان: ۱۱۴۔ ۱۷۳
قاسم خان: ۲۰
قطب الملک: ۸۲
قمرالدین: ۷۳۔ ۸۲
قمرالنسا بیگم: ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۶۳
کام بخش: ۱۴۷
کام گار خان: ۱۱۰۔ ۱۷۲
گھنشام بکھریہ (گھنسام): ۹۸۔ ۱۶۳
مان سنگھ (مانسنگ): ۱۰۹۔ ۱۷۱
محرم خان: ۴۶۔ ۵۲۔ ۷۸۔ ۸۹۔
۱۲۲۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۴۰۔
۱۴۲۔ ۱۵۶۔ ۱۷۸
محمد اعظم (اعظم شاہ): ۲۱۔ ۲۲۔ ۵۷۔
۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۳۔
۶۴۔ ۶۶۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔
۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔
۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۷۲
محمد اعظم (وقائع نگار): ۱۱۳۔ ۱۷۲
محمد اکبر: ۶۴۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۱۵۲
محمد اکرم (قاضی): ۱۱۹۔ ۱۷۶۔ ۱۷۸
محمد امین خان: ۸۸۔ ۹۶۔ ۱۰۲۔ ۱۱۳۔
۱۵۶۔ ۱۶۱۔ ۱۶۶۔ ۱۷۲
محمد بختیار: ۱۰۰
محمد بیگ: ۱۱۲۔ ۱۷۲
محمد زمان مشہدی: ۹۳
محمد شجاع: ۱۳۰
محمد صادق: ۱۰۲۔ ۱۶۶
محمد عاقل خان: ۸۳۔ ۱۵۳
محمد عظیم: ۲۲۔ ۶۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۷۵
محمد غوث خان: ۱۲۰۔ ۱۷۷
محمد کام بخش: ۶۹
محمد مراد: ۹۰۔ ۱۵۷
محمد معزالدین: ۴۶۔ ۱۳۷
محمد معظم (بہادر شاہ): ۴۵۔ ۵۱۔ ۵۲۔
۵۳۔ ۵۴۔ ۱۰۲۔ ۱۳۶۔ ۱۳۸۔
۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱
محمد نعمت خان: ۱۷۲
مختار خان: ۷۲۔ ۱۳۹
مخلص خان: ۹۳۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰
مراد بخش: ۳۳۔ ۳۹۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳
مرشد قلی خان: ۴۲۔ ۱۳۱۔ ۱۳۴
معمور خان: ۱۱۰۔ ۱۷۱
ملکہ بانو: ۳۸
ممتاز محل: ۳۸
منصور خان: ۱۰۸۔ ۱۷۰
موسوی خان: ۹۱۔ ۹۲۔
۹۳۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹

TooBaa-Research-Library

میر حسن: ۱۰۶۔ ۱۱۴۔ ۱۶۹
میر ملک حسین: ۸۵
میرزا تفاخر: ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳
میرزا فخرا: ۹۳
میرزا معز فطرت موسوی: ۹۱۔
۹۲۔ ۹۳۔ ۱۵۸
نجابت خان: ۳۸۔ ۳۹۔ ۱۳۲
نصرت جنگ: ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۷۔
۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۱۴۷
۱۴۸۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲
نظام الملک اول: ۸۲۔ ۸۴
نعمت خان: ۱۱۰
نور النسا: ۶۱۔ ۱۴۴
ہمایوں: ۴۷۔ ۱۳۷
ہنونت راؤ: ۷۹۔ ۸۰۔ ۱۵۲
ہیرا بائی: ۳۴۔ ۳۶۔ ۱۳۰
یار علی بیگ: ۷۷۔ ۷۸۔ ۹۰۔
۱۰۵۔ ۱۰۹۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔
۱۵۰۔ ۱۵۷۔ ۱۶۸
۱۷۱۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴

TooBaa-Research-Library

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲	۲	ٹوپیا	ٹوپیاں
۴۶	۱۵	تمہی	تمہیں
۴۷	۱۲	وہ بہی	وہ بھی
۴۸	۱۰	جس	جس وقت
۵۰	۶	ہٹی	ہٹیٔ
۵۱	۱۱	جو اس	جو اس کی
۵۱	۱۴	زانوں	زانو
۵۲	۱۱	قبل خانہ	فیل خانہ
۵۲	۱۵	فیل بانو	فیل بانوں
۵۲	۱۸	عرض پر	عرضی پر
۵۲	۲۰	(کس کا)	(کسی کا)
۵۴	۱۰	نو	بانو
۵۴	۱۲	اب	نائب
۵۷	۷	چھٹپٹے	جھٹپٹے
۶۵	۱۳	جمع	جمعے
۶۵	۱۳	مہائے	مہیائے
۶۶	حاشیہ	۱۹۶۲ء	۱۹۶۳ء
۷۱	۱۸	بانوں	بانو
۷۲	۱۴	اب جبکہ	(حذف کیا جائے)
۷۳	۶	جیسے	جسے
۷۸	۱۳-۱۴	(شعر یوں پڑھیں)	

زاغ دم سوے شہر و سر سوے دہ

دم آں زاغ از سر او بہ

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۲	۹	فرخ سید	فرخ سیر
۸۴	۹	غلاموں	غلاموں کے ساتھ
۸۶	۵	ظلم۔ برگ حرست	ظالم۔ برگ دست
۸۶	۶	پر عقاب تیر	پر عقاب پر تیر
۸۷	۱۶،۱۷	اور وہ کل وقت کا ایک ہوتا ہے	اور اس کا صاحب اس کا مالک ہوتا ہے
۹۴	۱۷	کنچنبوں	کنچنیوں
۹۵	۱۲	بدھم پوری	برھم پوری
۹۵	۱۳	مخلص خاں کی جو	مخلص خاں جو
۹۶	۱۵	بسی	(حذف کیا جائے)
۹۷	۱۸	متبسم	تبسم
۹۹	۴	چندرول	چنڈول
۱۰۱	۴	نظر	نذر
۱۰۱	۱۰	اصرار کرے ہے	اصرار کرتا ہے
۱۰۱		آخری ہٹی	ہٹی
۱۰۲	۱۵	یک سخت	یک لخت
۱۰۳	۱۰	لوگ دوسری طرف آبادی	لوگ دوسری طرف برائے خرید و فروخت آمد و رفت رکھیں تاکہ آبادی
۱۰۵	۵	سرکار	سرکار کی
۱۱۹	۱۹	قاضی کے پاس آیا	قاضی کے پاس آیا کہ

AF-1159

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

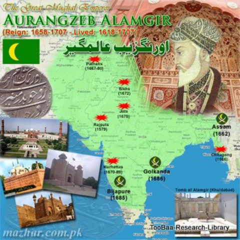

The Great Mughal Emperor
AURANGZEB ALAMGIR
(Reign: 1658-1707 - Lived: 1618-1707)
اورنگزیب عالمگیر
Pathans
(1667-80)
Sikhs
(1672)
Jats
(1670)
Rajputs
(1579)
Assam
(1662)
Chittagong
(1666)
Marhattas
(1670-89)
Golkanda
(1686)
Bijapure
(1685)
Tomb of Alamgir (Khuldabad)
TooBaa-Research-Library
mazhar.com.pk

TooBaa-Research-Library

AHKAM-I-ALAMGIRI

PERSIAN TEXT

BY

HAMIDUD DIN KHAN

URDU TRANSLATION

BY

DR. KHALID HASAN QADIRI

TooBaa-Research-Library

INSTITUTE OF ISLAMIC CULTURE

2-CLUB ROAD LAHORE

TooBaa-Research-Library